جلد 9

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ



خطباتِ شیخوپوری

افادات

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان



جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد



مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ایک عظیم علمی شاہکار

جدید موضوعات پر مشتمل علمی، فکری، اصلاحی خطبات کا نادر مجموعہ

خطباتِ شیخوپوری

جلد 9

افادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

تقریظ

شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

صدر وفاق المدارس پاکستان

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... خطباتِ شیخوپوری

از افادات .... حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید

اشاعت اوّل .... نومبر 2015ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34604566 Cell: 0334-3432345

ای میل .... Mfarooq12317@yahoo.com
maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

مکتبہ معارف القرآن ۔ احاطہ دار العلوم کورنگی کراچی 021-35031565

دار الاشاعت ، اردو بازار کراچی 021-32631834

سعدی اسلامی کتب خانہ گلشن اقبال نمبر 2 کراچی 0333-2305791

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34927159

مکتبہ لدھیانوی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی 021-34130020

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی 021-32212220

مکتبہ رشیدیہ ، سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263

کتب خانہ رشیدیہ ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ رحمانیہ ، اردو بازار لاہور 042-37224228

مکتبہ سید احمد شہید ، اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ 092-3630594

مکتبہ عمر فاروق محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

دار الاخلاص محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

JAMIA FAROOQIA KARACHI

جامعہ فاروقیہ کراچی



باسمہ سبحانہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سید الاولین والآخرین احمد المجتبیٰ ومحمد المصطفیٰ ومن والاہ۔

مولانا اشتیاق احمد [illegible] خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد ۲ کراچی نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دروس قرآن مجید کے سلسلے میں کام کا اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے "آسان درس قرآن" کے نام سے مولانا شہید کے دو دروس قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رح کی حیات ہی میں منظر عام پر آگئے تھے۔

پھر دوسرا سلسلہ ~~شروع کیا~~ "درس کیوں اور کیسے" کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح "القرآن کورس سینٹر" بہادر آباد میں ہر مہینے کے آخری اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۶۰ دروس کمپوز ہو چکے ہیں۔ ان کی اشاعت کا مرحلہ [illegible]

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رح بالکل معذور تھے چلنے پھرنے سے قاصر تھے لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے ان سے تفسیر قرآن کریم کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لیے بہت کام لیا۔ وہ بہترین مدرس بھی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خدمات کو صدقہ جاریہ بنا کر [illegible] ان کے والدین، ابناء، اقرباء، اساتذہ اور جملہ محبین کو [illegible] اجر و ثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشتیاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابل رشک ہیں جنکو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا شہید رح کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور نشر کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کی ان مساعی کو اللہ پاک حسن قبول عطا فرمائیں۔ ان کے لیے، ان کے والدین، اساتذہ اور [illegible] کے لیے بطور صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

۱۳ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقریظ

استاذ المحدثین، یادگارِ اسلاف، مخدوم العلماء صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب ادام اللہ ظلہم و فیوضہم



باسمہ تعالیٰ

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علی سید الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ و محمد ن المصطفیٰ و من والاہ

مولانا اشفاق احمد امام خطیب جامع مسجد بلال ناظم آباد ۲ نے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن مجید کے سلسلے پر کام کا اہتمام اور اشاعت کا نظم قائم کر رکھا ہے۔

پہلے انہوں نے ''آسان درسِ قرآن'' کے نام سے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دروسِ قرآن کو شائع کیا جو حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں منظر عام پر آگئے تھے۔ پھر دوسرا سلسلہ ''درسِ قرآن کیوں اور کیسے'' کو شائع کیا۔

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ ''القرآن کورسز سینٹر'' بہادر آباد میں ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو درس دیا کرتے تھے جو جدید اور انتہائی فکری موضوعات پر مشتمل ہیں۔

ان دروس میں ۶۰ درس کمپوز ہو چکے ہیں ان کی اشاعت کا مرحلہ درپیش ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مرحلہ کو آسان فرمادیں۔ آمین

مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ بالکل معذور تھے، چلنے پھرنے سے قاصر تھے، لیکن وہ آیۃ من آیات اللہ تھے اللہ جل وعلا نے اُن کے تفسیر قرآن کی عظیم خدمت کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے لئے بہت کام لیا، وہ بہترین مدرّس بھی تھے۔ مولانا مرحوم اس معذوری کے باوجود اپنی اصلاحی تربیتی خدمات انجام دینے کے لئے بیرونِ پاکستان مختلف دور دراز ملکوں کے سفر پر جاتے رہتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنا کر اُن کو، اُن کے والدین کو، اعزاء، اقرباء، اساتذہ اور معاونین ومحبین کو ابدالاباد تک اجر وثواب عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

مولانا اشفاق احمد انتہائی خوش نصیب اور قابلِ رشک ہیں جن کو اللہ بزرگ وبرتر نے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی خدمات کو مرتب کرنے اور نشر کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے ان کی مساعی کو اللہ پاک حُسن قبول عطا فرمائیں اُن کے لئے اُن کے والدین، اعزاء، اساتذہ اور معاونین کے لئے بطورِ صدقہ جاریہ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

۱۲ ستمبر ۲۰۱۵ء

تقـــریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم

نائب مفتی واستاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

محمد عبدالمنان
نائب مفتی واستاذ جامعه دارالعلوم كراتشي
التاریخ ۲۸.۱۱.۱۴۳۶ھ

Muhammad Abdul Mannan
Naib Mufti & Ustad Jamia Darul-Uloom Karachi
Date: 13.9.2015.

نحمدهٗ ونصلي على رسوله الكريم وعلى آله واصحابه واهل بيته اجمعين

امابعد!

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ العصر میں ایمان والوں کے اوصاف میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کرتے ہیں، اور صبر کی تعلیم دیتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ (سورۃ العصر)

اسی طرح حدیثِ مُبارکہ ہے ''الدين النصيحة '' کہ دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے: ''بلغوا عني ولو آية '' میری طرف سے اگر دین کی ایک بات بھی تمہیں معلوم ہو تو آگے دوسروں تک پہنچاؤ''۔

مندرجہ بالا ارشادات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دین کی نشر و اشاعت تمام مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری ہے، اور اسی ذمہ داری کے مختلف شعبے درس وتدریس، تصنیف تالف، وعظ اور تبلیغ وغیرہ کو مسلمانوں نے بحسن وخوبی سنبھالا ہے، اور

اپنی اس ذمہ داری سے توفیق اور اپنی استطاعت کے مطابق عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

عوامی سطح پر سب سے زیادہ نافع ترین سلسلہ وعظ وتقریر، بیانات وخطبات کا ہے۔اور اصلاح معاشرہ میں یہ بیانات وخطبات ایک کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ عام مسلمان جو دینی مدارس میں داخلہ لے کر باقاعدہ علم دین حاصل نہیں کر سکتے وہ زیادہ تر علماء کے بیانات ہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اس لحاظ سے مستند علماء کے خطبات ایک مؤثر ذریعہ تبلیغ ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''خطبات شیخوپوری'' ہے، جو کہ داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سالہا سال کے خطبات کا قیمتی مجموعہ ہے جو مولانا موصوف کے علمی، فکری، اور اصلاحی کاوشوں کا بہترین نمونہ ہیں۔

مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، کہنہ مشق مدرس اور عوامی سطح کے بہترین خطیب بھی تھے، جن کے اصلاحی، فکری بیانات اور درس قرآن سے بلاشبہ لاکھوں لوگوں نے استفادہ کیا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (سورۃ الجمعہ)

مولانا اشفاق احمد صاحب حفظہ اللہ، فاضل جامعہ دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے انتھک کوششوں کے ذریعہ خطبات کے اس مجموعہ کو مرتب کیا، مولانا موصوف کا نام علماء کے حلقے میں محتاج تعارف نہیں ہے، وہ اس سے پہلے بھی مولانا شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ قرآن پر کام کر چکے ہیں اور آسان درسِ قرآن کے نام سے ''عمّ پارہ'' کی تفسیر اور ''درس قرآن کیوں اور کیسے؟'' شائع کر چکے

ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطاء فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق بخشے، آمین۔

مذکورہ خطبات کے حوالے سے یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ یہ درحقیقت عوامی بیانات کا مجموعہ ہے، کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں، لہٰذا اس میں تقریری رنگ غالب اور نمایاں نظر آتا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ ایک فکر انگیز خطبات کا مجموعہ ہے جس سے کوئی خطیب مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے طلبہ، طالبات علماء اور عام مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت کا ذریعہ بنائے، اور مرتب موصوف کے والدین اور اساتذہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین۔۔۔۔واللہ المستعان

حررہ

محمد عبد المنان

نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

13/09/2015

عرضِ مرتب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی: امّا بعد!

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی سچا دین ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی حیات ابدیہ اپنے مبارک دین اسلام میں رکھی ہے۔خوش قسمت ہے وہ انسان جو دین کی آغوش میں اپنی دنیا کی چندروزہ حیاتِ مستعار گزار کر ہمیشہ کی کامیابیاں پالیتا ہے، صدیوں سے اسلام کا یہ ابدی پیغام پہنچانے کے لئے ہر دور کے پاسبان دین وملت تحریر وتقریر دونوں انداز سے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

دورِ حاضر میں امت مسلمہ جس جدیدیت کے فتنہ کا شکار ہے، ان کا یہ اعتراض زبانِ زدعام ہے کہ اکیسویں صدی کے جدید مسائل پر برسوں پرانے اسلام کی تعلیمات کی تطبیق ناممکن ہے امت کے ایسے ہی سوالات نیز دورِ حاضر کے دوسرے اہم مسائل کا جواب دینے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت واسعہ سے داعیِ قرآن، مفسر قرآن، واعظ شیریں بیان حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید نَوَّرَ اللهُ مَرْقَدَهٗ، جیسی عظیم علمی شخصیت کا انتخاب فرمایا اور "القرآن کورسز نیٹ ورک" بہادر آباد، کراچی پاکستان کے اسٹیج سے بھائی محمد الطاف موتی صاحب اوران کی ٹیم کی معاونت سے دورِ حاضر کے نت نئے

جدید موضوعات پر سیر حاصل بیانات کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جو 2006ء تا 2012ء تک ہر ماہ کے دوسرے اتوار نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتے رہے۔ انہی بیانات کو محترم جناب بھائی محمد الطاف موتی صاحب معیاری سی ڈیز پر ریکارڈ کر کے افادۂ عام کے لئے پیش فرماتے رہے۔ داعی قرآن حضرت شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا آخری یادگار بیان ''مسلمانوں کے زوال سے دنیا کو کیا نقصان پہنچا'' مورخہ 13 مئی، 2012ء کو فرمایا اس کے بعد وہ جامِ شہادت نوش فرما کر داعئ اَجل کو لبیک کہتے ہوئے اُمّت کو سوگوار چھوڑ گئے۔

حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور باوفا دوست برادرِ مکرم جناب محمد شفیق اجمل صاحب حفظہ اللہ جہاں اہل حق کی ترجمان ایک معیاری ویب سائٹ درس قرآن ڈاٹ کام www.darsequran.com پر حضرت کے دروسِ قرآن کریم نشر کرتے رہے، وہیں ان نت نئے موضوعات پر مشتمل بیانات کو بھی نشر کرتے چلے آرہے ہیں اور امت کے نفع کا سامان مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔

تاہم بندہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اس علمی ذخیرہ کو تقریر سے تحریر کی شکل میں لانے کا کام حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دیرینہ خواہش کو سامنے رکھ کر کرنے کے لئے کمر بستہ ہوگیا۔ بندہ نے جب کام شروع کیا تو اس وقت بنیادی طور پر پیش نظر ''القرآن کورسز سینٹر'' میں ہونے والے بیانات کا مجموعہ تھا، جس میں سے کچھ بیانات ''ندائے منبر ومحراب'' جلد ۷ میں شائع ہو گئے۔ افادۂ عام کے لئے انہیں بھی شامل کرلیا گیا۔

بعد میں حضرت شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اہم موضوعات پر مشتمل چند دیگر

بیانات دستیاب ہوئے، اکابر اساتذہ اور اپنے رفقاء کی مشاورت سے انہیں بھی خطباتِ شیخوپوری کا حصہ بنادیا گیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ۸۰ بیانات کا مسودہ تیار ہونے کے بعد کمپوزنگ کے مراحل سے بحمد اللہ گزر چکا ہے حضراتِ اکابر اور اساتذۂ کرام زید مجدہم کے مشورہ سے تقریباً ۱۰ جلدوں پر مشتمل خطباتِ شیخوپوری کے نام سے ایک عظیم علمی شاہکار وجود میں آرہا ہے۔

بلاشبہ تمام تر لوازمات کی کماحقہٗ رعایت کرتے ہوئے تقریر سے تحریر کا اسلوب اختیار کرنا مجھ جیسے عاجز انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم بندہ عاجز نے چند امور کا لحاظ رکھا ہے۔

① ۔حتی الوسع حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا حقیقی مواد تحریر میں لایا گیا ہے۔

② ۔مکررات کو حذف کر کے تحریر کو آسان اسلوب میں رکھا گیا ہے۔

③ ۔ہر موضوع پر اٹھنے والے سوالات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

④ ۔انہی اجمالی سوالات کو حل کرتے ہوئے اس میں عام فہم ضروری عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

یہ خطباتِ شیخوپوری تقاریر کا مجموعہ ہے جنہیں قلم بند کر کے زیورِ طبع سے آراستہ کرنے میں میرے جن معاونین کا خلوص اور محنت میرے ساتھ رہی ان کا میں تہہ دل سے بے حد ممنون وشکر گزار ہوں جن میں برادر مکرم جناب محمد الطاف موتی صاحب، جناب مولانا خالد محمود صاحب اور جناب بھائی محمد فیاض صاحب (مالک مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی) وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔

قابلِ ذکر بھائی محمد فیاض صاحب علم اور علماء کے وہ قدردان شخص ہیں جو میرے حوصلے ''آسان درسِ قرآن'' سے لے کر ''خطبات شیخوپوری'' تک مسلسل بڑھاتے رہے اور میرے اس کام پر بھرپور توجہ اور لگن کا اظہار فرماتے رہے۔ یقیناً ان خطبات کو منظر عام پر لانے کا پہلا سہرا بھی پھر انہی کے سر سجتا ہوا اچھا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مساعیٔ جمیلہ میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اور میں بے حد ممنون ہوں اپنے شفیق و مہربان استاذ محترم جناب حضرت مولانا مفتی عبدالمنّان صاحب زید مجدہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی) کا جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نظر ثانی فرما کر بعض جگہ تصحیح فرمائی اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخوپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام متوسلین حضرات اساتذۂ کرام، والدین اور میرے تمام معاونین کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

تقبل اللہ منّا و ممّن سعٰی فیہ۔ آمین

دعا گو و دعا جو

بندہ مولانا اشفاق احمد عفا اللہ عنہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
امام وخطیب جامع مسجد بلال
ناظم آباد نمبر ۲ کراچی
0321-2343648

اجمالی فہرست

برائے

خطباتِ شیخوپوری

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

توحید کی حقیقت

- ......سورہ الاخلاص کو اخلاص کیوں کہا جاتا ہے؟
- ......سورۃ الاخلاص کی فضیلت حضور اکرم ﷺ نے کیا بیان فرمائی ہے؟
- ......توحید کی کتنی اقسام ہیں؟
- ......شرک کا آغاز کیسے ہوا؟
- ......انبیاء اور اولیاء نے کیا تعلیم دی ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

اللہ سے سچی محبّت

- ......اللہ تعالیٰ کے محبوب کون کون ہیں؟
- ......توکل کا صحیح مفہوم کیا ہے؟
- ......صبر کی حقیقت اور اُس کی اقسام۔
- ......اللہ کی محبت کا انعام۔
- ......اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا طریقہ اور فائدہ۔
- ......اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ محبت۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

- ......سیرت کی سب سے زیادہ مستند کتاب کون سی ہے؟
- ......قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ضروری ہے۔
- ......ایک سبق آموز واقعہ
- ......اللہ تعالی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینا
- ......اللہ تعالی کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر احسانات
- ......اللہ تعالی کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایات

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

آدابِ رسول ﷺ

- ......سورۃ الحجرات کا دوسرا نام "سورۃ الاخلاق و آداب" کیوں؟
- ......اللہ تعالیٰ کی طرف سے آقا ﷺ کا ادب۔
- ......بدعت بدترین کیوں؟
- ......صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور اکرم ﷺ کے ادب کے بارے میں احتیاط کا عالم۔
- ......دین کی خاطر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں،
- ......آیات کا شانِ نزول اور بے ادبی کی شناعت۔
- ......ایک غلط نظریہ اور اس کی اصلاح۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

حضور اکرم ﷺ پر تین بڑے احسانات

- ......حضور اکرم ﷺ پر تین بڑے احسان کون سے ہیں؟
- ......ظاہر و باطنی شرح صدر میں کیا فرق ہے؟
- ......صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایمان کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں۔
- ......داعی کے لئے کس چیز کا ہونا ضروری ہے؟
- ......ہم سب کی ذمہ داری کیا ہے؟
- ......ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کرے۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

مقامِ مصطفیٰ ﷺ

- ......مقامِ مصطفیٰ ﷺ قرآنی آیات کی روشنی میں۔
- ......مقامِ مصطفیٰ ﷺ احادیث مبارکہ کی روشنی میں۔
- ......پیغمبر ﷺ کے مزاح کے واقعات۔
- ......آقا ﷺ کی امتیازی سعادت۔
- ......سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

صاحبِ خلقِ عظیم
پیغمبر ﷺ

- ……آقا ﷺ کی تواضع وانکساری
- ……پیغمبر ﷺ کے اخلاقِ عظیمانہ
- ……آقا ﷺ تمام اخلاقِ حسنہ کے جامع
- ……پیغمبر ﷺ کی خوبیاں
- ……حضور اکرم ﷺ کے دشمن پر اللہ کا غضب

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

حضور اکرم ﷺ کا وصیت نامہ

(حصہ اول)

- ......آقا ﷺ کا تین باتوں پر بیعت لینا۔
- ......مشرکینِ عرب کا سب سے سنگین گناہ کیا تھا؟
- ......اعمال میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟
- ......پہلی آیت میں مذکورہ پانچ وصیتوں کا تفصیلی بیان۔
- ......شرک کی اقسام اور ان کی شناعت۔
- ......مسلمان کے خون کی حرمت احادیث کی روشنی میں۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

حضور اکرم ﷺ کا وصیت نامہ

(دوسری نشست)

- ......آقا ﷺ کی چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں وصیت۔
- ......یتیموں کے حقوق کی تاکید۔
- ......جاہل معاشرے کی غلط سوچ اور اس کا سدباب۔
- ......معیشت کی تباہی کے اسباب۔
- ......اسلامی نظام عدل کی پانچ خصوصیات۔
- ......عدل کا حیرت انگیز واقعہ۔
- ......سیدھے اور گمراہ کن راستوں کی بذریعہ مثال وضاحت۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

- ......اسلامی تعلیمات کی خصوصیات۔
- ......مسلمان قوم اور دیگر اقوام میں فرق۔
- ......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بنیادی حقوق۔
- ......آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کے محفوظ ہونے کی وجوہات۔
- ......بارہ ربیع الاول یومِ ولادت یا یومِ وفات؟
- ......سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اظہار محبت کی شرعی حدود۔

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

- ......ایمانِ کامل کی شرط کیا ہے؟
- ......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کی خصوصیات کیا ہیں؟
- ......محبت کے تین بنیادی اسباب کیا ہیں؟
- ......آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی، عملی او اخلاقی کمالات۔
- ......سچی محبت کی سات علامات کون سی ہیں؟

اجمالی عنوانات برائے موضوعات

فتنۂ انکارِ حدیث

- ......درسِ قرآن کا اصل مقصد۔
- ......قرآن فہمی کے لیے حدیث پاک کی احتیاج۔
- ......اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت۔
- ......قرآن وحدیث کا تلازم۔
- ......منکرینِ حدیث کے اعتراضات اور اُن کے تفصیلی جوابات۔
- ......اختلافِ روایات کی وجوہات۔

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انک حمید مجید ٥
اللهم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انک حمید مجید ٥

تفصیلی فہرست
خطبات شیخوپوری جلد نہم

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

توحید کی حقیقت

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......سورہ الاخلاص کو اخلاص کیوں کہا جاتا ہے؟
- ......سورۃ الاخلاص کی فضیلت حضور اکرم ﷺ نے کیا بیان فرمائی ہے؟
- ......توحید کی کتنی اقسام ہیں؟
- ......شرک کا آغاز کیسے ہوا؟
- ......انبیاء اور اولیاء نے کیا تعلیم دی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

اٰمَنۡتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

سورۃ الاخلاص کی وجہِ تسمیہ

یہ سورۃ الاخلاص ہے اس کو سورۂ اخلاص اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ توحید خالص کو بیان کرتی ہے اور دوسری بات یہ کہ جو اس سورۃ پر سچے دل سے ایمان لے آتا ہے اور اس کو دل اور دماغ میں بٹھا لیتا ہے تو وہ شرک سے پاک ہو جاتا ہے، اور یہ سورۃ اس کو شرک سے بچا لیتی ہے اور جہنم کی آگ سے نجات دلاتی ہے یہ سورۃ اس کو شرک سے بچا کر خالص موحد بنا لیتی ہے۔

سورۃ الاخلاص کے دیگر نام

اس کا ایک نام سورۂ توحید بھی ہے کیونکہ اس میں عقیدہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اس کا ایک نام سورۂ نجات بھی ہے وجہ یہ ہے کہ اس سورۃ پر ایمان رکھنے والا جہنم کی آگ سے نجات پا جاتا ہے۔

اس کو سورۂ ولیہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جو شخص اس کو دل کی گہرائی سے پڑھ لیتا ہے اور اس پر ایمان لے آتا ہے تو وہ اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی بن جاتا ہے اس کو سورۂ اساس بھی کہا جاتا ہے اساس کا معنی بنیاد ہے کیونکہ یہ سورۃ دین کی بنیاد ہے دین کی بنیاد عقیدہ توحید ہے اگر بنیاد میں کچھ نقص ہو، کمزوری ہو تو اس پر اٹھنے والی عمارت میں کمزوری اور نقص ہوگا اور اگر بنیاد مضبوط ہوگی تو اس پر اُٹھنے والی عمارت بھی مضبوط ہوگی۔

فضائل سورۃ

حدیث میں آتا ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کی تلاوت کرتا ہے اس کو ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

بخاری میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم پر کیا مشکل ہے کہ تم رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لیا کرو صحابہ پر یہ بات تھوڑی سی شاق اور مشکل گزری تو عرض کیا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِکَ کون ہے کہ جو ہم میں سے ایک تہائی قرآن

پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم سورۂ اخلاص نہیں پڑھ سکتے فرمایا کہ تم اگر ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لو گے تو تمہیں ایک تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

یہ بڑی عظیم سورۃ ہے اس میں بنیادی اور اصولی اور اساسی نظریہ حیات جو دین کا ہے اس کا بیان ہے یعنی عقیدہ توحید، نظریہ توحید۔

توحید کی پہلی قسم توحید ربوبیت

علماء نے توحید کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے پہلی قسم توحید ربوبیت ہے رب وہ ہے، پالنے والا وہ ہے، اسی توحید ربوبیت کو اللہ نے سورہ فاتحہ کی پہلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور توحید کی یہ قسم ایسی ہے کہ اس کا انکار کافر اور مشرک بھی نہیں کرتے تھے۔ مانتے تھے کہ ہمیں اور ہمارے آباؤ واجداد کو اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا وہ اللہ ہے، بنانے والا وہ ہے، رزق دینے والا وہ ہے، مالک وہ ہے۔

سورۂ یونس میں ہے اللہ فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھیے!

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین میں سے؟

اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ

کانوں کا مالک، آنکھوں کا مالک کون ہے؟ زندہ کو مردہ سے پیدا کرنے والا اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرنے والا کون ہے؟

وَمَنۡ يُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ ؕ : اور سارے جہان کا نظام چلانے والا کون ہے؟

آسمان کو تھامنے والا کون ہے؟ زمین کو بچھانے والا کون ہے؟ زمین سے غلہ اُگانے والا کون ہے؟ آسمان سے بارش برسانے والا کون ہے؟ پیاسوں کو پانی پلانے والا کون ہے؟ بھوکوں کو کھانا کھلانے والا کون ہے؟

آگے فرمایا:

فَسَيَقُوۡلُوۡنَ اللّٰهُ ۚ

یہ ضرور کہیں گے کہ یہ سارے کام کرنے والا اللہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں

فَقُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۱﴾

ارے جب مانتے ہو تو پھر بھی ڈرتے نہیں ہو، پھر گناہوں سے اور نافرمانی سے بچتے نہیں ہو۔

سورۂ مومنون میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے پوچھئے:

قُلۡ لِّمَنِ الۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۴﴾

زمین میں جو کچھ ہے یہ کس کا ہے تو کہیں گے

سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ ؕ : کہ اللہ کا ہے

قُلۡ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۸۵﴾

کیا تم سمجھتے نہیں ہو کس نے تم پر جادو کر دیا ہے کہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی اور ایمان قبول نہیں کرتے۔

قُلۡ مَنۡۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ يُجِيۡرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ

کون ہے جس کے قبضے میں ہے بادشاہت، کون ہے پناہ دینے والا؟ اس

کے علاوہ کوئی پناہ دینے والانہیں ہے۔

یہ ہے توحید کی پہلی قسم توحید ربوبیت، کہ جس کا کافر اور مشرک بھی انکار نہیں کرتے تھے۔

یہ بات جان لیجیے! کہ دنیا میں پہلے بھی بہت کم قومیں رہیں جو اللہ کے وجود کا انکار کرتی ہوں اور آج بھی ایسی قوم نہ ہونے کے برابر ہے کہ جو اللہ کے وجود کا انکار کرتی ہو اور مشرک بھی اللہ کو مانتے تھے اور اللہ کو راضی کرتے تھے اپنے انداز کے مطابق طریقے بھی اختیار کرتے تھے اور کوشش بھی کرتے تھے توحید ربوبیت کا وہ انکار نہیں کرتے تھے۔

توحید کی دوسری قسم توحید الوہیت

توحید کی دوسری قسم ہے توحید الوہیت کہ عبادت کی جائے تو صرف اللہ کی، دعا کی جائے تو صرف اللہ تعالیٰ سے، نذر ونیاز مانی جائے تو صرف اللہ کے لئے صدقہ خیرات کیا جائے تو صرف اللہ کے لئے اور سجدہ کیا جائے تو صرف اللہ کو، عبادت کی جائے تو صرف اللہ کی، اس قسم میں اختلاف ہوا اس میں لوگ شرک میں مبتلا ہو گئے یوں سمجھئے کہ جو کچھ اللہ بندے کو دیتا ہے اس کو تسلیم کرتے تھے کہ یہ سب کچھ اللہ دیتا ہے لیکن اللہ کی عطاء کے جواب میں بندہ اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، اللہ کے لیے صدقہ وخیرات کرتا ہے، بندے اللہ کے حضور سجدے کرتے رہے دعائیں کرتے رہے اس میں شرک کا ارتکاب کرتے تھے اور ہر نبی نے اسی توحید الوہیت پر زور دیا آپ

جانتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کا جو پہلا جز ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اس میں تمام نبی مشترک ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ:

نہیں کوئی معبود، مگر اللہ معبود ہے

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی ہندی زبان میں اللہ کا معنیٰ کرتے تھے۔ (مَن موہ) دل کو موہ لینے والا، دل کا محبوب اور پیارا اور اردو زبان میں اللہ کا معنیٰ یہ نہیں کہ عبادت کے لائق ہے بلکہ محبوب ہے تو وہی ہے صرف اس کی محبت کام آنے والی ہے ایسا محبوب جو دیتا ہے لیتا کچھ نہیں، ایسا احسان کرنے والا کہ جس کے احسان تو سب پر ہیں لیکن اس پر کسی کا احسان نہیں، ایسا محبوب جو ازل سے محبوب اور قیامت تک محبوب رہے گا، جس سے فرشتے بھی محبت کرتے ہیں جنات اللہ کے محبّ، کیڑے مکوڑے اور جانور بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

شرک کا آغاز کیسے ہوا؟

تو میں عرض کر رہا تھا کہ توحید الوہیت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر نبی نے اس پر زور دیا کہ عبادت صرف اللہ کی کی جائے، سب سے پہلے جس نبی نے شرک کی تردید کی وہ نوح علیہ السلام

ہیں کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم سے پہلے شرک نہیں تھا آپ کی قوم میں سب سے پہلے شرک آیا اللہ کے کچھ نیک بندے تھے وہ دنیا سے چلے گئے ان کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے ان کے کچھ عقیدت مندوں نے ان کی تصویریں بنالیں ان کی مورتیاں بنالیں ان کو محبت سے دیکھ لیا کرتے تھے بعد والوں نے جھکنا شروع کر دیا پھر مانگنا شروع کر دیا یوں شرک میں مبتلا ہو گئے بعض اوقات برائی کی بنیاد بالکل چھوٹی اور معمولی ہوتی ہے اگر اس کا ازالہ نہ کیا جائے تو وہ بنیاد پھر بہت بڑی عمارت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔تو حضرت نوح علیہ السلام آئے اور فرمایا:

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

کہ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

یہ صرف حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت نہیں تھی اللہ کہتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

اے میرے پیغمبر! ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہر نبی کی طرف دعوت بھیجی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو

اور آپ جانتے ہیں کہ عبادت قولی بھی ہے اور بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے تین قسم کی عبادت ہے نماز میں تشہد میں بیٹھ کر کہتے ہیں

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ

ہم زبان سے پکاریں گے تو صرف اللہ کو اور ہم بدن استعمال کریں گے تو اللہ

کے لیے ہم مال خرچ کریں گے تو صرف اللہ کے لیے

اللہ کے نبی نے یہ تعلیم دی کہ تمام عبادتیں صرف اللہ کے لئے۔ اکثر لوگوں کو شیطان نے دھوکہ دیا کہ تم بڑے پست ہو ذلیل ہو، گنہگار ہو، گندے ہو، ناپاک ہو، تم براہِ راست اللہ کے سامنے اپنی دعائیں اپنے صدقے اور نذر و نیاز پیش نہیں کر سکتے تم پیش کرو اللہ کے نیک بندوں کے سامنے وہ پیش کریں گے اللہ کے سامنے پھر اللہ کے نیک بندوں کا تصوّر بدلتے بدلتے بدل گیا یہاں تک کہ بتوں کے سامنے اپنی دعائیں اور حاجتیں پیش کرنے لگے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط

ہم ان کو رب، مالک اور خالق اور رازق نہیں مانتے لیکن ہماری سوچ یہ ہے کہ یہ ہماری دعائیں، حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کریں گے۔

اللہ سے براہِ راست مانگیں

اللہ نے فرمایا اپنے بندوں کو کہ مجھے پکارنے کے لئے، مجھ سے مانگنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا رب فرماتا ہے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط

مجھے پکارو میں تماری دعا قبول کروں گا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿٦٠﴾

اگر ان الفاظ کا حاصل معنی کیا جائے تو یہ مطلب بنے گا کہ اگر مجھ سے نہیں مانگو گے تو میں تمہیں ذلیل کر کے جہنم میں ڈالوں گا، مانگو تو خوش ہوں گا، نہیں مانگو گے تو ناراض ہوں گا

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ط

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو آپ بتا دیجئے کہ میں قریب ہوں۔

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا

میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے

لہٰذا مجھے پکاریں میری اطاعت کریں، مجھ پر ایمان لائیں، میں ان کی جائز خواہشات کو پورا کرتا ہوں۔

انبیاء اور اولیاء کی تعلیم

اللہ کے نبیوں نے یہ تعلیم دی کہ ہم سے نہ مانگو جس سے ہم مانگتے ہیں اس سے مانگو، ولیوں سے، نبیوں سے، قطب، ابدال سے نہ مانگو، ارے اس سے مانگو جس سے ہر نبی، ہر ولی، قطب، ابدال مانگتے رہے، ارے اس سے مانگو جس سے حضرت آدم علیہ السلام نے مانگا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا

اللہ! غلطی ہوگئی معاف کر دینا، اگر تو نے معاف نہ کیا تو ہم تباہ ہو جائیں گے، اس سے مانگو جس سے حضرت نوح علیہ السلام نے مانگا؛

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط

ارے اس سے مانگو جس سے حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد مانگی

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

یا اللہ! نیک اولاد عطا فرما، یا اللہ! تو ہی دعاؤں کا سننے والا

رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا

اللہ میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں، یا اللہ! بال سفید ہو گئے لیکن پھر بھی تجھ سے مانگتا ہوں نا امید نہیں ہوئے مانگتے رہے ارے اس سے مانگو جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کی تنہائی میں مانگا۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

یہاں میری جان پہچان والا کوئی نہیں یا اللہ! بھوک بھی لگ رہی ہے جو بھی تو مجھے بھلائی عطا کرے میں اس بھلائی کا محتاج ہوں

ارے اس سے مانگو جس سے کائنات کے سردار، انبیاء کے سردار حضرت محمد رسول ﷺ نے بیسیوں موقعوں پر مانگا، تڑپ تڑپ کے رو رو کے مانگا، راتوں کو مانگا، دنوں کو مانگا جنگ کے موقعوں پر مانگا، امن کے موقع پر مانگا، بدر میں مانگا، احد میں مانگنے کا کیا انداز ہے؟ بدر کے موقع پر فرمایا یا اللہ! مدد فرما، نصرت فرما، فرشتے بھیج، یا اللہ! اگر تو نے اس جماعت کی آج مدد نہ کی تو تیرا نام لینے والا زمین میں کوئی نہیں رہے گا ارے اس سے مانگو جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تہمتوں کی بدبودار فضا میں مانگا کہ اے اللہ!

آج تو منافقین نے میرے سرتاج کو بھی مجھ سے بدگمان کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ ﷺ مجھ سے روٹھے نظر آرہے ہیں، اے اللہ! میں کس کے پاس جاؤں، اپنی پاکدامنی کا کیسے یقین دلاؤں، تو اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان خود ان کی توقع کے خلاف آسمان سے قرآن کی شکل میں فرمایا؛

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾

اللہ کے نبیوں نے، اللہ کے ولیوں نے اللہ سے مانگنے کی تعلیم دی

یاد رکھیں! حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تعلیم نہیں دی کہ مجھ سے مانگو۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ عبادت، نذر و نیاز، صدقہ، خیرات کیا جائے تو اللہ کے لئے، توحید کے مضمون میں غور کرنا چاہئے۔

خلاصہ توحید

ایک نکتہ اللہ نے دل میں ڈالا، توحید کا خلاصہ یہ ہے کے اللہ پر نظر رکھیں اور ایک اللہ کی نظر میں آنے کی کوشش زندگی بھر کریں، اللہ کھلانے والا تو، پلانے والا تو، دینے والا تو اللہ سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے یہ پہلی بات ہوئی ، دوسری بات یہ کہ اس اللہ کی نظر میں آنے کے لئے زندگی بھر کوشش کرتا رہے، کیا مطلب؟ کیا ہم اللہ کی نظر میں نہیں ہیں، معاذ اللہ میرا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ زمین کے پیٹ میں جو ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، پہاڑوں میں جو

ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، حتی کہ پتھر کے اندر جو مخلوق ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے، فضاؤں میں جو مخلوق ہے وہ بھی اللہ کی نظر میں، اللہ کی نظر میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر یہ کوشش کرتا رہے کہ میرے اللہ مجھ سے کسی طرح راضی ہو جائے، نماز پڑھیں تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے، حج و عمرہ، زکوۃ، صدقات، والدین کی خدمت کریں تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے، کسی سے محبت رکھیں تو اللہ کے لئے، کسی سے دشمنی رکھیں تو اللہ کے لئے، کسی کو کچھ دیں تو اللہ کے لئے، کسی سے کچھ لیں تو اللہ کے لئے، سوئے تو اللہ کے لئے، جاگے تو اللہ کے لئے، لکھیں تو اللہ کے لئے، بولیں تو اللہ کے لئے، ہر کام اللہ کی رضا والا بن جائے، کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے، تو عرض کر رہا تھا لوگ اللہ سے لینے والے ہو جائیں، لیکن یہ مشرکین بد بخت صدقہ، خیرات کرتے تو کچھ حصہ اللہ کے لئے نکالتے اور کچھ حصہ اپنے بتوں اور دیوتاؤں کے لئے نکالتے اگر کچھ حصہ غلہ اللہ کے حصے میں چلا جاتا تو اس کو نکال لیتے اور کہتے کہیں ہمارے شرکاء ہم سے ناراض نہ ہو جائیں اور اگر بتوں کے حصے میں اللہ کا حصہ چلا جاتا تو اس کو نہیں نکالتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے، اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، توحید الوہیت میں شرک کا ارتکاب کرتے تھے۔

توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات

توحید کی تیسری قسم توحید اسماء وصفات ہے اللہ کے ننانوے نام آپ

جانتے ہیں، قرآن کریم کے ساتھ عام طور پر لکھے ہوئے ہیں تو ان، اسماء صفات میں توحید کا کیا مطلب ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہر صفت میں کامل، وہ رحمان ہے تو رحمانیت میں کامل، وہ غفار ہے تو غفاری میں کامل، وہ رزّاق ہے تو رزّاقیت میں کامل، وہ خالق ہے، پیدا کرنے والا، وہ خالقیت میں کامل، وہ علیم ہے تو علم میں کامل، وہ سمیع ہے تو سننے میں کامل، وہ خبیر ہے تو باخبر ہونے میں کامل، ہر ہر صفت اللہ کی کمال درجہ کی ہے اس کی کوئی صفت ناقص درجہ کی نہیں ہے، کتنا بڑا ہی انسان کیوں نہ ہو اس کی کوئی صفت ایسی نہیں جو کمال درجہ کی ہو کہ معاذ اللہ اللہ کی صفت کا مقابلہ کر سکتی ہو، اللہ عالم الغیب ہے، نبیوں کا علم سارے انسانوں سے زیادہ اور ہمارے نبی کو جو علم اللہ نے عطا کیا، وہ سارے نبیوں سے زیادہ تھا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ نے جتنے نبیوں کو علم دیا، وہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دیدیا، غیب کا علم آپ کے پاس نہیں تھا بلکہ وہ صرف اللہ کے پاس ہے، قرآن کریم میں اللہ فرماتا ہے

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

قیامت کے وقوع کی متعین تاریخ اللہ کو معلوم ہے، جبرائیل امین انسانی شکل میں آئے حضور ﷺ کی خدمت میں، پوچھا قیامت کب آئے گی؟

فرمایا اے پوچھنے والے جیسا تم کو متعین تاریخ معلوم نہیں مجھے بھی معلوم نہیں ہاں کچھ علامات ہیں، بارش کب برسے گی اور کہاں برسے گی؟ صرف اللہ کو علم ہے، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ یہ اللہ کو علم ہے۔

آج کل لوگوں کو اس پر اشکال ہوتا ہے پس اللہ کے کلام پر قربان جاؤں اللہ نے فرمایا:

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ط

اللہ ہی جانتے ہیں کہ یہ عالم بنے گا یا جاہل بنے گا، امیر ہوگا یا غریب، بد بخت ہوگا، نیک بخت اس کی عمر لمبی ہوگی، یا چھوٹی ہوگی، مَنْ ذات کے لئے آتا ہے مَا صفات کے لئے آتا ہے اگر مان لیا جائے تو ابھی تک کوئی الٹرا ساؤنڈ ایسا ایجاد نہیں ہوا جو یہ بتائے کہ جو بچہ یا بچی ماں کے پیٹ میں ہے اس کی قسمت کیسی ہے، اس کی صفات کیسی ہیں، اخلاق، اعمال کیسے ہیں، وہ کس قسم کی زندگی گزارے گا، انسان کل کیا کمائے گا، ہم تو منصوبے بناتے ہیں تکمیل اللہ ہی کرتے ہیں موت کہاں آئے گی، کب آئے گی اس کا علم اللہ ہی کو ہے کتنے ہی انسان جو سفر پر گئے بڑے مال دار، سفر میں انتقال ہوگیا، کروڑوں کا مالک لیکن سفر میں انتقال اس حالت میں ہوا کہ چندہ مانگ کر کفن کا انتظام کیا گیا اس لئے کہ پتہ ہی نہیں تھا کہ کب اور کہاں موت آئے گی لاوارث لاش پڑی ہے، کیڑے کھا رہے ہیں پتا چلا کہ بڑے حسین اور بڑے مالدار آدمی کی لاش ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے خواب کی تعبیر

اللہ نے پانچ چیزوں کو بیان کیا ہے کہ ان کا علم میرے ہی پاس ہے خوابوں کی تعبیر کے ماہر اور مشہور محدث امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ان کے زمانے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ میں ساری زندگی گزاری خواہش تھی کہ مجھے مدینہ ہی میں موت آئے اس لئے باہر نہیں جاتے تھے فرض حج ادا کرلیا تھا لیکن نفل حج کے لئے نہیں جاتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدینہ سے باہر موت آجائے لیکن دل کرتا تھا کہ اگر مجھے کسی سے علم ہو جائے کہ کب موت آئے گی تو حج بھی کرلوں، عمرہ بھی کرلوں، کعبہ کا طواف کرلوں، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو ان سے پوچھا کہ میری زندگی میں کتنا وقت باقی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی سے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا، صبح اٹھے تو پریشان کہ پانچ انگلیوں سے کیا مراد ہے؟ پانچ دن ہیں یا پانچ سال شش و پنج میں تھے، امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پانچ انگلیوں سے اشارہ سے مقصود اس آیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور وہ آیت یہ ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾

اے مالک! تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ موت کب آئے گی؟ میری زندگی

کتنی باقی ہے؟ اے مالک! یہ موت کا علم تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا حتیٰ کہ مجھ محمد رسول اللہ کو بھی نہیں دیا۔ توحید اسماء وصفات یہ ہے کہ دوسرا بندہ اس کی صفات میں شریک نہیں ہوسکتا جیسے وہ سنتا ہے کوئی سن نہیں سکتا اس جیسا کوئی دیکھ نہیں سکتا جیسے وہ علیم ہے ایسے کوئی علم والا نہیں۔

بڑے بے وقوف ہیں لوگ جو اللہ کے ولیوں کو اللہ کے ساتھ جاملاتے ہیں بڑے ظالم لوگ ہیں واللہ بڑے ظالم لوگ ہیں، اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یہ اللہ کے ولیوں اور نبیوں کی تعریف نہیں (معاذ اللہ) یہ اللہ کے ولیوں اور نبیوں کی توہین ہے، اللہ کے نبی تو کہہ گئے ہمیں معبود نہیں بناؤ جنہوں نے اللہ کے نبیوں کو اپنا رب بنالیا، انہوں نے کتنا بڑا شرک کیا؟ ہمیں تو اللہ کے نبیوں نے یہی سبق دیا ہے، بھائی خدا کے واسطے سمجھو، یہ کوئی اختلافی بات نہیں ہے یہ اللہ کے قرآن کی بات ہے، نبی کی تعلیم کی بات ہے، کہ اللہ کے اسماء و صفات میں کسی کو شریک نہ کیا جائے توحید کی تین قسمیں ہیں (۱) توحید ربوبیت پالنے والا وہ، رزق دینے والا وہ (۲) دوسری قسم توحید الوہیت کہ عبادت کے لائق وہ، عبادت کا مستحق وہی، دعا اسی سے، صدقہ خیرات اسی کے لئے، جھکنا ہے تو اسی کے سامنے۔ (۳) تیسری قسم توحید اسماء وصفات، اللہ اپنی صفات میں کامل، کوئی اس کی صفت میں شریک نہیں خدا کرے کہ جب ہمارا خاتمہ ہو تو عقیدۂ توحید پر ہو۔

شرک کو اللہ کیسے برداشت کرسکتا ہے؟

اے اللہ کے بندو! اگر ہم کسی سے دودھ لیں اور ہمیں پتہ چل جائے کہ اس نے اس میں ملاوٹ کی ہے تو ہمیں کتنا اس پر غصہ آجاتا ہے اور ہم اللہ کے حضور ایسی عبادت کریں جس میں ملاوٹ ہو اور جو کہا جاتا ہے کہ کتنا ہی بے غیرت شوہر کیوں نہ ہو جو میاں بیوی کی آپس کی محبت ہوتی ہے اگر بیوی اس محبت میں کسی اور کو شریک کرلے تو وہ اس کو برداشت نہیں کرتا۔ تو اللہ غیرت کا خالق ہے، مالک ہے، وہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اس کے ساتھ کس کو شریک کیا جائے اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾

ہر قسم کے شرک سے بچیے، ایک ہے شرک بتوں کی عبادت کرنا، مخلوق کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا، اور ایک ہے شرک خفی، عبادت کرے تو دکھاوے کے لئے، شہرت کے لئے، مخلوق کے لئے کرے، اللہ کے لئے نہ کرے یہ بھی شرک ہے، یہ شرک خفی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ عقیدہ توحید پر کرے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ سے سچی محبت

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞......اللہ تعالیٰ کے محبوب کون کون ہیں؟

۞......توکل کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

۞......صبر کی حقیقت اور اُس کی اقسام۔

۞......اللہ کی محبت کا انعام۔

۞......اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا طریقہ اور فائدہ۔

۞......اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ محبت۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنۡ لَّا نَبِيَّ بَعۡدَهٗ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ۚ يُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوۡنَ لَوۡمَةَ لَاۤٮِٕمٍ ‌ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

میرے بزرگو اور دوستو! گذشتہ جمعہ بندوں سے اللہ کی جو محبت ہے اس کا بیان شروع کیا تھا اور اس ضمن میں یہ عرض کیا جا رہا تھا کہ کون سے بندے ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے یا وہ کون سی صفات ہیں جن کی وجہ سے اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب کون کون؟

ایک تو وہ جو احسان کرنے والے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ﴿۱۹۵﴾ دوسرے اللہ ان بندوں سے محبت کرتا ہے جو سچی توبہ کرنے والے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ تیسرے اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو پاک صاف رہتے ہیں وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴿۲۲۲﴾ چوتھے اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اللہ پر توکل کرنے والے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ﴿۱۵۹﴾ اسباب اختیار کرتے ہیں لیکن اسباب کو سب کچھ نہیں سمجھتے یعنی اسباب کو موثر حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی سمجھتے ہیں۔

بیمار ہو جائیں تو علاج کرتے ہیں، ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں، دواء لیتے ہیں لیکن دواء اور ڈاکٹر کو شفا دینے والا نہیں سمجھتے بلکہ شفا دینے والا اللہ کی ذات کو سمجھتے ہیں اسی طریقے سے غلط اور ناجائز قسم کے تعویز گنڈے بھی نہیں کرتے بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہیں۔

بغیر حساب کے جنت میں جانے والے

ایک حدیث میں آتا ہے سرور دو عالم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں نہ تعویز گنڈے کے چکر میں پڑتے ہیں، نہ فال لیتے ہیں تو ان میں سے ۷۰ ہزار ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے۔ عربی میں ۷۰ ہزار کا مطلب ہے بے شمار مخصوص عدد مراد نہیں ہے

بلکہ بے شمار لوگ وہ ہیں جو جنت میں بغیر حساب کتاب کے جائیں گے۔

یہ کون لوگ ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا جو تعویز گنڈے کے چکر میں نہیں پڑتے، فال وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑتے، غلط قسم کے پیروں کے آستانوں پر حاضری نہیں دیتے بلکہ صرف اللہ پر توکل کرتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے ایک صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور انہوں نے درخواست کی یارسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان ستر ہزار میں سے شمار فرمالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ مِنْهُمْ اے عکاشہ! تم بھی انہیں ستر ہزار میں سے ہو جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اب ان کی دیکھا دیکھی ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا کر دیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَبَقَكَ عُكَاشَةُ عکاشہ نمبر لے گیا، عکاشہ سبقت لے گیا، اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم جنت میں بغیر حساب کے نہیں جاؤ گے۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اس لئے فرمایا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے کیلئے کہتے ہاں تم بھی جاؤ گے تیسرے کھڑے ہو جاتے، چوتھے کھڑے ہو جاتے پھر پانچویں کھڑے ہو جاتے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تو سارے ہی ایسے تھے جو اللہ پر توکل کرنے والے تھے اور انشاء اللہ سارے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے۔ بہر حال چوتھی صفت جس کی وجہ سے اللہ بندے سے محبت کرتا ہے وہ ہے توکل۔

توکل کا صحیح مفہوم

اللہ پر توکل کرنے والا اللہ کو بڑا پسند ہے اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ جائز اسباب اختیار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں، اسباب اختیار کریں لیکن ان کو مؤثر حقیقی نہ سمجھیں بلکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھیں۔

مجھے حکم ہے رزق حلال کمانے کا میں نے کاروبار شروع کر دیا، دکان کھول دی تجارت کر لی لیکن توکل یہ ہونا چاہیے، یقین یہ ہونا چاہئے کہ رزق دینے والی اللہ کی ذات ہے۔ دکان نہیں ہے، کاروبار نہیں ہے، تجارت نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ہیں تجارت کرتے ہیں مگر حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا کئی دکاندار ایسے ہیں ہمارے پاس آتے ہیں کہتے ہیں۔ کاروبار کرتا ہوں لیکن ہر روز نقصان ہوتا ہے تو رزق دینے والا اللہ ہے۔

میں زمیندار ہوں، کاشت کاری کر سکتا ہوں، بیج ڈال سکتا ہوں، ہل چلا سکتا ہوں، کھاد بکھیر سکتا ہوں۔ لیکن کھیتی اگانا اور اس میں دانا ڈالنا یہ میرا کام نہیں ہے اللہ کا کام ہے۔

ہر وقت زبان پر اللہ کا نام رہے

تو اللہ پر توکل کہ اللہ ہی کرنے والا ہے، اللہ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ ہر وقت ہماری زبان پر یہی ہو کہ ہوگا وہ جو اللہ چاہے گا، وہ نہیں ہو سکتا جو اللہ نہیں چاہتا میں اللہ کے فیصلے پر راضی ہوں، میں اللہ کی تقدیر پر راضی ہوں۔ میرا اللہ جس حال میں رکھے میں راضی ہوں تو اللہ ہی اللہ۔ اللہ کا نام

وردزبان رکھا کریں۔ اتنا نام لیں اللہ کا کہ گھر کے بچوں کی زبان پر بھی اللہ ہی اللہ ہو۔ اللہ ہی کرنے والا ہے۔

بچوں کو کوئی نعمت میسر آئے ان سے پوچھیں بیٹا! یہ کس نے دیا۔ جواب یہ ہونا چاہئے یہ اللہ نے دیا، تو ہر وقت ان کی زبان پر بھی اللہ آجائے۔ نئے کپڑے سلوا کر دیئے تو بچے سے پوچھیں کس نے دیئے؟ تو جواب یہ ہونا چاہئے اللہ نے دیئے، فوراً ان کی زبان پر اللہ آجائے۔

ایک اللہ کا یقین

اور اللہ کا یقین دل کے اندر بیٹھ جائے تو یہ اللہ پر توکل، اللہ پر اعتماد کہ اللہ عزت دینا چاہے تو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا، اللہ ذلیل کرنا چاہے تو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اللہ امیر بنانا چاہے تو کوئی فقیر نہیں کرسکتا، اللہ فقیر بنانا چاہے تو کوئی امیر نہیں کرسکتا اللہ زندہ رکھنا چاہے تو کوئی موت نہیں دے سکتا اور اللہ مارنا چاہے تو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔ تو یہ ہے حقیقی توکل۔

پانچویں صفت

پانچویں صفت جس کی وجہ سے اللہ محبت کرتا ہے بندوں سے وہ ہے انصاف اللہ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۞ :(سورۃ الحجرات آیت ۹، پ ۲۶)

بے شک اللہ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ انصاف کرتا ہے اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

انصاف ہرایک کی ذمہ داری

اور انصاف کرنا صرف جج کا کام نہیں ہے ،صرف حکومت کا کام نہیں ہے۔ یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے۔ یہاں تک کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے یہ بھی ہمیں حکم دیا گیا۔

اولاد کے ساتھ بھی زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے، رشتہ داروں کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے ،دوست احباب کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے۔

انصاف نہ ملنے کی وجہ

یہ سن لیں؟ آج جو ہماری عدالتوں میں انصاف نہیں ہے۔ آج جو ہمارے ملک میں انصاف نہیں ہے، ہماری مارکیٹوں میں انصاف نہیں ہے، ہمارے بازاروں میں انصاف نہیں ہے، ہمارے کارخانوں میں انصاف نہیں ہے، ہماری اپنی زندگی میں انصاف نہیں ہے۔ ہم خودتو انصاف کرتے نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ حکومت انصاف کرے۔ اور عدلیہ انصاف کرے۔ اور پولیس والے انصاف کریں، اور فوجی انصاف کریں اور ہم خود انصاف نہیں کرتے۔

ہم میں سے جس کو موقعہ مل جاتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔تو بات یہ ہے کہ اس وقت جوصورت حال ہے وہ یہ ہے کہ ہم چھوٹے ظالم ہیں ہمارے اوپر اللہ نے بڑے ظالم مقرر کر دیئے ہیں۔ اور یہ اللہ کا دستور ہے۔

اللہ نے آٹھویں پارے میں فرمایا؛

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۲۹ -

(سورۃ الانعام آیت ۱۲۹، پ۸)

ہم بعض ظالموں پر بعض ظالموں کو مسلط کر دیتے ہیں ظالموں پر ظالموں کو یعنی چھوٹے ظالموں پر بڑے ظالموں کو مسلط کر دیتے ہیں۔ کیوں؟ ان کی اپنی حرکتوں کی وجہ سے، ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے۔

تو آپ جس سے پوچھیں وہ کہے گا ظلم ہو رہا ہے اور وہ خود بھی ظلم کر رہا ہے۔ تو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ جب ہم اپنی انفرادی زندگی میں انصاف کرنے والے بنیں گے تو اللہ پاک ہمیں انصاف کرنے والے حکمران بھی عطا فرما دے گا۔

چھٹی صفت

جس کی وجہ سے اللہ محبت کرتا ہے بندے سے وہ یہ ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

اللہ تقوی والوں سے محبت کرتا ہے

بلکہ میں اگر اپنے ناقص مطالعے کی بناء پر یہ کہوں تو یہ غلط نہیں ہوگا کہ سب سے بڑی صفت جس کی وجہ سے بندہ اللہ کا محبوب بنتا ہے وہ صفت ہے تقوی اور تقوی کا معنٰی ہے گناہوں سے بچنا۔ حاصل بتا رہا ہوں، خلاصہ بتا رہا ہوں تفصیل میں نہیں جا رہا ہوں۔ تقویٰ کا خلاصہ ہے کہ گناہوں سے بچنا اور تقویٰ سب سے بڑی صفت ہے جس کی وجہ سے بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا

ہے۔اور وہ کیا ہے؟ گناہوں سے بچ کر، حرام سے بچ کر بندہ اللہ پاک کا محبوب بن جاتا ہے۔

ساتویں صفت

جس کی وجہ سے اللہ بندے سے محبت کرتا ہے وہ ہے صبر۔ اللہ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ :(سورۃ آل عمران آیت، ۱۴۶ پ، ۴)

اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

صبر کی تین قسمیں

اور صبر کیا ہے؟ صبر کی تین قسمیں ہیں، تینوں مرحلے آپ ذہن میں بٹھالیں۔ عربی کے الفاظ بھی استعمال کرتا ہوں اور اردو میں اس کا مفہوم بھی بیان کرتا ہوں ۔ پہلی قسم صبر کی وہ ہے۔ صبر عن المعصية یہ پہلی قسم ہے اور صبر عن المعصية کا مطلب ہے۔ جس کام سے اللہ ناراض ہوتا ہے اس سے اپنے آپ کو روک لینا۔

سامنے کوئی غیر محرم آگئی اپنی نظر جھکالی یہ صبر ہے۔ حرام روزی تھی ایک لقمہ بھی توڑ کر نہیں کھایا یہ صبر ہے۔ شراب کا جام سامنے ہے اور دل چاہتا ہے اور سارے دوست بھی پی رہے ہیں مگر یہ اللہ کے ڈر سے نہیں پیتا یہ صبر ہے۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ صبر کی پہلی قسم ہے۔

صبر عن المعصية یعنی ایسے کام سے اپنے آپ کو روک لینا جس کے

کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

اور صبر کی دوسری قسم ہے۔ صبر علی الطَّاعۃِ نیکی کے کام پر، عبادت پر، اطاعت پر جم جانا یہ بھی صبر ہے۔

صبر بہت بڑی طاقت

لوگ سمجھتے ہیں صبر بزدلی کا نام ہے، صبر کمزوری کا نام ہے، صبر بے بسی کا نام ہے، صبر آنسو نہ بہانے کا نام ہے، حالانکہ صبر تو بہت بڑی طاقت ہے۔ میدان جنگ میں ٹک جانا یہ صبر ہے، عبادت میں مستقل لگے رہنا یہ بھی صبر ہے، نبی کی سنتوں کو زندہ کرنا یہ بھی صبر ہے، ڈٹ جانا، جم جانا صبر ہے، حالات کے بہاؤ کے ساتھ نہ بہہ جانا بلکہ دین پر جمے رہنا یہ صبر ہے۔

ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب دین کی حقیقت پر چلنا میری سنت پر چلتے رہنا ایسے مشکل ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھوں میں پکڑنا۔

اب کوئی انگارے کو ہاتھ میں پکڑے تو کہے گا کہ کتنا صبر کرنے والا ہے، کتنی قوت والا ہے، کتنی برداشت ہے اس کے اندر، جو مخالف ماحول میں، خراب ماحول میں دین پر جم جائے، دین پر ڈٹ جائے وہ بہت بڑا صبر والا ہے۔

اور صبر کی تیسری قسم ہے صبر فی المصِیبۃ مصیبت اور پریشانی میں صبر کرنا۔ ہائے اور واویلا نہ کرنا، ماتم نہ کرنا، چہرے کو نہ پیٹنا سینہ کوبی نہ کرنا،

گریبان نہ پھاڑنا یہ صبر ہے اور اسلام ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے۔

کسی عزیز کی جدائی پر آنکھوں سے آنسو بہہ جانا یہ صبر کے خلاف نہیں ہے۔ یہ تو محبت کا تقاضہ ہے، یہ انسانی کمزوری ہے اور انسان کی فطرت ہے اس پر کوئی پکڑ نہیں ہے لیکن گریبان پھاڑنا، سینہ پیٹنا، ماتم کرنا، اور گندی آوازیں نکالنا یہ بے صبری ہے۔ اس بے صبری کو نہ اللہ پسند کرتا ہے نہ اللہ کا نبی پسند کرتا ہے۔

ماتم مسلمان کا کام نہیں

اور آقا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَقَّ الْجُیُوْبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ فَلَیْسَ مِنَّا

جو گریبان پھاڑتے ہیں اور چہرے کو پیٹتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔

تو یہ وہ صفات ہیں جن کی وجہ سے اللہ بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو محبت کا مضمون بتا رہا ہوں کہ کون سی صفات ہیں جن کی وجہ سے اللہ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں۔ یہ میں نے سات آٹھ صفات بتائیں جن کی وجہ سے کوئی بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

اللہ کی محبت کا انعام

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے۔

اس میں بھی نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی محبت کے مضمون کو

بیان فرمایا ہے۔

فرمایا کہ: اللہ کہتے ہیں

مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ

اللہ نے فرمایا کہ جو بدبخت میرے کسی ولی کو تکلیف دیتا ہے میں اس کے لئے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

جو واقعی اللہ کا محبوب اور اللہ کا پیارا ہو اور اللہ کو خوش کرنے والا اور اللہ کی رضا میں اپنے آپ کو فنا کر دینے والا ہو۔ وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اگر اس کو کوئی تکلیف دے تو اللہ کہتا ہے تم نے اس کو تکلیف نہیں دی مجھے تکلیف دی ہے۔ تم نے اس کے ساتھ جنگ نہیں کی تم نے میرے ساتھ جنگ کی ہے۔

اللہ کی قربت کا مؤثّر ذریعہ

فرمایا اللہ کے قریب ہونے کے لئے اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے سب سے موثر چیز فرائض کا ادا کرنا ہے۔ جو کوئی فرائض کو ادا کرتا ہے اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اللہ کا محبوب اور پیارا بن جاتا ہے۔ اور فرائض کے بعد ہیں نوافل ۔ فرمایا کہ جو فرائض ادا کرے اور پھر نوافل بھی ادا کرتا رہے اب نوافل صرف نماز میں ہی نہیں بلکہ نوافل ہر عبادت میں ہیں۔ روزوں میں بھی نفلی روزے ہیں، زکوٰۃ میں بھی نفلی صدقات ہیں۔ حج میں بھی نفلی حج ہے، نفلی عمرے ہیں، نماز میں بھی نفلی نمازیں ہیں۔ ہر عبادت میں

فرض بھی ہیں اور نفل بھی ہیں۔

اللہ کے محبوب بننے کا طریقہ اور فائدہ

فرمایا کہ جو فرائض ادا کرتا ہے اور فرائض کے بعد نوافل میں لگا رہتا ہے تو میں اللہ اس سے محبت کرتا ہوں۔ اور ایسی محبت کرتا ہوں کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

عجیب حدیث ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، میں اس کا کان بن جاتا ہوں، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔

حدیث کا مطلب

کیا مطلب ہے اس حدیث کا؟ علماء کہتے ہیں اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بندہ جب میرا محبوب بن جاتا ہے تو پھر کانوں سے وہی چیز سنتا ہے جس کی میں اجازت دیتا ہوں اور آنکھوں سے وہی چیز دیکھتا ہے جس کے دیکھنے کی میں اجازت دیتا ہوں اور ہاتھوں سے وہی چیز پکڑتا ہے جس کی میں پکڑنے کی اجازت دیتا ہوں اور ٹانگوں سے اسی طرف چلتا ہے جس طرف میں چلنے کی اجازت دیتا ہوں۔

اور فرمایا کہ یہ میرا بندہ وہ ہے کہ اگر مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ مانگے تو میں اس کو پناہ عطا کرتا ہوں۔

تو یہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ اور اللہ کا محبوب بنے کا طریقہ ہے کہ اللہ کا محبوب انسان کیسے بن سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو فرائض ادا کریں پھر نوافل میں حصہ لینے کی کوشش کریں۔

اللہ کی اپنے بندوں سے محبت

اللہ کی محبت سمجھنی ہو تو اس حدیث کو سمجھیں اللہ اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے اس میں سے ننانوے حصے اللہ نے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ اللہ نے زمین پر اتارا ہے۔ جو ایک حصہ اللہ نے زمین پر اتارا ہے اس کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر آپس میں رحم کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جانور اپنے بچے کو اپنے پاؤں تلے نہیں آنے دیتا، تو یہ بھی اس رحمت اور محبت کی وجہ سے ہے۔ جو اللہ نے اس کے دل میں ڈالی ہے۔

آپ دیکھئے محبت کے اللہ نے سو اجزاء کئے ہیں، سو حصے کئے، ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ایک حصہ اللہ نے زمین میں اتارا اس ایک حصے کی وجہ سے ماں اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے، شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، بھائی بہن ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جانور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اس ایک جز کی وجہ سے، تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایک جزء کی وجہ سے کروڑوں اربوں کھربوں

مخلوق کے اندر یہ محبت پائی جاتی ہے۔تو جس اللہ کے پاس محبت کے ننانوے اجزاء ہیں اس کی محبت کا کیا عالم ہوگا۔

یہ تو صرف ایک جز ہے محبت کا، اب اللہ کی محبت کے سو اجزاء ہیں، صرف ایک جزء اللہ نے اتارا، اللہ اکبر! اس ایک جز کی وجہ سے انسان بھی محبت کرتے ہیں، حیوان بھی محبت کرتے ہیں۔

جانوروں کی محبت کا عالم

آپ کبھی حیوانوں کی محبت کا اندازہ لگائیں ایک بے زبان سی چڑیا بلکہ میں تو کئی دفعہ غور سے بعض پرندوں کو دیکھتا ہوں جنھوں نے گھونسلے بنائے، انڈے دیئے، بچے نکالے اب وہ اپنے بچے کو پالنے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں۔کتنی محبت کرتے ہیں کہ ان کو پتا ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ ہے اس کے لئے نرم غذا کی ضرورت ہے، وہ بیچارے اس کراچی جیسے شہر میں جو جنگل نہیں ہے شہر ہے لیکن یہاں مارے مارے پھرتے ہیں اور یہاں نرم غذا تلاش کرتے ہیں۔خود بھوک لگی ہے لیکن بچے کو کھلاتے ہیں، میں دیکھتا ہوں صبح صبح ان کو پتا ہے کہ ساری رات میرے بچے نے کیسے گزاری ہے۔صبح میرے بچے کو بھوک لگی ہوگی تو کہیں سے گھوم پھر کر اپنے بچوں کے لیے غذا کا انتظام کرتے ہیں۔ابھی انسان سو رہے ہیں اور پرندہ اٹھا ہوا ہے۔اپنے بچے کو پالنے کے لئے اور مناسب غذا فراہم کرنے کے لئے نرم غذا تلاش کر کے لاتا ہے تاکہ اپنے بچے کا پیٹ بھر سکے۔کیا خود اس کا دل نہیں چاہتا

کہ میں خود کھالوں لیکن اپنی اولاد کو کھلا رہا ہے۔ کیوں؟ اللہ نے اس کے دل میں اپنی اولاد کی محبت ڈال دی ہے، اس کے بچوں کی محبت ڈالی ہے۔

میں نے اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے متعلق ایک مصدقہ کتاب میں دیکھا کہ ایک پرندہ جو پایا جاتا ہے سمندری علاقے میں، برفانی علاقے میں جہاں چھ ماہ کا دن ہوتا ہے اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے۔ "BENOGD" ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ اس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ عام طور پر پرندوں میں تو یہ ہے کہ مادہ انڈے پر بیٹھتی ہے اور بچے نکالتی ہے۔ جو پرندہ ہے ان کا نر انڈوں پر بیٹھتا ہے مادہ نہیں بیٹھتی اور وہ نر چار مہینوں تک انڈوں پر بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ کچھ پیتا ہے۔ بچوں کے لئے چار مہینے تک قربانی دیتا ہے۔ کھانے کی، پینے کی تو یہ بے زبان پرندہ اتنی قربانی کیوں دے رہا ہے؟ بظاہر ایک بے شعور سا پرندہ۔ اس لئے کہ اللہ نے اس کے دل میں محبت ڈالی ہے۔ محبت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ جو اربوں مخلوق میں اللہ نے تقسیم کر دیا۔ مچھلیوں میں بھی پرندوں میں بھی، چرندوں میں بھی، درندوں میں بھی، حیوانوں میں بھی، انسانوں میں بھی، کتوں میں بھی، خنزیروں میں بھی ہر کسی میں۔ یہ محبت کا صرف ایک جز ہے۔ جس کی وجہ سے اتنی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے حساب محبت و رحمت

تو جس خدا کے پاس محبت کے ننانوے حصے ہیں، رحمت کے ننانوے

اجزاء ہیں اس کی محبت اور رحمت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ وہ اللہ اپنے بندوں سے بے انتہا محبت کرنے والا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ "حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی آئے تو قیدیوں میں سے ایک عورت تھی اس کا بچہ گم ہوگیا۔ تو وہ اپنے بچے کو دیوانہ وار تلاش کررہی تھی۔ بچے کی محبت میں پاگل سی ہوگئی۔ ایسی پاگل ہوئی کہ اس کو جو بچہ چلتا پھرتا نظر آتا تو اس کو سینے سے چمٹا لیتی کہ شاید یہی میرا بچہ ہے۔

تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر اس عورت کو اس کا بچہ مل جائے تو کیا وہ اس کو آگ میں ڈال سکتی ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں یہ کبھی بھی کسی صورت میں بھی اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ اس لئے کہ وہ اپنے بچے سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے۔

اللہ اپنے بندوں کو آگ میں ڈالنا نہیں چاہتے

تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جتنی محبت ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں سے اس سے کہیں زیادہ محبت کرتے ہیں تو اگر یہ عورت اپنے بچے کو دوزخ میں نہیں ڈال سکتی آگ میں نہیں ڈال سکتی تو اللہ جو اس سے کہیں زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں وہ بھی اپنے بندوں کو آگ میں نہیں ڈالنا چاہتے۔

لیکن بات یہ ہے کہ بندے خود ہی آگ میں چھلانگ لگائیں اور اللہ

روکے، بندے پھر آگ میں چھلانگ لگائیں تو پھر اللہ کا بھی دستور نہیں ہے ان کو روکنے کا۔ جیسا کہ خود اللہ کے نبی ﷺ کا بھی یہ حال تھا ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو! میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے آگ جل رہی ہو تو پتنگے اور پروانے جمع ہو جاتے ہیں اور وہ آگ میں چھلانگیں لگاتے ہیں۔ ایک شخص ان کو دور ہٹاتا ہے لیکن وہ پھر آگ میں آتے ہیں۔ فرمایا کہ میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے۔ میں کمر سے پکڑ پکڑ کر تمہیں دوزخ سے بچانا چاہتا ہوں۔ لیکن تم اپنے آپ کو چھڑا چھڑا کر دوزخ میں چھلانگ لگا رہے ہو۔

میرے بھائیو! جو مضمون بیان کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ بندوں سے اللہ پاک کی رحمت اور محبت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ وہ بندوں سے بے پناہ محبت کرنے والا ہے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسلئے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور اس نے ہمیں یہ اعضاء دیئے اس لئے وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس نے ماں کے سینے میں محبت ڈالی اس لئے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ماں کے سینے میں دودھ کی نہر جاری کر دی اس لیے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اس نے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو عرش بنایا صرف اس لئے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس لئے اس زمین میں طرح طرح کی نعمتیں پیدا کیں اس لئے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔

ننانوے نام رحمت ومحبت پر دلالت کرتے ہیں

اللہ کے جتنے بھی نام ہیں ان میں سے ہر ایک نام اللہ کی رحمت اور محبت پر دلالت کرتا ہے۔

وہ رحمان ہے، رحم کرنے والا، وہ رحیم ہے مہربان، وہ رزاق ہے رزق دینے والا، وہ ودود ہے محبت کرنے والا، وہ السلام ہے سلامتی دینے والا، وہ مومن ہے امن دینے والا، وہ مھیمن ہے حفاظت کرنے والا، وہ غفار ہے، غفور ہے، معاف کردینے والا ہے، وہ شکور ہے، قدر کرنے والا، وہ حکیم ہے بردباری کرنے والا، وہ حفیظ ہے حفاظت کرنے والا، وہ رقیب ہے مہربانی کرنے والا، وہ کریم ہے کرم کرنے والا، وہ مجیب ہے دعائیں قبول کرنے والا، وہ ولی ہے ہم سب سے دوستی کرنے والا، وہ غفور ہے درگزر کرنے والا، وہ رؤف ہے شفقت کرنے والا، وہ ھادی ہے ہدایت دینے والا، وہ رشید ہے رہنمائی کرنے والا، وہ الصبور ہے صبر کرنے والا، وہ البّر ہے نیکی اور احسان کرنے والا، وہ المنّان ہے احسان کرنے والا، وہ منعم ہے نعمتیں عطا کرنے والا، غرض یہ کہ اللہ کے جتنے بھی نام ہیں وہ سارے کے سارے اس کی محبت پر دلالت کرنے والے ہیں۔

تمام نعمتیں اللہ کی رحمت کی عکاسی کرتی ہیں

میرے بھائیو! میرا دل کہتا ہے کہ میرے اللہ نے مجھے ایمان دیا اس لئے کہ اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میرے اللہ نے میرے سینے میں قرآن کو محفوظ

کیا اس لئے کہ میرا اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس اللہ نے ہمیں اپنے گھر میں بلایا اس لئے کہ وہ ہم سے محبت کرنے والا ہے۔ یہ اس کی محبت کا اظہار ہے کہ اس نے ہمیں اپنے گھر میں آنے کی توفیق دی ہے۔

شک تو ہماری محبت میں ہے

بات یہ ہے کہ اللہ کی محبت میں تو کوئی شک نہیں ہے اس اللہ کی قسم! جس کا کلام سچا، جس کی محبت سچی اس اللہ کی قسم اسمیں کوئی شک نہیں کہ اللہ بندے سے محبت کرتا ہے۔ شک ہماری محبت میں ہے کہ ہم بھی اللہ سے محبت کرتے ہیں کہ نہیں۔ ہماری محبت مشکوک ہے ہم ایک دوسرے کو تو چکر دے دیتے ہیں معاذ اللہ! بعض اوقات لگتا ہے کہ ہم اللہ کو بھی چکر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

وہ تو چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ کو راضی کرلیں وہ چاہتا ہے میرے بندے میری طرف آجائیں، وہ تو چاہتا ہے پر بندہ نہیں آتا۔ اور ایک وقت آئے گا کہ خود بندہ اس کی طرف آنا چاہے گا اس کو راضی کرنا چاہے گا، لیکن پھر توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا۔

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب جواب

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ ایک مہذب انسان اور بزرگ تھے۔ ان کے واقعات بھی عجیب وغریب مشہور ہیں۔ ہارون رشید کے زمانے میں تھے تو ان کا ایک واقعہ آتا ہے کہ ان کو کسی نے دیکھا کہ وہ آبادی میں کھڑے ہیں اور کبھی اوپر

منہ اٹھا کر باتیں کرتے ہیں اور کبھی نیچے منہ کر کے باتیں کرتے ہیں، کبھی دائیں بائیں باتیں کرتے ہیں، کسی نے پوچھا بہلول! یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور بندوں کی صلح کروا رہا ہوں۔ اللہ اور بندے کی صلح کروانا چاہتا ہوں۔ پوچھا کیا ہوا اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟

بہلول نے کہا: وہ صلح پر راضی ہے یہ صلح نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ تو صلح کرنے پر راضی ہے لیکن بندے صلح نہیں کرنا چاہتے۔ کچھ عرصے بعد بہلول کو کسی نے دیکھا قبرستان میں کھڑے ہیں اور یہی انداز ہے، کبھی منہ اوپر اٹھا کر باتیں کرتے ہیں کبھی قبروں والوں کو دیکھ کر باتیں کرتے ہیں کسی نے پوچھا بہلول! آج یہ کیا کر رہے ہو؟ کہا وہی کام کر رہا ہوں اللہ اور بندوں کی صلح کروانا چاہتا ہوں۔ آج یہ تو صلح کرنے کے لئے تیار ہیں مگر وہ تیار نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے وقت ختم ہو گیا صلح کرنے کا، وقت دنیا میں تمہاری زندگی میں تھا موت کے بعد تو توبہ اور صلح کا دروازہ بند ہے۔

صرف اللہ کی محبت بے غرض ہے

تو میرے بھائیو! میرے بزرگو! اور دوستو! آج طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی دل چاہ رہا تھا کہ ایسا مضمون بیان کروں کہ ہمارے دل اللہ کی محبت کرنے والے بن جائیں اور دل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے ہماری زبانیں کیا ہیں اور ہماری چاہتیں کیا ہیں اور ہمارے ارادے کیا ہیں۔ ہماری نیتیں کیا ہیں؟ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے عرض یہ کرنا چاہتا ہوں میرے بھائیو!

اللہ ہم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔اللہ کی قسم! دنیا کی جتنی محبتیں ہیں یہ کسی نہ کسی غرض کی بنیاد پر ہیں، بھائی کی بھائی سے محبت بے غرض نہیں ہے، اولاد کی والدین سے محبت بے غرض نہیں ہے، والدین کی اولاد سے محبت بے غرض نہیں ہے، دوست کی دوست سے محبت بے غرض نہیں ہے۔لیکن اللہ کی بندوں سے محبت بے غرض ہے۔

اللہ کی عبادت کے ہم خود محتاج ہیں

ارے اللہ کو کیا پڑی ہے۔، اللہ کی عظمت میں کیا فرق آجائے گا۔اگر میرا جیسا ناپاک انسان اللہ کے سامنے سجدہ نہ کرے اللہ کی کبریائی میں کیا فرق آجائے گا۔ اگر آج اس مسجد میں بیٹھے ہوئے سینکڑوں لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد میں نہ آئیں تو میرے اللہ کی عظمت میں کیا فرق آجائے گا، میرے اللہ کی بادشاہت میں کیا فرق آئے گا۔اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی تسبیح کررہا ہے سمندر کی مچھلیاں اور دوسری مخلوق اللہ کی تسبیح کررہے ہیں سمندر کے کیڑے مکوڑے تسبیح کررہے ہیں یہ پہاڑ اللہ کی تسبیح کررہے ہیں، یہ سورج اللہ کی تسبیح کررہا ہے، یہ چاند اللہ کی تسبیح کررہا ہے، یہ سمندر، یہ دریاء یہ نہریں، یہ چشمے یہ اللہ کی تسبیح کررہے ہیں ۔ میں اور آپ اللہ کی تسبیح نہیں کریں گے تو میرے اللہ کی عظمت میں کیا فرق آئے گا۔لیکن ہم گرجائیں گے، ذلیل ہوجائیں گے۔ جو اللہ کی تسبیح نہیں کرتا خدا کی قسم اپنے آپ کو تباہ کررہا ہے اور اپنے اوپر ظلم کررہا ہے۔

اپنی دنیا بھی تباہ کرتا ہے اپنی آخرت بھی تباہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جیسے اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے، ہم سے محبت کرتا ہے اللہ مجھے اور آپ سب کو اپنے خالق سے، اپنے مالک سے، اپنے رازق سے، اپنے معبود سے سچی محبت کرنے والا بنادے اور اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ عالی سے حقیقی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

ازافادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......سیرت کی سب سے زیادہ مستند کتاب کون سی ہے؟
- ......قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے آپ ﷺ کا واسطہ ضروری ہے۔
- ......ایک سبق آموز واقعہ
- ......اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا
- ......اللہ تعالیٰ کے حضور ﷺ پر احسانات
- ......اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو ہدایات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالضُّحٰی ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰی ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ﴿۳﴾
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ
فَتَرْضٰی ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰی ﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ﴿۷﴾
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿۹﴾ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! سورۃ الضحیٰ مکی سورۃ ہے اور اس میں گیارہ آیات ہیں۔

سیرت کی سب سے مستند کتاب

تمہیدی طور پر یہ بات یاد رکھئے کہ ویسے تو رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر

ہر زمانے میں ہر زبان میں اور ہر اسلوب میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن سیرت کی سب سے مستند، سب سے صحیح اور معتمد کتاب خود قرآن کریم ہے۔ اللہ نے قرآن میں جس انداز میں اور جس صحت کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کی سیرت کو بیان کیا ہے اتنی صحت اور اتنی جامعیت اور اتنی کاملیت کے ساتھ کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک جگہ فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ ہزاروں آیتیں حقیقت میں سیرت مقدسہ کے علمی اور تعارفی ابواب ہیں اور دوسری طرف سیرت کے ہزاروں گوشے عملی اور تفصیلی پہلو ہیں، قرآن مجید میں جو چیز قال ہے وہی ذات نبوی میں حال ہے، جو کچھ اللہ نے قرآن میں فرما دیا وہ عملی طور پر ہمارے آقا ﷺ کی زندگی میں اور سیرت طیبہ میں جلوہ گر ہو گیا، جو قرآن کریم میں نقوش و دال ہیں وہی سیرت اقدس میں سیرت و اعمال ہیں، قرآن کو حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ کو قرآن سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کو سمجھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کا واسطہ ضروری ہے

قرآن کو سمجھنے کے لیے حضور اکرم ﷺ کا واسطہ ضروری ہے اور حضور ﷺ کی سیرت کو سمجھنے کے لئے قرآن کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔ خاص طور پر ہمارے زمانہ میں کچھ عرصہ سے ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو گویا کہ قرآن کو حضور ﷺ سے جدا کرنا چاہتے ہیں اور قرآن کو حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر سمجھنا چاہتے ہیں جان لیجیے! کہ جب حضور ﷺ کے واسطے کے

بغیر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو انسان گمراہی میں مبتلا ہو سکتا ہے، جب حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو پھر نماز کا مفہوم بھی بدل سکتا ہے، جہاد کا مفہوم بھی بدل سکتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اللہ کا فرمان سنایا

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو

پھر خود کر کے دکھایا کہ نماز قائم کیسے کرنی ہے۔ اب جو شخص حضور ﷺ کے واسطے کو بیچ سے ہٹا کر خود اقامت صلوۃ کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کرے گا وہ گمراہی کا شکار ہو جائے گا۔

اللہ نے کہا

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ حج اور عمرہ صرف اللہ کے لئے مکمل کرو

حضور ﷺ نے عمل سے بتلایا کہ حج کیسے کرنا ہے، عمرہ کیسے کرنا ہے، احرام کیسے باندھنا ہے، خانہ کعبہ کا طواف کیسے کرنا ہے، حجرِ اسود کا بوسہ کیسے لینا ہے، صفا مروہ پر سعی کیسے کرنی ہے، عرفات میں کیسے جانا ہے، مزدلفہ کیسے جانا ہے، منیٰ میں کیسے جانا ہے، قربانی کیسے کرنی ہے، سر کے بال کیسے منڈوانے ہیں یہ سب کچھ حضور ﷺ نے سمجھایا۔ اب اگر کوئی شخص حضور ﷺ کا واسطہ بیچ میں سے ہٹا کر براہِ راست قرآن کو سمجھنا چاہے گا تو وہ گمراہی کا شکار ہو جائے گا جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ حج سے مراد تو مسلمانوں کی بین الاقوامی کانفرنس ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ایک کانفرنس

ہونی چاہیے۔اب اگر حج کا مفہوم بین الاقوامی کانفرنس بن گیا تو بین الاقوامی کانفرنس کے لئے مکہ میں جانے کی ضرورت تو نہیں ہے ، دو سفید چادریں باندھنے کی ضرورت نہیں ہے اور کعبہ کے اردگرد چکر لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور دیوانوں کی طرح صفا مروہ پر دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور عاشقوں کی طرح عرفات ومزدلفہ کے جنگلوں میں پھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بین الاقوامی کانفرنس کے لئے تو کسی بھی ترقی یافتہ شہر میں جمع ہو جانا کافی ہے، یہ لطیفے، یہ گمراہیاں ذہنی اور فکری گمراہیاں تب سرزد ہوتی ہیں جب حضور ﷺ کا واسطہ بیچ میں سے ہٹا کر براہِ راست قرآن کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بہرحال سورہ ضحیٰ میں ہمارے آقا حضرت محمد رسول ﷺ کی سیرت اور شخصیت کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے تین انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور پھر اپنے نبی کو تین طریقے سے اپنے انعامات اور احسانات کا شکرادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

شانِ نزول

سب سے پہلے تو اس کا شان نزول ملاحظہ کیجئے۔شان نزول اس واقعہ کو کہتے ہیں جس واقعہ کے پس منظر میں کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوئی ہو۔تو بعض روایات میں آتا ہے کہ وحی کا سلسلہ چند دن کے لئے منقطع ہو گیا اور مشرکوں نے طعنہ دیا ''قَدْ وُدِّعَ مُحَمَّدًا'' محمد ﷺ کو تو چھوڑ دیا گیا۔

عرض یہ کررہا تھا کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل نے بھی طعنہ دیا، دونوں میاں بیوی سخت دشمن تھے اور آخر تک دشمنی پر برقرار رہے۔ اس نے کہا معاذ اللہ محمد کے شیطان نے چھوڑ دیا ہے معاذاللہ جو اس پر طرح طرح کے پیغام لے کر آتا تھا اس نے محمد ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی پریشان رہے وحی کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد پھر یہ سورت نازل ہوئی ہے اس میں اللہ نے دو قسمیں کھائیں، فرمایا کہ:

وَالضُّحٰىۙ ① وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰىۙ ②

چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب کہ وہ چھا جائے

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰىؕ ③

تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ تجھ سے نفرت کی ہے

دو قسمیں کھا کر فرمایا کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔ یہاں یہ عرض کردوں کہ مکی سورتوں میں قسمیں کثرت کے ساتھ ہیں، بہت زیادہ قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اس لئے کہ دل اتنے سخت ہیں کہ عام اسلوب میں بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اللہ نے قسمیں کھا کھا کر دعوے کیے اور بات سمجھائی قیامت کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا ارے قیامت آکر رہے گی، قرآن کے بارے میں قسمیں کھا کر فرمایا ارے یہ کتاب برحق ہے، اپنے نبی کے بارے میں قسم کھا کر فرمایا میرا نبی سچا ہے، قسمیں کھا کھا کر اللہ تعالیٰ نے یقین دلایا وہ واقعہ عبرت کے لئے سناتا ہوں۔

ایک سبق آموز واقعہ

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے ایک امام گزرے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا راستے میں بدّو ملا، دیہاتی ملا اس نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا اس سرزمین سے آ رہا ہوں جہاں قرآن نازل ہوا تو کہنے لگا مجھے بھی کچھ سناؤ تو میں نے اس کو سورۂ ذاریات کی یہ آیتیں سنائیں جس میں آتا ہے

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٢﴾

آسمانوں میں تمہارا رزق ہے اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے

وہ اللہ کے ہاں مقرر ہے، تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا۔ کہتا ہے اچھا اصمعی! میرا رزق مجھے مل کر رہے گا تو پھر مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بس ایسا یقین بنا کہ سواری کو ذبح کر دیا اور کہنے لگا کہ جب اللہ کہتا ہے کہ تمہارا رزق تمہیں مل کر رہے گا تو میرا رزق مجھے ملے گا مجھے مشقت کی ضرورت نہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ اسلام کی تعلیم یہ نہیں ہے کہ اسباب کو اختیار نہ کیا جائے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وسائل و اسباب کو اختیار کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے۔ بہرحال اس کا کچھ ایسا یقین بنا کہ اس نے ظاہری وسائل بھی ختم کر دیئے۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے اللہ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی میں حج کے لئے گیا تو طواف کے دوران اسی بدو سے ملاقات ہوگئی، آمنا سامنا ہو گیا مجھے کہنے لگا تم نے جو اللہ کا وعدہ سنایا کہ اللہ

کہتا ہے آسمانوں میں تمہارا رزق ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو سچا پایا ہے، اللہ نے مجھے کبھی بھوکا نہیں سلایا ہے، پیٹ بھر کر سلایا ہے، اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر کہنے لگا اے اصمعی! کچھ اور بھی سناؤ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اگلی آیت پڑھی اللہ کہتا ہے:

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ﴿۲۳﴾

آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم! جو میں وعدہ کر رہا ہوں یہ وعدہ برحق ہے، سچا ہے، ایسا ہی سچا ہے کہ جیسے تم بات کر رہے ہو

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دیہاتی پر تو اللہ کی قسم سن کر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی کہتا ہے اصمعی رحمۃ اللہ علیہ! یہ کون بدبخت لوگ ہیں جنہیں یقین دلانے کے لئے میرے اللہ کو قسم کھانے کی ضرورت پیش آئی، اللہ اگر قسم نہ کھاتا تو بندوں کو اللہ کی بات پر یقین نہ آتا یہ کون سنگدل ہیں جن کو یقین دلانے کے لئے میرے اللہ نے قسم کھائی ہے؟ اللہ اکبر، اللہ کی محبت میں دیوانہ تھا اللہ کی باتوں پر یقین تھا۔ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بس اس نے یہی بات کہی اور وہیں تڑپتے ہوئے اس نے جان دے دی۔

قسمیں کھا کر حضور ﷺ کو تسلی دی

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے قسمیں کھائیں مشرکوں کو، کافروں کو یقین دلانے کے لئے تم تو مسلمان ہو، ہم تو مؤمن اللہ کو سچا مانتے ہیں، ہمیں یقین دلانے کے لئے قسموں کی تو ضرورت نہیں ہونی چاہئے لیکن بہرحال جو قرآن

میں قسمیں تھیں وہ آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گی اللہ نے فرمایا:

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾

ضحٰی کی قسم! دھوپ چڑھتے وقت کی قسم

ضحٰی چاشت کے وقت کو کہتے ہیں جبکہ دھوپ خوب روشن ہوجاتی ہے۔ دو نمازوں کے نام آپ نے سنے ہوں گے ایک نماز اشراق اور دوسری نماز چاشت، نماز اشراق تو طلوع ہوتے ہی پڑھ لی جاتی ہے اور نماز چاشت اس وقت پڑھی جاتی ہے جب سورج خوب روشن ہو جائے۔ تو فرمایا کہ

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾

چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جبکہ وہ چھا جائے۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾

قرآن سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ایک قسم ہوتی ہے اور ایک جواب قسم۔ مثال کے طور پر میں کہتا ہوں اللہ کی قسم میں تم سے بات نہیں کروں گا اس میں اللہ کی قسم تو قسم ہو گئی، میں تم سے بات نہیں کروں گا یہ جواب ہو گیا۔ پہلے قسم کھائی والضُّحٰى چاشت کی قسم وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى رات کی قسم جبکہ وہ چھا جائے پھر آگے اس قسم کا جواب قسم

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾

تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ ہی تیرا رب تجھ سے ناراض ہے

بہتر مستقبل کی بشارت

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴

اور آخرت بہتر ہے تیرے لیے اولیٰ سے

آخرت سے کیا مراد ہے؟ بعض حضرات نے کہا آخرت سے مراد مستقبل ہے اور اولیٰ سے مراد ہے حال۔ اے میرے نبی! تیرے آنے والا زمانہ تیرے موجودہ زمانے سے بہتر ہوگا، زیادہ عزت، زیادہ نصرت، زیادہ شہرت ملے گی اور آپ کا پیغام زیادہ انسانوں تک پہنچے گا۔ بعض حضرات نے کہا آخرت سے مراد قیامت کا دن اور اولیٰ سے مراد دنیا۔ اے میرے! نبی تیری آخرت دنیا سے بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا

اللہ اکبر، کیا مقام ہے ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے نبی! میں آپ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے جسے اللہ راضی کرنا چاہتا ہو اس کے مقام کا میں اور آپ کیا اندازہ کر سکتے ہیں تجھے اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا دنیا میں بھی دوں گا اور آخرت میں بھی دوں گا اور اللہ نے دیا، اللہ نے اتنی مدد کی، اتنی عزت دی اور اتنی فتوحات دیں اور اللہ نے دین کو ایسا غلبہ عطا فرمایا کہ آپ خوش ہو گئے۔ اتنا خوش ہوئے کہ حضور اکرم ﷺ نے زندگی کی آخری صبح جب نماز فجر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کے چہرۂ

مبارک پر مسکراہٹ پھیل گئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا چہرہ ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن کریم کا مقدس ورق ہوتا ہے، آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر خوش ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ آخرت میں بھی آپ کو اتنا دے گا، اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے، شفاعتِ عظمیٰ عطا کرے گا، مقامِ محمود عطا فرمائے گا، حوضِ کوثر عطا فرمائے گا آپ خوش ہو جائیں گے ایک اور چیز جو شفاعت ہی کے ضمن میں حدیث میں بیان ہوئی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی تھی

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

اے میرے رب! ان بتوں نے بہت سے انسانوں کو گمراہ کر دیا

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٣٦

جس نے میری اتباع کی وہ تو مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بڑا بخشنے والا انتہائی مہربان ہے

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یوں کہا تھا

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١١٨

گر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو غالب ہے، حکمت والا ہے۔

لیکن میں اللہ سے یوں نہیں کہتا میں تو کہتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اُمَّتِی، اَللّٰھُمَّ اُمَّتِی

اے اللہ! میری اُمت کی مغفرت فرمادے

میں عذاب کا نام نہیں لیتا ہوں۔ میں تو اللہ سے مغفرت بھی مانگتا ہوں، آپ ﷺ نے یہ فرمایا تو آپ ﷺ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فرمایا جاؤ میرے محبوب سے پوچھو آپ کیوں رو رہے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا اللہ ہم کو بتانا چاہتا ہے کہ لوگو! میرا محبوب تمہارے لیے کتنا تڑپتا تھا، کتنا روتا تھا، تم سے کتنی محبت کرتا تھا، تمہاری مغفرت کی میرے نبی کے دل میں کتنی چاہت تھی ۔ یہ سارا قصہ اللہ نے اس لئے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے بیان کروایا۔ جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا فرمایا پوچھو میرے نبی سے کیوں رو رہے ہو؟ حضور ﷺ نے بتایا میں اپنی اُمت کے غم میں رو رہا ہوں میری اُمت جہنم میں نہ جائے، میری اُمت کی مغفرت فرما دے۔ جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ لَّہٗ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْئُکَ

اے محمد ﷺ! ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کردیں گے اور آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ؁۵

تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہوجائے گا

پھر اپنے تین احسانات اللہ نے ذکر فرمائے۔

آپ ﷺ کی تربیت الٰہی

اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی ۝۶

کیا تو یتیم نہیں تھا پھر اللہ نے تجھے ٹھکانا دیا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے پرورش کے ظاہری سہارے سارے کے سارے لے لئے اور پھر ابو طالب نے اپنی کفالت میں لیا لیکن مؤرخین نے اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے چچاؤں میں سے سب سے غریب چچا ابو طالب تھا وہ آپ ﷺ کی کفالت کیا کرتا تھا، آپ ﷺ ابو طالب کی کفالت کرتے تھے آپ جانتے ہیں کہ حضور ﷺ بچپن ہی میں بکریاں چرایا کرتے تھے اور جو کچھ ملتا وہ اپنے چچا کو لا کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے آپ کو ایسا بنایا کہ بجائے اس کے کہ آپ دوسروں کا سہارا تلاش کریں آپ دوسروں کا سہارا بنتے رہے، ابو طالب آپ کا سہارا نہیں بنا آپ ابو طالب کا سہارا بنے اور اللہ نے تربیت کے ظاہری سہاروں سے محروم کر دیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں اس لئے کہ ہوتا یہ ہے کہ اگر اولاد میں کوئی کمال ہو تو والدین کی طرف نسبت کرتے ہیں اور شاگردوں میں کوئی کمال ہو تو اُستاد کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ والدین بڑے اچھے ہیں، استاد بڑا کمال والا ہے۔ اللہ نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ کے کمالات کی نسبت والدہ کی طرف ہو، والد کی طرف ہو، چچا کی طرف ہو، کسی اور کی طرف ہو۔ اللہ چاہتا تھا کہ میرے نبی ﷺ کے کمالات کی نسبت براہِ راست میری ہی طرف ہو کہ میں نے اپنے نبی ﷺ کی تربیت کی ہے، میں

نے اپنے نبی کو کمالات سے نوازا ہے۔ یہ تو بچپن تھا جوانی میں بھی دیکھیں تو قوت وطاقت کے جتنے بھی اسباب ہوتے ہیں اللہ نے ان سے محروم کر دیا ،رشتہ داروں کی طاقت ہوتی ہے، خاندان کی طاقت ہوتی ہے اور یہاں حال یہ ہے کہ خاندان آپ کی طاقت کا سبب کیا بنتا خاندان تو آپ کی دشمنی پر تُل گیا۔ وطن ایسا ہے کہ وہاں نہ کوئی قانون، نہ حکومت، نہ بادشاہت، نہ مکاتب، نہ مدارس، نہ استاد، نہ فیکٹریاں، نہ کارخانے ہر اعتبار سے پسماندہ اور ظاہری قوت کے جتنے بھی اسباب ہوسکتے ہیں ان سے اللہ نے محروم کر دیا بلکہ صورت یہ ہے کہ وہ اسباب آپ کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں ،خاندان والے کہتے ہیں کہ ہم اس کے نام کو نہیں اُٹھنے دیں گے۔ وطن والے کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے پیغام کو دوسروں تک نہیں پہنچنے دیں گے ۔لیکن اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ تم محمد ﷺ کو مٹانا چاہتے ہو میں ان کو اٹھانا چاہتا ہوں، میں ان کے نام کو بلند کروں گا، ان کو عزت دوں گا، ان کو طاقت دوں گا اور اللہ نے ایسی طاقت دی کہ آپ ﷺ کے غلاموں کے غلاموں نے قیصر وکسریٰ کے تاج وتخت کو اپنے پاؤں میں ڈال دیا۔ اَلَمۡ يَجِدۡكَ يَتِيۡمًا فَاٰوٰى ۞

کیا تو یتیم نہیں تھا اللہ نے پھر تجھے ٹھکانا دیا ،قوت وطاقت کے ظاہری اسباب سے محروم کر دیا اور پھر غیبی قوت آپ ﷺ کے ساتھ کر دی۔

روحانی تربیت

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۞ اور آپ کو ناواقف پایا پھر ہدایت دی

آپ ﷺ ناواقف تھے ظاہر ہے قرآن سے ناواقف، عبادات کے نظام سے ناواقف، عقائد سے ناواقف تھے یہ کہنا کوئی بے ادبی کی بات نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اس چیز کو اٹھایا دیکھیں معاذ اللہ یہ حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ناواقف تھے ارے ہم کہتے ہیں ناواقف تھے یہ تو نہیں کہتے ناواقف ہیں، ناواقف تھے یہ کوئی عیب کی بات نہیں مستقل ناواقف رہنا، بے خبر رہنا، یہ بے ادبی کی بات ہے ہم کہتے ہیں ناواقف تھے اور یہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا:

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ

آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اس کو نور بنادیا، اس کے ذریعے سے ہم ہدایت دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں

تو آپ ﷺ ناواقف تھے کچھ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے دیا آپ کے سینے کو علوم سے بھر دیا تو یہ ترجمہ کرنا یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں ہے۔ پرانی تفسیروں کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر آج تک جتنی تفسیریں ہوئیں ہزار سال پہلے، چھ سو سال پہلے ان سب تفسیروں میں یہی معنی کیا گیا، میں بات کو فرقہ واریت میں نہیں الجھانا چاہتا کہ ان لوگوں نے اس طرح کے پمفلٹ لکھ لکھ کر عام کئے ہیں دیکھو یہ کیا معنی کرتے ہیں کہ معاذاللہ حضور ﷺ پہلے ناواقف تھے اور اللہ نے ہدایت دی۔ ارے اللہ کہہ رہا ہے کہ اس کا معنی یہی ہے تو آپ ناواقف

تھے لیکن اللہ نے آپ کے سینہ کو علوم سے بھر دیا۔

غناءِ قلب

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى ﴿٨﴾ اور آپ تنگ دست تھے تو آپ کو غنی کر دیا

اے نبی! آپ تنگ دست تھے، فقیر تھے آپ کو غنی کر دیا، اللہ نے غنی کیا اور غنٰی دو قسم کا ہوتا ہے: ظاہری غنٰی اور باطنی غنٰی۔

ظاہری غنٰی:...... کسی کے بہت سارے کارخانے ہیں، فیکٹریاں ہیں، چلتی ہوئی دکانیں ہیں، کاروبار ہے، روپیہ پیسہ ہے یہ ظاہری غنٰی ہے۔

باطنی غنٰی:...... ایک ہوتا ہے باطنی غنٰی دل غنی ہے، ظاہر میں مال تو اتنا نہیں ہے لیکن دل مالدار ہے حقیقی غنٰی، حقیقی مالداری خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حقیقی غنٰی تو دل کا غنٰی ہوتا ہے اور ہمارے آقا ﷺ دل کے غنی تھے، ظاہری غنی تو نہیں تھے کہ بہت ساری زمینیں ہوں، سواریاں ہوں، نوکر چاکر ہوں لیکن اللہ نے باطنی غنٰی، دل کی مالداری اتنی عطا فرمائی تھی کہ آپ ﷺ کی زبان پر کبھی مانگنے والے کے جواب میں لا کا لفظ نہیں آیا ہے، نہیں کا لفظ نہیں آیا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زبان پر کلمہ طیبہ والا ''لا'' تو آیا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لیکن اس ''لا'' کے سوا حضور ﷺ کی زبان پر کبھی ''لا'' کا لفظ نہیں آیا ہے اللہ نے غنٰی اتنا فرمایا تھا۔ ایسے بھی ہوا کہ مسجد نبوی میں سونے چاندی کا انبار لگا ہوا ہے لیکن حضور ﷺ کے گھر میں فاقے کی تیاری ہو رہی ہے، دوسروں کو دیا جا رہا ہے اور گھر میں بھوک ہے

یہ دل کا غنیٰ ہے۔

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتی ہیں سنا کہ ابا جان آپ تو لونڈیاں اور غلام تقسیم کر رہے ہیں میں سارے کام خود کرتی ہوں، جھاڑو دیتی ہوں ،چکی سے آٹا پیستی ہوں، پانی کا مشکیزہ بھر کر لاتی ہوں، کمر پر اُٹھا کر لاتی ہوں ،تکلیف ہوتی ہے، مجھے بھی خدمت کے لئے کوئی غلام اور لونڈی عطا فرما دیجئے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا میں تجھے غلاموں اور لونڈیوں سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ عرض کیا ضرور بتلایئے ۔حضور اکرم ﷺ نے کہا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تم نماز کے بعد (۳۳) تینتیس بار سبحان اللہ (۳۳) تینتیس بار الحمدللہ (۳۴) بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ اللہ اکبر، اپنوں کو محروم رکھا جا رہا ہے دوسروں کو نوازا جا رہا ہے یہ غنیٰ ہے حقیقی غنیٰ۔ ہم میں سے بہت سارے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری غنیٰ روپیہ پیسہ تو عطا کیا ہے لیکن دل کا غنیٰ عطا نہیں کیا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو دل نہیں چاہتا، شادی بیاہ میں، رسم و رواج پر بے تحاشا خرچ کرتے ہیں، بدعتوں پر، نمود و نمائش پر، شیطان کے راستے میں بے تحاشا خرچ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے جیسے کہ سینے پر آرا چل رہا ہو، زہر کھا رہا ہو، موت آتی ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو غنیٰ جو عطا فرمایا تھا وہ دل کا غنیٰ تھا۔ تین انعامات ذکر فرمائے تو اب کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرو، اللہ تیرا شکر کیسے ادا ہوگا، ترتیب سے فرمایا:

پہلی ہدایت: یتیم کے ساتھ شفقت

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ سو آپ یتیم پر سختی نہ کریں

دیکھو اے میرے نبی! آپ یتیم تھے آپ یتیمی کو جانتے ہیں، یتیمی کیا ہوتی ہے۔ اللہ کسی کے بچوں کو یتیم نہ کرے، ان کے والدین کا سایہ بچوں کے سر پر رہے، یتیمی بڑی آزمائش ہے یہ الگ بات ہے اللہ پاک چاہے تو یتیموں سے اتنے بڑے کام لے لے یہ اللہ کا انتخاب ہے میں نے ایک دفعہ ایک صاحب کا مضمون پڑھا انہوں نے تاریخ کی بڑی بڑی شخصیات کو جمع کیا بتلایا کہ یہ بڑی بڑی شخصیات سب یتیم تھیں اور بڑے بڑے کارنامے سر انجام دیے اور سب سے بڑھ کر تو یتیموں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کائنات کا سب سے بڑا کارنامہ ہمارے آقا ﷺ نے سرانجام دیا اور آپ یتیم تھے لیکن بہرحال یتیمی ایک آزمائش ہے۔ تو فرمایا کہ اے میرے نبی! آپ یتیمی کا مزہ چکھ چکے لہٰذا "فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝" آپ ﷺ یتیم پر قہر نہ کریں، یتیم پر سختی نہ کریں، یتیم کو تکلیف نہ دیں

ظاہر ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کی شان سے تو یہ بات بعید تھی کہ آپ ﷺ کسی یتیم پر سختی فرماتے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سے ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ یتیموں کے ساتھ سختی کا معاملہ، ظلم کا معاملہ نہ کرنا جس کا کوئی نہ ہو اس کا اللہ ہوتا ہے جو خود انتقام نہ لے سکے اس کا انتقام اللہ لیتا ہے انسان کا انتقام بہت معمولی ہوتا ہے اللہ کا انتقام بہت سخت ہے اس لیے یتیم

کی آہ سے اور یتیم کی بد دعا سے ڈرنا چاہیے اللہ نے قرآن میں ذکر فرمایا کہ جو لوگ یتیموں کا حق کھاتے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ

وہ اپنے پیٹوں میں جہنم کے انگارے بھرتے ہیں جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں

یاد رکھیے! یہ جو میراث کی تقسیم میں گڑبڑ کی جاتی ہے اس میں بھی یتیموں کے حقوق کھائے جاتے ہیں، یتیموں کے مال کو دبا لیا جاتا ہے حیرت کی بات ہے لوگوں کو تیجے کی فکر ہوتی ہے، دسویں کی فکر ہوتی ہے، تیسویں کی فکر ہوتی ہے، لیکن میراث کو شرعی طریقے سے تقسیم کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ یتیموں کا پیسہ ہے اور اس میں سے تیجہ کر رہے ہیں، دسواں کر رہے ہیں، تیسواں کر رہے ہیں جو نہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے، نہ فقہ سے ثابت، ایک نمود و نمائش دنیا کو دکھانے کے لئے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ دنیا کو دکھانے کے لئے ہے میں نے خود ایسے لوگوں سے پوچھا واللہ ان میں سے بعض نے اقرار کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں ہے، یہ برادری کے لئے ہے، یہ سیاست کے لئے ہے، یہ نمود نمائش کے لئے ہے، یہ ناک رکھنے کے لئے ہے، ناک رکھنے کے لئے تو لاکھوں اور ہزاروں خرچ کرتا ہے حالانکہ اگر وہ نہ کرتا تو ناک نہ کٹتی لیکن اللہ نے جس چیز کو فرض کیا تھا جس کی وجہ سے واقعی قیامت کے دن ناک کٹے گی اس فرض کو بھلا دیتے ہیں اس کو شرعی طور پر تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو، یتیم کا حق نہ دباؤ، یتیم پر ظلم نہ کرو اور اللہ نے ڈرایا قرآن میں کہا کہ دوسروں کے یتیم بچوں پر

ظلم کرتے ہو میں اس بات پر قادر ہوں کہ تمہیں مار دوں اور تمہارے بچوں کو یتیم کر دوں تو سوچو کہ تمہارے بچوں کے ساتھ اگر کوئی زیادتی کرے گا تو تمہارے دل پر کیا گزرے گی تو اگر تمہیں اپنے یتیم بچوں کا خیال ہے تو دوسروں کے یتیم بچوں کا خیال ہونا چاہیے۔

اگر ہم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ کسی یتیم کی کفالت، تربیت اور پرورش کر رہا ہے تو میں اس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بڑا خوش نصیب انسان ہے کہ اللہ نے اس کو یتیم کی کفالت اور یتیم کی تربیت کا موقع عطا فرمایا ہے اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے یتیم کی کفالت پر جو خوشخبری سنائی فرمایا کہ

اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃ

جنت میں، میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ایسے ہوں گے جیسے میرے ہاتھ کی یہ انگلیاں ہیں

ہمارے آقا ﷺ کمزوروں کے نبی تھے، ضعیفوں کے نبی تھے، مظلوموں کے نبی تھے، زیردستوں کے نبی تھے انکو اٹھانے کے لئے آئے تھے، حقوق دلانے کے لئے آئے تھے اس زمانے میں یتیم پر بھی ظلم ہو رہا تھا اور بچیوں پر بھی ظلم ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے بچیوں کی کفالت کرنے والے کے لئے یہی فرمایا کہ جو بچی کی کفالت کرتا ہے وہ میرے ساتھ ایسا ہوگا جیسے یہ ہاتھ کی دو انگلیاں ہیں اور یتیموں کی کفالت کرنے والے کے لئے بھی یہ فرمایا۔

دوسری ہدایت: سائل کے ساتھ حسن سلوک

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿۱۰﴾ اور سوال کرنے والوں کو جھڑکیں نہیں

کون سا سوال کرنے والا، سوال کرنے والے دو قسم کے ہو سکتے ہیں سوال کرنے والا ایک تو مسئلہ پوچھنے والا علمی قسم کا سوال کرنے والا تو فرمایا اگر کوئی انجان ہے ناواقف ہے سوال کرتا ہے کوئی مسئلہ پوچھتا ہے تو اس کو جھڑکیں نہیں بلکہ اس کو محبت کے ساتھ جواب دیں، سمجھائیں وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿۷﴾

آپ بھی تو ناواقف تھے آج آپ کو اللہ نے علم عطا فرما دیا اب اگر کوئی سوال کرنے والا آتا ہے تو آپ اس کو مت ڈانٹیں اور اس سے ناراض نہ ہو جائیں اور شرمندہ کر کے بھگا نہ دیجئے بلکہ اس کو محبت کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کیجئے چنانچہ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھانے والا کوئی نہیں تھا حضور ﷺ کا جو سمجھانے کا انداز تھا اس سے بہتر انداز کسی کا نہیں۔ آپ اندازہ کیجئے! ایک صاحب مسجد نبوی ﷺ میں آ گئے اٹھ کر مسجد ہی میں پیشاب شروع کر دیا صحابہ رضی اللہ عنہ مارنے کے لئے دوڑے حضور ﷺ نے فرمایا رک جاؤ، بیٹھ جاؤ، بٹھا دیا فرمایا کہ کرنے دو اب بتایئے کتنی حکمت ہے وہ تو ایک جگہ پیشاب کر رہا تھا اگر اس کا تعاقب کرتے تو ساری مسجد میں پیشاب ہوتا وہ ایک دم تو روک نہیں سکتا تھا آپ نے فرمایا رک جاؤ میں سمجھا لیتا ہوں پیشاب سے فارغ ہو گئے اب بلایا کہا دیکھو یہ مسجدیں ذکر وعبادت کے لئے ہیں پیشاب کے لئے نہیں ہیں یہاں آئندہ پیشاب نہیں کرنا بات سمجھ

میں آ گئی اس نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ سے زیادہ اچھے طریقے سے سمجھانے والا کوئی نہیں ہے تو ایک مطلب تو اس کا یہ ہے۔

دوسرا مطلب:

کہ اگر کوئی ضرورت مند مستحق مانگنے والا آتا ہے تو اس کو جھڑ کیے مت، مانگنے والے دو قسم کے ہیں۔ مستحق، غیر مستحق۔ پیشہ ور اور غیر پیشہ ور اگر کوئی مستحق ہے تو پھر تو اس کو ڈانٹنا یہ بہت بڑی زیادتی ہے لیکن اگر غیر مستحق ہے پیشہ ور قسم کا بھی ہے تو اس کو بھی ڈانٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ نرمی اور محبت سے کہہ دیا جائے کہ معاف کرو، بھائی میں تمہیں نہیں دے سکتا ڈانٹنا اور مارنا یا گالی گلوچ کرنا یہ پیشہ ور بھکاری کے ساتھ بھی جائز نہیں ہے۔

پیشہ ور بھکاری کو زکوٰۃ دینا

یہ الگ بات ہے یہ جو پیشہ ور بھکاری ہیں ان کے بارے میں جان لیجئے کہ ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز نہیں ہے اس لیے کہ زکوۃ تو مستحق کو دی جاتی ہے ان میں سے بے شمار ایسے ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں، مانگنا ان کی ضرورت نہیں ہے، مانگنا ان کا پیشہ ہے لہٰذا ایسے کو نفلی صدقہ تو دیا جا سکتا ہے فرض زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی ہے فرض زکوٰۃ وہیں دیں جہاں کوئی واقعی مستحق نظر آئے سب سے بہتر صورت یہ ہے آپ میں سے ایسے بھی ہوں گے جن پر اللہ نے زکوٰۃ فرض کی ہے میں ان حضرات سے کہنا چاہتا ہوں سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مستحق کو تلاش کریں۔ مستحق کو تلاش کر کے دیں جیسے اللہ کے

رزق نے آپ کو تلاش کیا اور تلاش کے بعد اللہ نے اپنا رزق آپ کو دیا ہے آپ پر لازم ہے کہ مستحق بندوں کو خود تلاش کرو یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میرے تجربہ میں یہ بات آئی ہے بسا اوقات پیشہ ور بھکاری زکوٰۃ لے جاتے ہیں چالاک اور تیز طرار لوگ حیلے بہانے سے لے جاتے ہیں اور سفید پوش، گمنام، مستحق، غریب، عزت و آبرو والے جو اپنی زبان کسی کے سامنے نہیں کھولنا چاہتے وہ محروم رہ جاتے ہیں۔

میں نے ضرب مومن میں لکھا تھا وہ جو کورنگی میں واقعہ پیش آیا کیونکہ میرے دل و دماغ پر وہ واقعہ چھا گیا کہ ایک بیروزگار باپ جب دو دن تک اپنے بچوں کو بھوکا نہ دیکھ سکا تو اس نے اپنے آپ کو بھی زندہ جلا لیا اور اپنے بچوں کو بھی زندہ جلا لیا تو میں نے لکھا ہے ٹھیک ہے وہ باپ سنگدل تھا جس نے بچوں کو جلایا اور اپنے آپ کو جلایا لیکن وہ معاشرہ بھی سنگدل ہے، وہ سوسائٹی بھی سنگدل ہے، وہ لوگ بھی سنگدل ہیں جن کے پڑوس میں لوگ بھوکے رہیں اور انہیں خبر تک نہ ہو۔ اور اس خبر کا شرمناک پہلو یہ ہے کہ دو بھائی اکٹھے رہتے تھے ایک بھائی ادھر ہے اور دوسرا بھائی ادھر ہے اللہ کے نبی ﷺ تو کہتے ہیں اگر تمہارا ایمانی بھائی بھوکا ہے اور تم پیٹ بھر لو تو تم مومن نہیں ہو اور یہاں تو حقیقی بھائی پڑوس میں رہ رہا ہے اور دوسرا بھائی اپنے بچوں کو زندہ جلا رہا ہے یہ معاشرہ، یہ حکمران، یہ ہمارا پورا نظام ظالمانہ ہے ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے

تھے کہ اگر دریائے نیل کے کنارے ایک کتا بھوکا مر جائے تو مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن عمر سے پوچھا جائے گا۔حکمران تم تھے ایک کتا بھی کیوں بھوکا مرا ہے۔آج کہتے ہیں مسلمان بھوکے مر جائیں اور ہمیں خبر تک نہ ہو اور ہم چوراہوں پر اور ادھر اُدھر مسجدوں میں، بازاروں میں، پیشہ ور بھکاریوں میں زکوٰۃ کو تقسیم کر دیں اور مستحق کو تلاش کرنے کی فکر نہ کریں یہ پیسے کا ناجائز استعمال ہے، اللہ نے آپ کو دولت دی ہے یہ دولت آپ کا حق نہیں ہے ۔ہاں اللہ کسی کو بھی دے سکتا تھا یہ مت سمجھئے کہ میں نے اپنی قوت بازو سے کمائی ہے یہ میرا پیسہ ہے جیسے فرعون کہتا تھا اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ ارے تم کہتے ہو غریبوں پر خرچ کرو، یتیموں پر خرچ کرو، اللہ کا دیا ہوا مال ہے یہ کیا تم نے اللہ اللہ لگا رکھا ہے یہ مال میں نے کمایا ہے، اپنے علم سے کمایا ہے، ذہانت سے کمایا ہے، قوتِ بازو سے کمایا ہے، محنت سے کمایا ہے، میں نے تجارت کے ہنر سے کمایا ہے اس ذریعہ سے دولت کمائی ہے۔ میں بہت سے ذہینوں کو جانتا ہوں، بہت سے چالاکوں کو جانتا ہوں، بھوکے مر رہے ہیں ان کو دولت نہیں ملی پھر ہم میں سے کسی کو مل گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ مستحق کو تلاش کرے۔ میں حیران ہوں کوئی این جی اوز ایسی نہیں، کوئی فلاحی ادارہ ایسا نہیں جو محلوں میں، دیہاتوں میں گمنام پڑے ہوئے سفید پوشوں کو تلاش کر کے ان تک اپنی زکوٰۃ پہنچائے۔ این جی اوز ہیں، فلاحی ادارے ہیں کوئی ایسا کام کرتے ہیں جو اخباروں میں آ سکے، جن کی وجہ سے شہرت حاصل ہو سکے جن کی وجہ سے پیسے والے لوگوں کی توجہ کو حاصل کیا جا سکے لیکن

اللہ کی توجہ کو حاصل کیا جا سکے، گمنام لوگوں کو تلاش کیا جائے کوئی نہیں جو اس پر محنت کرتا ہو میں نے ایسے لوگ نہیں دیکھے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ⑩ مانگنے والوں کو جھڑکیے نہیں

زکوٰۃ وصدقہ نہیں دینا چاہتے نہ دیں نرمی سے ٹال دیجئے لیکن ڈانٹنا، گالی دینا یہ مسلمانوں کی شان نہیں اور آخر میں فرمایا:

تیسری ہدایت۔انعاماتِ الٰہیہ کا اظہار

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ⑪: اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے

اللہ تیرا بڑا کرم ہے تو نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے بندوں کے سامنے بیان کیا کریں، کہ اللہ کا میرے اوپر بڑا کرم ہے، اللہ نے بڑا احسان کیا اللہ نے مجھے بڑا نوازا ہے ہر وقت اپنی پریشانی کا اظہار مت کیا کرو ذرا سا کوئی حال پوچھ بیٹھا اور جناب نے اپنی پریشانیوں کی داستان چھیڑ دی، بڑے ہی حالات خراب ہیں کاروبار بھی نہیں چل رہا، فیکٹری بھی ٹھپ پڑی ہے، کمار ہا ہے پھر بھی زبان سے اللہ کا شکر نہیں نکلتا ہے۔ اور فقیروں جیسی شکل بنا رکھی ہے یہ بھی حضور ﷺ نے پسند نہیں کیا ہے ایک صاحب آئے دیکھا کہ بڑے پھٹے پرانے سے کپڑے ہیں، حضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ روپیہ پیسہ نہیں ہے کہنے لگا اللہ کا بڑا کرم ہے اتنے مویشی ہیں اتنے باغ ہیں اتنا یہ ہے اتنا یہ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے وہ

تمہارے جسم پر بھی نظر آنا چاہیے یہ کیا تم نے اپنی شکل بنا رکھی ہے، یہ لباس ایسے پہن رکھا ہے جیسے کہ میں بڑا غریب اور فقیر ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم، بہت بڑے محدث، بہت بڑے مفسر، صوفی اور مجاہد تھے انکے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑا صاف ستھرا اور قیمتی لباس پہنتے تھے تو کسی نام نہاد صوفی نے اعتراض کیا کہ اللہ والوں کے لباس تو ایسے نہیں ہوتے۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں اللہ والے وہ ہوتے ہیں جن کے لباس پھٹے پرانے ہوں جو دور سے دیکھتے ہی نظر آئے کہ مولوی صاحب زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ بازاروں میں فقیر کو کیا تلاش کرنا ہے اپنے امام صاحب کو ہی کچھ دے دو۔ جی ہاں اور لوگوں نے ایسا کر رکھا ہے کئی لوگ زکوٰۃ وصدقات اپنے امام صاحب کو دیتے ہیں، موذن صاحب کو دیتے ہیں، ارے اللہ کے بندو! یہ کس نے کہہ دیا ہر امام، ہر موذن زکوٰۃ کا مستحق ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ صاحب نصاب ہو اللہ نے اس کو نوازا ہو تو کسی نے اعتراض کیا کہ اللہ والے تو ایسا لباس نہیں پہنتے۔ تو فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میں نے ایسا لباس پہنا ہے کہ جب اس لباس پر نظر ڈالتا ہوں تو میری زبان سے نکلتا ہے الحمدُللہ الحمدللہ اور زبان حال سے میرا لباس کہہ رہا ہے الحمدُللہ الحمدللہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا لباس عطا کیا ہے اور تم لوگوں نے جو لباس پہنا ہوا ہے اگر تم لوگ زبان سے نہ بھی کہو تمہارا لباس کہہ رہا ہے۔ اَعْطُوْنَا شَیْئًا لِلّٰہِ اللہ کے نام پر کچھ دیتے جاؤ لباس ایسا پہن رکھا ہے کہ گمنام اشتہار ہے، تختی تو گلے میں نہیں لٹکائی جیسے بعض فقیروں نے تختی

گلے میں لٹکائی ہوتی ہے کہ یہ اندھا ہے اس کو کچھ دیتے جاؤ، یہ گونگا ہے اس کو کچھ دیتے جاؤ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کبھی گونگا ہونے کی تختی ڈال لیتے ہیں، کبھی اندھا ہونے کی تختی ڈال لیتے ہیں، مختلف روپ بدلتے رہتے ہیں تو جناب نے تختی تو نہیں لگائی ہوئی لیکن لباس ایسا پہن رکھا ہے کہ لوگ دیکھیں تو کہیں کہ بس یہی ہے زکوٰۃ کا مستحق۔ تو فرمایا کہ

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾: اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو

لوگوں کے سامنے بیان کرو اللہ کا مجھ پر کرم ہے اللہ نے مجھے نوازا ہے الحمد للہ اللہ پاک نے ہمیں نوازا ہے اور سب سے بڑی نعمت اللہ پاک نے ہمیں ایمان عطا کیا ہے۔ قرآن کی نعمت عطا کی ہے حضور ﷺ کی غلامی کی نعمت عطا کی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! تو دوسری نعمتیں بھی خوب عطا فرما لیکن یہ نعمتیں تو مرتے دم تک عطا فرمانا ہمیں ان سے محروم نہ فرمانا۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات

داعی قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......سورۃ الحجرات کا دوسرا نام "سورۃ الاخلاق و آداب" کیوں؟
- ......اللہ تعالیٰ کی طرف سے آقا ﷺ کا ادب۔
- ......بدعت بدترین کیوں؟
- ......صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور اکرم ﷺ کے ادب کے بارے میں احتیاط کا عالم۔
- ......دین کی خاطر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیاں،
- ......آیات کا شانِ نزول اور بے ادبی کی شناعت۔
- ......ایک غلط نظریہ اور اس کی اصلاح۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ
اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ① یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ② اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ③ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ④ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡهِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ⑤ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِيۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَهَالَةٍ
فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِيۡنَ ۞ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِيۡكُمۡ
رَسُوۡلَ اللّٰهِ ؕ لَوۡ يُطِيۡعُكُمۡ فِىۡ كَثِيۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰـكِنَّ
اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَكَرَّهَ اِلَيۡكُمُ
الۡكُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡيَانَ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَۙ ۞
فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعۡمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۞

(سورۃ الحجرات آیت ۱ تا ۸، پ ۲۶)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

یہ سورۃ الحجرات ہے اس میں اٹھارہ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔
حجرات حجرہ کی جمع ہے حجرہ کمرے کو کہتے ہیں۔

شانِ نزول

نبی اکرم ﷺ کا دولت کدہ سادا سا جس کی چھت کھجور کے پتوں کی اور مٹی کا لیپ لیکن دنیا کا جو قیمتی سے قیمتی گھر جو آپ کے تصور اور ذہن میں آ سکتا ہے اس سے کہیں زیادہ قیمتی، بعض بدوؔ آتے اور ان حجروں کے باہر سے نبی اکرم ﷺ کو آوازیں دے کر بلاتے اس میں نبی اکرم ﷺ کی بے ادبی بھی تھی اور آپ کو تکلیف بھی ہوتی تھی۔ اللہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان میں سے اکثر بے وقوف ہیں عقل ہی نہیں رکھتے، جانتے ہی نہیں کہ نبی کا ادب کیا ہوتا ہے۔

سورۃ الاخلاق وآداب:

اس سورۃ کا دوسرا نام سورۃ الاخلاق و آداب بھی ہے اور اس سورۃ میں اللہ نے پانچ بار پیار کا خطاب فرمایا ہے۔ اس لئے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ یہ محبت کا خطاب ہے۔ اپنائیت کا خطاب ہے۔ پیار کا خطاب ہے، تو اللہ نے پانچ بار اپنے ماننے والوں سے خطاب فرمایا یہ سورۃ اصل میں ایسے قوانین اور اُصول پر مشتمل ہے جن کی بناء پر ایک ایسا معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جہاں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہوتی ہے۔ نبی کی تعظیم ہوتی ہو، آپس کے اختلافات کو دور کیا جاسکتا ہو، کسی کی بدصورتی کی وجہ سے، کند ذہنی کی وجہ سے، کمزوری کی وجہ سے، مذاق نہ اُڑایا جاتا ہو۔ ایک دوسرے کے عیوب تلاش نہ کیے جاتے ہوں۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کی جاتی ہو۔ کسی پر بہتان تراشی نہ کی جاتی ہو اور ایک ایسا معاشرہ جس میں عزت کا معیار، دولت نہ ہو۔ اقتدار نہ ہو۔ کرسی نہ، حسب نہ ہو، نسب نہ ہو، زبان نہ ہو، رنگ نہ ہو۔ بلکہ عزت کا معیار ایمان ہو، تقوٰی ہو۔ گناہوں سے بچنا ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہو۔ تو اس میں ایسے اخلاق و آداب سکھائے گئے۔

ادب کی اہمیت

جہاں تک ادب کا تعلق ہے تو کہا گیا ہے "اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ" دین سارے کا سارا ادب کا نام ہے جتنے آداب اسلام میں بیان کیے گئے اوپر سے شروع ہو

جاہیے اللہ کا ادب، رسول اللہ کا ادب، صحابہ کا ادب، تابعین کا ادب، اولیاء کا ادب، علماء کا ادب، اساتذہ کا ادب، بڑوں کا ادب، والدین کا ادب، نیک لوگوں کا ادب، قرآن کا ادب، مسجد کا ادب، آگے بڑھیں تو کھانے کے آداب، پینے کے آداب، پہننے اوڑھنے کے آداب، چلنے پھرنے کے آداب، راستے میں بیٹھنے کے آداب، آداب ہی آداب الدین کلّہ ادب۔

اخلاق کی اہمیت

اور اخلاق کی اہمیت تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا؛

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ

دوسرے انبیاء ﷺ اچھے اخلاق کی تعلیم کیلئے بھیجے گئے تھے مجھے اللہ نے اچھے اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا۔ تعلیم تو سارے انبیاء علیہم السلام دیتے رہے، میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے آیا ہوں۔ ان کو ایسی بلندی تک پہنچانے کیلئے آیا ہوں جس کے بعد کسی اور بلندی کا تصور نہیں ہوسکتا۔

اور یہ بھی ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کے نامہ اعمال میں سب سے بھاری چیز اچھے اخلاق ہوں گے۔ یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ دوسرے اعمال کی تلافی اور ان کی کمی کی تلافی اخلاق سے ہو سکتی ہے۔ لیکن اخلاق میں اگر کمی رہ گئی تو دوسرے اعمال سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ کسی کے اخلاق میں کمی ہے سچ نہیں بولتا، جھوٹ بولتا

ہے، خیانت کرتا ہے، غیبت کرتا ہے، بہتان لگاتا ہے، دوسروں کو تکلیف دیتا ہے، مذاق اڑاتا ہے، دوسروں کا حق مار لیتا ہے، نمازی ہے، بڑا حاجی ہے، روزے بڑے رکھتا ہے، صدقہ خیرات بڑا کرتا ہے۔ یاد رکھیے! ایسا نمازی اور ایسا حاجی اور ایسا ذاکر شاغل انسان کی عبادات کی وجہ سے اخلاق میں جو کمی رہ گئی انکی تلافی نہیں ہوسکتی تو اس سورۃ میں آداب و اخلاق کی تعلیم دی ہے۔

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا ادب

تو جب آداب بیان کیے جانے لگے تو سب سے پہلا کام تو اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے لہذا ان کا ادب یہ ہے فرمایا یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ اللہ کا خطاب ہے آغاز بھی اسی سے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(سورۃ الحجرات آیت ۱، پارہ ۲۶)

اے ایمان والو! اللہ کے اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو، آگے نہ بڑھو پیچھے پیچھے چلو۔

قول و فعل میں پیش قدمی نہ کرو حضور ﷺ چل رہے ہوں تو تم آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو پیچھے چلو، حضور ﷺ موجود ہوں تو تم امامت نہ کرو، مقتدی بنو۔ کھانے کی دعوت ہو اجتماعی کھانا ہو تو ان سے پہلے کھانے کا آغاز نہ کرو، آپ ﷺ خاموش ہوں تو تم کلام نہ کرو آگے نہ بڑھو اللہ اور اس کے رسول سے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ؛

لَاتَقُوْلُوْا خِلَافَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کہ کتاب وسنت کے خلاف نہ کرو اتباع کرو مخالفت نہ کرو

بدعت بدترین گناہ کیوں؟

لوگ دین کے نام پر ایسی باتیں نکالتے ہیں جو کتاب وسنت سے اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے ثابت نہیں وہ حقیقت میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، بدعت اسی لئے بدترین گناہ ہے حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ بدعت کس کو کہتے ہیں جسے نیک کام سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ بدعت اپنی ذات کے اعتبار سے غلط کام نہیں ہوتا۔ بدعتی صدقہ خیرات کرتا ہے، بدعتی کوئی قبر بناتا ہے اسکی تعظیم کرتا ہے اپنے خیال میں وہ بڑے نیک کام میں لگا ہوا ہے اپنا وقت، اپنا مال، اپنی جان لگاتا ہے تو بظاہر وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔

اس لیے کہتے ہیں کہ شیطان نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اب میں لوگوں کو ایسے گناہوں میں مبتلا کروں گا جنہیں یہ گناہ نہیں سمجھیں گے۔ لہٰذا ان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی اور وہ کون سے گناہ ہیں بدعات۔ تو بدعتی اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے ہمیں حکم یہ ہے کہ تم اذان ایسے کہو جیسے اذان اللہ کے رسول نے سکھائی، جیسے اذان صحابہ نے کہی، نماز ویسے پڑھو جیسے حضور ﷺ نے پڑھی، روزے ایسے رکھو جیسے حضور ﷺ نے رکھے، حج ویسے کرو جیسے حضور ﷺ نے کیا۔ یہ سارے کام حضور ﷺ کو سامنے رکھ کر کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے

ڈرو۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

آوازوں کو پست رکھنے کا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝٢

(سورۃ الحجرات آیت ۲، پ، ۲۶)

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی نبی کی آواز سے اونچی آواز میں بات کرو اور ایسے چیخ چیخ کر نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو چیخ کر پکارتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

حضور ﷺ کے آداب میں سے ایک اور ادب زندگی میں بھی یہ تھا کہ آپ کے سامنے آواز بلند نہ کی جائے اور یاد رکھیں! علماء کہتے ہیں کہ زندگی کہ بعد بھی ادب یہ ہی ہے اللہ جب روضہ رسول ﷺ پر ہمیں حاضری کی سعادت نصیب فرمائے تو وہاں تواضع کے ساتھ، عاجزی کے ساتھ، دھیمی آواز کے ساتھ نذرانہ صلوۃ وسلام پیش کیا جائے چیخ چیخ کر صلوۃ وسلام پڑھنا یہ ادب کے خلاف ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط کا عالم

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ! میں تو اب آپ سے سرگوشی میں بات کیا کروں گا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنی آواز کو بڑا دھیما کر لیا۔

اور بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ انصار کے خطیب تھے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ،قدرتی طور پر ان کی آواز بہت بلند تھی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وہ گوشہ نشین ہو گئے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کی مزاج پرسی کیلئے ،حال پوچھنے کیلئے گھر پہنچے پوچھا ثابت کیا بات ہے؟ آجکل نظر نہیں آرہے عرض کیا۔

شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بڑا برا تھا وہ شخص جس کی آواز حضور ﷺ کی آواز سے بلند ہو جایا کرتی تھی اور اسے تو آج پتا چلا ہے فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ کہ اس کے اعمال ضائع ہو گئے وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اور اسے تو آج پتا چلا کہ وہ تو جہنمی بن گیا ہے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو پوری صورتحال بتائی تو حضور ﷺ نے فرمایا۔اے سعد! جاؤ دل گرفتہ ،حزین وملول اور پریشان ثابت کو بتا دو۔

اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

تم جہنم والوں میں سے نہیں ہو تم تو جنت والوں میں سے ہو تم جو آواز بلند کرتے ہو تو معاذاللہ! نبی کی تحقیر،توہین مقصود نہیں تھی بلکہ فطری طور پر،قدرتی طور پر آواز بلند ہو جاتی ہے اور اللہ نیتوں کا حال جانتا ہے۔کون چودھراہٹ کی وجہ سے،تکبر کی وجہ سے،غرور کی وجہ سے اور مخاطب کو حقیر سمجھ

کرآواز بلند کرتا ہےاور کون ایسا ہے جوضرورت کی بناء پر، مجبوری کی بناء پر، فطری طور پر، غیراختیاری طور پراس کی آواز بلند ہوجاتی ہے۔ادب کےاوربھی تقاضے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سب تقاضوں کو پورا کیا۔

کسی مرید نے اپنے پیر کا اور کسی شاگرد نے اپنے استاد کا اور کسی بیٹے نے اپنے والدین کا ایسا ادب نہیں کیا ہوگا جیسا ادب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عمل

سردارقریش ابوسفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ مطہرہ تھیں اُم المومنین تھیں، حضور ﷺ کے عقد میں تھیں، صلح حدیبیہ کے بعد جب قریش کی طرف سے کچھ عہدوشکنی کی صورت ہوئی تو ابوسفیان تجدید معاہدے کیلئے مدینہ منورہ آئے اوراپنی بیٹی کے گھر گئے چارپائی پر بستر بچھا ہوا تھا ابوسفیان بیٹھنے لگے۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے وہ بستر اکٹھا کردیا۔ابوسفیان نے پوچھا بیٹی! میں اس بستر کے قابل نہیں یا یہ بستر میرے قابل نہیں عرض کیا ابا جان! آپ اس بستر کے قابل نہیں ہیں آپ مشرک ہیں اور مشرک ناپاک ہوتا ہے۔اس بستر پر میرے آقا ﷺ آرام فرماتے ہیں میں پسند نہیں کرتی کہ اس پاک بستر کے ساتھ ایک ناپاک جسم لگے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا حیران کن عمل

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے مدینہ میں اولین

میزبان تھے دو منزلہ مکان تھا،حضور ﷺ کی سہولت اور حضور ﷺ کی خواہش کی بناء پر نچلا حصہ حضور ﷺ کیلئے وقف کردیا خود اوپر چلے گئے رات کو سوئے ہوئے تھے آنکھ کھلی تو ایک دم خیال آیا ابوایوب! تم نے کیسے گوارہ کرلیا حضور ﷺ نیچے اور تم اوپر اندازہ کرکے کہ حضور ﷺ کہاں لیٹے ہوں گے وہاں سے ہٹ گئے اور ساری رات ایک دیوار کے ساتھ کھڑے ہوکر گزاردی صبح ہوئی ،تو دست بستہ عرض کیا یارسول اللہ! آپ نیچے ہوں اور میں اوپر یہ ہونہیں سکتا۔ازراہ کرم آپ ﷺ اوپر تشریف لے جائیں۔

ساری زندگی بال نہ کٹوائے

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ عجیب صحابی تھے ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے رہے تھے انہوں نے نقل اتارنی شروع کی مذاق کے لئے حضور ﷺ نے پکڑلیا چھوٹے سے بچے تھے کہا بولو کیا کہہ رہے تھے پہلے شرماتے رہے پھر کہہ ہی دیا اللہ اکبر اللہ اکبر اور اللہ اکبر! تو مشرکین بھی مانتے تھے لیکن جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ الله کہنے کی باری آئی تو آواز پست ہوگئی حضور ﷺ نے فرمایا اونچی آواز سے کہو کہنا پڑا حضور اکرم ﷺ نے ایسا کہلوایا کہ یہ شہادت دل میں اتر گئی اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کرلیا۔حضور ﷺ نے محبت سے سر پر ہاتھ رکھا حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی وہ بال نہیں کٹوائے جن بالوں کے ساتھ نبی

اکرم ﷺ کا دست مبارک لگا تھا بیٹھتے تو بعض اوقات بال لٹک کر زمین پر لگ جاتے کہا گیا کہ حضرت! آپ بال کیوں نہیں کٹواتے فرمایا کہ ان بالوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ لگا ہے۔دل نہیں گوارہ کرتا کہ ان بالوں کو کٹواؤں چنانچہ زندگی بھر وہ بال نہیں کٹوائے۔

راستہ بدل دیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راستے سے گذر رہے تھے سامنے سے نبی اکرم ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا تو راستہ بدل دیا حضور ﷺ نے محسوس کیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے راستے کے بدلنے کو، مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیا بعد میں ملے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، پوچھا اللہ کے نبی ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راستہ کیوں بدل دیا تھا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں اس وقت ناپاک تھا دل نے گوارا نہ کیا کہ ناپاکی کی حالت میں آپ ﷺ سے مصافہ کروں یا آپ ﷺ کو سلام کروں۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مومن ناپاک نہیں ہوتا حکم تو یہ ہے کہ غسل کر لیا جائے جنابت کے بعد لیکن مومن ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ کسی کو سلام نہ کر سکے، کسی کو مصافحہ نہ کر سکے، معانقہ نہ کر سکے۔

بیٹے کا وظیفہ کم مقرر فرمایا

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مقرر

کیا تین ہزار اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مقرر کیا ساڑھے تین ہزار بیٹے کو قدرتی طور پر شکوہ ہوا کہ میری خدمات اسامہ سے کم تو نہیں ہیں تو میرا وظیفہ کم کیوں اور اسامہ کا وظیفہ زیادہ کیوں؟ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا اسامہ کا باپ حضور ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ محبوب تھا۔ میں نے حضور ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔ ادب کا تقاضا صرف صحابہ رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ امت کے علماء محدثین یہاں تک کہ بادشاہوں کے ادب واحترام کے ایسے واقعات ہیں ختم ہونے میں نہ آئیں۔

سلطان محمود کا واقعہ

سلطان محمود کا واقعہ سن لیں۔ حضور ﷺ کی محبت کا غلبہ تھا اور ان کے ایک خادم خاص تھے۔ خاص ملازم ''محمد'' نام تھا ان کا اور اسی نام سے سلطان ان کو پکارا کرتے تھے ایک دن ان کو تاج الدین کہہ کر پکارا اس نے سمجھا کہ مجھ سے بدگمانی ہوگئی اس لئے میرے نام سے مجھ کو نہیں بلایا روپوش ہوگئے تین دن تک غائب رہے پوچھا کیوں غائب ہوئے تھے؟ عرض کیا کہ آپ نے اس دن میرا نام چھوڑ دیا مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں سلطان نے کہا نہیں ناراض نہیں ہوا تھا میں نے کبھی حضور ﷺ کا نام بے وضو نہیں لیا ہے اس دن اتفاق سے میرا وضو نہیں تھا میرا دل نہیں چاہا کہ میں تجھے محمد ﷺ کے نام سے پکاروں۔ یہ قانون نہیں ہے، یہ فرض نہیں ہے، یہ واجب نہیں ہے لیکن ادب میں بعض اوقات ایسی

بھی چیزیں کی جاتی ہیں جو قانون کا تقاضا نہیں ہوتیں۔ قانونی طور پر وہ واجب نہیں ہوتی وہ جو کہتے ہیں "کہ محبت خود آدابِ محبت سکھا دیتی ہے"۔

حضور ﷺ کے ادب کا سب سے بڑا تقاضا

تو محبت ادب سکھاتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ادب اور محبت یہ ایمان کا تقاضا ہے اور حضور ﷺ کے ادب کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ اس دین سے محبت کی جائے جس دین سے حضور اکرم ﷺ محبت کیا کرتے تھے، حضور ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین سے محبت کی جائے اور اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر دیا جائے اور جس دن کیلئے آپ ﷺ نے ساری زندگی قربان کر دی، صحابہ نے بھی یہی سمجھا کہ حضور ﷺ کی محبت اور حضور ﷺ کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین سے محبت کی جائے اور اپنا سب کچھ اس پر نچھاور کر دیا جائے۔

فرمایا کہ نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال ضائع کر دئے جائیں۔

بعض کلمات اور بعض اعمال ایمان کے ضائع ہونے کا سبب

بعض کلمات اور بعض اعمال ایمان کے ضائع ہونے کا سبب بن جاتے ہیں۔ کفر کا کلمہ، شرک کا کلمہ، بے ادبی کا کلمہ، تکبر کا کلمہ یہ ایمان کے ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے اور انسان کو اسکا شعور نہیں ہوتا۔

ترمذی اور نسائی میں حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکالتا ہے جسکے بارے میں اسے پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ یہ کیسا کلمہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کلمے کے بدلے اس کیلئے جنت لکھ دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات انسان اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکال بیٹھتا ہے جس کی خطرناکی کے بارے میں اسے احساس نہیں ہوتا لیکن اس کلمے کے بدلے اس کیلئے جہنم لکھ دی جاتی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بلند مقام

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ط

(سورۃ الحجرات آیت ۳، پ ۲۶)

بے شک وہ لوگ جو اپنی آواز پست رکھتے ہیں اللہ کے رسول کے پاس یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو خالص کر دیا ہے تقویٰ کیلئے۔

ان کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے خالص کر دیا ہے جیسے سونے کو آگ میں ڈالا جاتا ہے تاکہ اس سے میل کچیل دور ہو جائے اور کھرا سونا نکل آئے ایسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو آزمائش کی بھٹی میں ڈالا گیا۔ انہوں نے دین کی خاطر مال قربان کیا، جانیں قربان کیں، اولاد قربان کی، رشتے قربان کئے، وطن قربان کیا، تعلقات قربان کیے، پیٹ کے تقاضے قربان کئے۔ کئی کئی وقت ایسے گذرے کہ ایک لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا تھا اور یہ جو کچھ تھا ایمان کی خاطر تھا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دین کی خاطر قربانیاں

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ساتواں مسلمان ہوں حالت یہ تھی کہ ہم پتے کھا کر گذارہ کرتے تھے یہاں تک کہ پتے کھانے کی وجہ سے میرے جبڑے پھٹ گئے۔

کسی نے ایمان قبول کیا تو آسمان نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ ایمان لانے کی وجہ سے باپ نے سگے بیٹے کی پیٹھ پر کوڑے برسائے، زنجیروں میں جکڑ دیا۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ سگے بھائی نے اپنے بھائی سے سب کچھ چھین لیا ایمان کی وجہ سے اور کہا کہ جاؤ لباس محمد ﷺ سے مانگو۔ آزمائش کی بھٹی میں ڈالے گئے لیکن کھرے ثابت ہوئے۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال یہ تھا کہ ان کے پاس صرف ایک لباس تھا۔ ایک کپڑا، اس کپڑے کو گلے میں باندھ لیتے وہی قمیض ہوتا وہی تہہ بند ہوتا تھا۔

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا ایک کپڑے میں نماز جائز ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَوَلِکُلِّکُمْ ثَوْبَانِ کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر بھی ہیں؟ سوال کر رہے ہو کہ ایک کپڑے میں نماز ہو جائے گی، کیا تم میں سے ہر ایک کو دو کپڑے میسر بھی ہیں تو سارے ایسے نہیں تھے کہ ان کو دو کپڑے میسر ہوں۔

غالباً حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے ان کی عیادت کیلئے مزاج

پرسی کیلئے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم گئے اور تاریخ کی کتابوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات کے بارے میں لکھا ہے کہ اتفاق ایسا تھا جتنے بھی صحابہ مزاج پرسی کیلئے جا رہے تھے کسی کہ پاؤں میں چپل نہیں تھی، کسی کے سر پر کپڑا نہیں تھا اور کسی کی پیٹ پر پیرہن اور قمیض نہیں تھی۔صرف ایک دھوتی پہنے ہوئے تھے ایمان والے، ایمان کیلئے سب کچھ قربان کرنے والے اسی لیے تو اللہ کہتے ہیں؛

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ط

آیت کریمہ سے متعلق ایک سوال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے؟ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا گیا اور سوال کیا گیا اے امیر المومنین! لگتا ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق وہ شخص ہے اور وہ لوگ ہیں

رُجُلٌ لَا يَشْتَهِي الْمَعْصِيَةَ وَلَا يَعْمَلُ بِهَا

اس آیات کا مصداق وہ شخص ہے جس کے دل میں نہ گناہ کا خیال پیدا ہوتا ہو اور نہ ہی وہ گناہ کرتا ہے۔

فَكَتَبَ عُمَرُ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَهُونَ الْمَعْصِيَةَ وَلَا يَعْمَلُونَ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ط

وہ لوگ جن کے دلوں میں گناہ کے خیال تو پیدا ہوتے ہیں لیکن اللہ کے ڈر سے وہ گناہ کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں جن کہ دلوں کو

اللہ نے تقوی کیلئے خالص کر دیا۔

ایک غلط نظریہ اور اس کی اصلاح

لوگ کہتے ہیں اللہ والا وہ ہوتا ہے جس کے دل میں گناہ کا خیال نہ آتا ہو چنانچہ دیکھا گیا جن لوگوں کو وساوس تنگ کرتے ہیں، برائی کے خیال آتے ہیں تو بعض بہت پریشان ہوتے ہیں ایسے پریشان کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ارے اللہ کے بندو! مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اللہ نے جو دل بنایا ہے تو برائی کے خیال بھی آئیں گے، اللہ نے گلی کوچے بنائے ہیں تو یہاں چلنے والے چلیں گے۔

دلوں کی مثال

اہل علم کہتے ہیں دلوں کی مثال راہوں کی سی ہے، گلی کوچوں کی سی ہے، جیسے گلی کوچوں سے اچھے لوگ بھی گزرتے ہیں اور برے لوگ بھی گزرتے ہیں، انسان بھی گزرتے ہیں اور حیوان اور کتے بھی گزرتے ہیں یونہی دل کا حال ہے۔ اچھے خیالات بھی آتے ہیں اور برے خیالات بھی آتے ہیں۔ اللہ والا وہ نہیں کہ جس کے دل میں برائی کا کبھی خیال نہ آئے بلکہ اللہ والا وہ ہے جس کے دل میں برائی کا خیال آئے اور اللہ کے ڈر سے اس کو دبا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ اس آیات کریمہ کا مصداق ہے۔

مغفرت واجرِ عظیم کا وعدہ

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ③

جن کے دل تقوی کے لیے خالص ہو گئے ان کے لئے وعدہ کیا ہے اللہ کا؟ تو فرمایا ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④ (سورۃ الحجرات آیت ۴)

بے شک وہ لوگ جو آپ کو پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

شانِ نزول اور بے ادبی کی شناعت

جیسا کہ شروع میں میں نے عرض کیا کہ یہ کچھ دیہاتی لوگ تھے کسی نے کہا کہ سترہ تھے، کسی نے کہا اٹھارہ تھے آئے اور عجیب انداز میں حضور ﷺ کو پکارا:

يَا مُحَمَّدُ! أُخْرُجْ إِلَيْنَا فَإِنَّ مَدْحَنَا زَيْنٌ وَذَمَّنَا شَيْنٌ

کہنے لگے اے محمد ﷺ باہر نکلیں ہم جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو یہ باعث زینت ہوتا ہے، ہم کسی کی برائی بیان کریں تو اس کو عیب دار بنا دیتے ہیں، نظروں سے گرا دیتے ہیں اس طرح کی بات کی۔ حضور ﷺ تو صبر والے تھے حضور ﷺ گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے تھے لیکن اللہ نے فرمایا کہ یہ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں سے

اکثر عقل نہیں رکھتے۔

یا محمد کہہ کر پکار رہے ہیں جبکہ خود اللہ نے پورے قرآن میں کہیں بھی نبی اکرم ﷺ کو یا محمد کہہ کر نہیں پکارا۔ دوسرے انبیاء کو تو یوں پکارا یا آدم، یا ابراہیم بھی کہا، یا یحییٰ بھی کہا، یا ذکریا بھی کہا، یا موسیٰ بھی کہا اور یا عیسیٰ بھی فرمایا لیکن قرآن کریم میں کہیں بھی یا محمد نہیں کہا گیا اللہ فرماتے ہیں۔ یایھا الرسول فرمایا یا تو یایھا النبی فرمایا، تا یایھا المزمل فرمایا، تا یایھا المدثر فرمایا، طٰہٰ فرمایا یٰسین فرمایا یوں اللہ نے محبت کے ساتھ خطاب فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

سورۃ الحجرات آیت ۵

اگر یہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف نکل آتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور انتہائی مہربان ہے

اگر ان بے ادبی کرنے والوں میں سے کچھ توبہ کریں تو جو بھی توبہ کرے گا میں اس کو معاف کردوں گا اس لئے کے میں غفور الرحیم ہوں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۞

سورۃ الحجرات آیت ۶

اے ایمان والوں اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہیں نادانی میں کسی قوم کو ضرر نہ پہنچا دو۔ پھر تم اس پر

نادم ہو جاؤ جو کچھ تم نے کیا۔

فرمایا کہ اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو فوراً اس کی تصدیق کرو۔ افواہوں پر عمل نہ کرو تحقیق کرلو کہیں ایسا نہ ہو کہ افواہ کو سن کر کسی قوم پر، کسی فرد پر حملہ نہ کردو اور بعد میں تمہیں نادم ہونا پڑے۔

آیتِ کریمہ کا شانِ نزول

احادیث میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بھیجا قبیلہ بنی مصطلق کی طرف صدقات کی وصولی کیلئے پہنچے تو وہ استقبال کیلئے باہر نکلے۔ اس قبیلے والوں کیساتھ زمانہ جاہلیت سے انکی رنجش چلی آرہی تھی تو انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ مجھ سے انتقام کیلئے باہر نکلے ہیں مجھ پر حملے کیلئے باہر نکلے ہیں۔ چنانچہ اس خوف کی بناء پر یہ بھاگ کھڑے ہوئے اور جاکر عرض کیا یارسول ﷺ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ وہ میرے قتل کے ارادے سے یوں باہر نکل آئے ہیں۔

ان کو بھی خیال ہوا کہ یہ جو واپس بھاگ گئے ہیں تو کوئی بات ہے تو یہ پیچھے پیچھے گئے حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم نے میرے عامل اور میرے قاصد پر حملہ کرنا چاہا تھا؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حَاشَا وَکَلَّا، ہم ایمان قبول کر چکے ہیں ہم ان پر حملے کے اردائے سے نہیں نکلے تھے ہم تو ان کا استقبال کرنے کیلئے نکلے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے عذر کو تسلیم کرلیا، لیکن پھر بھی حقیقت حال جاننے کیلئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت خالد

بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کے حالات دیکھے تو آکر عرض کیا یا رسول اللہ! وہ نماز بھی ادا کرتے ہیں اور تہجد بھی ادا کرتے ہیں اور انہوں نے برضا و رغبت صدقات بھی ادا کر دیے ہیں اس پر یہ آیات کریمہ اتری۔

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ ایک طرف تو سارے اہلسنت والجماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے عادل ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے امانت دار ہیں، سچے ہیں اور دوسری طرف اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو کیا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہا گیا؟

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اسکی سختی سے تردید فرمائی ہے انہوں نے فرمایا کہ فاسق کا اطلاق اللہ نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر نہیں کیا اس لئے کہ ان کو تو وہم ہوا تھا۔ وہم کی بناء پر غلطی کی وہم ہوا اپنے اوپر حملے کا اس بناء پر غلطی کی اور وہم کی بناء پر کسی سے غلطی ہو جائے تو اسے فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ اللہ نے تو فاسق کا لفظ ایسے لوگوں کیلئے استعمال کیا ہے جنہوں نے دین کا پٹا گلے سے نکال دیا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں جن کے بارے میں اللہ کہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۞

اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا

اللہ نے کہا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی

کی، اپنے رب کے حکم سے نکل گیا تو فاسق کا لفظ تو بہت برے لوگوں کیلئے استعمال ہوا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اس نام کے اور اس لقب کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

اور روح المعانی کے مصنف علامہ آلوسی رحمۃ اللہ نے ایک اور اس کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں کہ چلو مان لیا کہ اللہ نے یہاں فاسق حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو کہا تو ان سے گناہ ہوا دوسرے صحابہ بھی تو ایسے ہیں کہ جن سے کوئی گناہ ہوا تو انہوں نے توبہ کر لی تو اب ان پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ نے ایک طرف ان کو تنبیہ فرمائی اور دوسری طرف اللہ نے اعلان بھی کر دیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ

میں اللہ ان سے راضی ہوں اور وہ مجھ سے راضی تو جب وہ توبہ کر چکے تو ہمیں ان پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ

(سورۃ الحجرات آیت ۷، پ ۲۶)

ارے جان لو تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے

کتنا بڑا کرم ہے تم پر اللہ کا کے تمہارے اندر اللہ کا رسول موجود ہے

لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

بہت سی باتیں ایسی ہیں اگر وہ ان میں تمہاری بات مان لے

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ

(سورۃالحجرات آیت ۷، پ ۲۶)

توتم مشقت میں مبتلا ہو جاؤ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا کی ہے۔

ہر بات میں نبی تمہاری بات نہیں مانتا، ہر معاملہ میں تمہاری بات مانتا نہیں اور یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تم اللہ کے نبی کو ہر بات ماننے پر مجبور نہیں کرتے اگر ایسا ہوتا توتم مشقت میں پڑ جاتے لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت عطا کی۔

وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

(سورۃالحجرات پ ۲۶)

اور تمہارے دلوں میں ایمان کو مزین کر دیا اور تمہیں متنفر کر دیا کفر سے، فسق سے اور گناہ سے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ : یہی لوگ راہ راست پر ہیں

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ : اللہ کے فضل اور اللہ کے احسان سے۔

جن لوگوں کے بارے میں اللہ یہ کہہ رہا ہے کیا ہمارے جیسے غلاظت اور گندگی میں لتھڑے ہوؤں کو یہ اجازت ہے کہ انکے اوپر انگلی اٹھائیں، انکے کردار پر جن کے بارے میں اللہ یہ کہہ رہا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ اللہ کہہ رہا ہے کہ میں نے ان کے دلوں میں ایمان کو مزین کر دیا، ایمان کی محبت ڈال دی، میں نے ان کے دلوں میں کفر کی نفرت ڈال دی اپنے فضل

سے اپنے احسان سے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝٨

اور اللہ علم والا ہے، حکمت والا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی، قرآن کی اور حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سچی محبت اور ادب نصیب فرمائیں۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
پر تین بڑے احسانات

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......حضور اکرم ﷺ پر تین بڑے احسان کون سے ہیں؟
- ......ظاہر و باطنی شرح صدر میں کیا فرق ہے؟
- ......صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایمان کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں۔
- ......داعی کے لئے کس چیز کا ہونا ضروری ہے؟
- ......ہم سب کی ذمہ داری کیا ہے؟
- ......ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کرے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ
اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

میرے قابل احترام بزرگو دوستو اور میری ماؤں اور بہنو! آج کے درس کا موضوع ہے "حضور اکرم ﷺ پر تین بڑے احسانات" اس موضوع پر گفتگو کیلئے سورۃ انشراح کی تلاوت کی گئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ (اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ (۱) اور ہم نے تم

سے تمہارا وہ بوجھ اُتار دیا ہے(۲)جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔(۳)اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے تذکرے کو اُونچا مقام عطا کر دیا ہے۔(۴) چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے۔(۵)یقیناً مشکلات کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے (۶) لہٰذا جب تم فارغ ہو جاؤ تو (عبادت میں) اپنے آپ کو تھکاؤ۔(۷)اور اپنے پروردگار ہی سے دِل لگاؤ۔(۸)

تین احسانات

اس سورت کو سورۃ الشرح بھی کہا جاتا ہے اور سورۃ الانشراح بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مکی سورت ہے اس میں آٹھ آیات ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر اپنے تین خصوصی احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

پہلا احسان: ظاہری شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① : کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا

میں اسے دوسرے لفظوں میں یوں کہوں گا تا کہ یہ الفاظ آپ اپنے ذہن میں بٹھالیں اور پھر آگے جب بھی یہ الفاظ بولیں جائیں تو آپ کے لیے بات کا سمجھنا آسان ہو کہ اللہ یوں فرمارہے ہیں کہ اے نبی! کیا ہم نے آپ کو شرح صدر کی نعمت عطا نہیں فرمائی؟ سینہ کھول دیا یہی معنیٰ ہے شرح صدر کا۔ یہ شرح صدر ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی ہوتا ہے، ظاہری شرح صدر تو یہ ہے کہ سینے کو چیرا جائے، سینے کا گویا آپریشن کیا جائے اسے حدیث میں شق

صدر کہا گیا ہے اور بعض روایات سے ثابت ہوتا کہ پوری زندگی میں تین بار حضور اکرم ﷺ کا ظاہری شرح صدر ہوا یعنی سینہ چیرا گیا اس میں سے ہر طرح کی آلائشیں نکال دی گئیں اور اس سینے میں علم اور ایمان کو بھر دیا گیا۔

باطنی شرح صدر

باطنی شرح صدر یہ ہے کہ دل میں ایمان، معرفت، نور اور حکمت پیدا ہوجائے اور دل کے اندر علوم ومعارف کو سمیٹنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے اور دل ایسا ہوجائے کہ اس میں یقین، مضبوطی اور جرأت پیدا ہوجائے یہاں پر یہی شرح صدر مراد ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو شرح صدر کی نعمت اور دولت عطا نہیں کی؟ اس طور پہ کہ آپ کے سینے میں ایمان کا نور، حکمت اور معرفت بھر دی آپ کے دل کے اندر وحی کے علوم ومعارف قبول کرنے کی استعداد پیدا فرمادی آپ کے دل میں یقین، پختگی، مضبوطی پیدا فرمادی اور جرات عطا فرمادی کہ ایمان کے مقابلے میں، اللہ کے پیغام کے مقابلے میں، قرآن کے مقابلے میں، ساری دنیا ہیچ نظر آتی ہے، کوئی نظروں میں جچتا نہیں، کسی سے نظریں جھکتی نہیں، کسی سے متاثر نہیں ہوتے، چاہے وہ بڑے سے بڑا سرمایہ دار کیوں نہ ہو، وڈیرہ اور چوہدری کیوں نہ ہو، بادشاہ اور حکمران کیوں نہ ہو، ظالم، ستم گر، بدمعاش، غنڈہ اور کوئی طاقتور انسان کیوں نہ ہو۔ کسی سے بھی مرعوب نہیں ہوتے سینہ ایسا مضبوط ہوگیا، دل میں ایمان کا ایسا نور پیدا ہوگیا۔

ایمان کا نور اور اس کی علامت

قرآن کریم میں کئی دوسرے مقامات میں بھی اللہ نے شرح صدر کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے مطالعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی کے دل میں ایمان کی سچی طلب پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کے حاصل کرنے کے لیے کوشش بھی کرتا ہے تو اللہ پاک اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اس کے سینے میں دین کا شوق پیدا ہو جاتا ہے، اس کے سینے میں دعوت کا جوش پیدا ہو جاتا ہے، اس کے سینے میں ایمان کا ولولہ، ایمان کا نور پیدا ہو جاتا ہے جیسے ان ظاہری روشنیوں سے جو ہم رات کو جلاتے ہیں یہ باہر کی دنیا روشن ہوتی ہے اسی طریقے سے جب کسی کے دل میں ایمان کا نور پیدا ہو جائے تو اس کے اندر کی دنیا روشن ہو جاتی ہے اس کے اندر نور پیدا ہو جاتا ہے اور جس کے دل میں ایمان کا نور پیدا نہ ہو تو اس کے اندر کی دنیا تاریک رہتی ہے وہاں ظلمتوں کا بسیرا اور اندھیروں کا راج رہتا ہے۔

اللہ نے قرآن پاک کی سورۃ زمر میں فرمایا

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

کیا جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا پھر وہ اپنے رب کی طرف سے ایک نور پر ہوتا ہے

یہ سوال ہے اور قرآن کا انداز یہ ہے کہ بعض مقامات پر اللہ نے سوال ذکر کیا ہے لیکن جواب ذکر نہیں کیا۔ جواب مخاطب پر چھوڑ دیا ہے کہ تم خود اپنی عقل سے اس کا جواب تلاش کر لو۔ تم بھی سمجھ جاؤ گے یعنی یہاں پر فرمایا

کہ جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے کہ جس کے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے نہیں کھولا، اس کو شرح صدر کی نعمت عطا نہیں کی اور اس کو نور حاصل نہیں ہوا اور وہ ظلمت اور اندھیرے میں ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں،

فَوَيۡلٌ لِّلۡقٰسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ

خرابی ہے، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر کے بارے میں سخت ہیں

انہیں شرح صدر کی نعمت حاصل نہیں ہوئی، ان کے دل میں ایمان کا نور پیدا نہیں ہوا۔

اُولٰٓئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۲﴾

اور یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی کے اندر مبتلا ہیں

جب دل میں ایمان کا نور پیدا ہو جاتا ہے تو پھر ایمان کے لیے قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے، اس کے لیے مصیبتیں برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، ایمان کی خاطر ابتلاؤں اور آزمائشوں کا سہنا آسان ہو جاتا ہے، ظلم وستم برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایمان کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دیں

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مکہ کی پہاڑیوں میں ٹانگوں میں رسی ڈال کر گھسیٹا جاتا تھا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو آگ کے انگاروں پر لٹایا جاتا تھا،

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، کمزور سی خاتون۔ عورت کو ویسے ہی صنف نازک کہا جاتا ہے، لیکن ابوجہل ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتا، دھوپ میں کھڑا کر دیتا، مارتا، پیٹتا۔ حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوتا۔ آپ ﷺ فرماتے "صبر کرو آپ کا ٹھکانا جنت ہے" جب اس نے دیکھا کہ یہ بوڑھی سی کمزور سی عورت کسی طرح بھی ایمان کا دامن چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اس نے برچھا مارا اور آپ کو شہید کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایمان کی خاطر اللہ کی زمین پر حضور ﷺ کی بعثت کے بعد سب سے پہلے گرنے والا خون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ ایمان کی خاطر سب سے پہلی شہادت ایک عورت کو نصیب ہوئی۔

آخر وہ کیا چیز تھی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھیے اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مار رہے ہیں لیکن ایمان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے یہ کیا چیز تھی؟ جس نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو مضبوط کر دیا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو پختگی عطا کر دی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو چٹان کی طرح کھڑا کر دیا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جیسی کمزور سی عورت کو ابوجہل کے سامنے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے کی طاقت اور حوصلہ عطا کر دیا بلکہ وہ بات یاد آتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ بار بار سنی اور سنائی جائے کہ ایمان اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ حضرت

بلال رضی اللہ عنہ پر جب ظلم کیا جاتا تھا اور ان کو کلمۂ توحید کہنے سے روکا جاتا تھا تو وہ ضربیں سہتے تھے پھر بھی اَحَدٌ، اَحَدٌ کہتے تھے اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں بعض روایات میں لکھا ہے کہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے کوئی ایسا کلمہ معلوم ہوتا جس کے کہنے سے مشرکوں کو اَحَدٌ، اَحَدٌ کہنے سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو میں وہ کلمہ کہتا۔ میں مار کھاتا، ان کے کوڑے برداشت کرتا، ظلم سہتا لیکن وہ کلمۂ توحید کا کلمہ اور ایسا کلمہ جس سے مشرکوں کو تکلیف ہوتی وہ کلمہ ضرور کہتا۔ یہ کون سی چیز تھی، جس نے ان کو ایسا طاقتور بنا دیا یہ شرحِ صدر کی دولت اور شرح صدر کی نعمت تھی۔ اللہ نے ایمان کے لئے ان کا سینہ کھول دیا دل میں ایمان کا نور بھر دیا، دل میں یقین ڈال دیا، دل میں اپنی محبت ڈال دی۔

ایمان والوں کی اللہ سے محبت

اللہ نے گواہی دی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا شریک بنا لیتے ہیں تو ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہیے۔ آگے فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

لیکن جو واقعی ایمان قبول کر لیتے ہیں وہ اللہ کی محبت میں مشرکوں سے کہیں زیادہ سخت ہوتے ہیں۔

مشرکوں کو اپنے بتوں سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی ایمان والوں کو اللہ سے محبت ہوتی ہے، مشرک اپنے بتوں کے لیے اتنی سختی اور تکلیف برداشت نہیں کرسکتا جتنی تکلیف ایک سچا مومن اللہ کی محبت میں برداشت کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی مضبوطی

آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ سنا ہوگا کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کو شرک پر مجبور کرنے کے لیے اور ایمان سے روکنے کے لیے ان کے سامنے تیل کا کڑاہا رکھا گیا۔ اور اس میں تیل کو گرم کیا گیا اور پھر ایک صحابی کو اس میں ڈالا گیا اور وہ جل کر کوئلہ ہوگیا۔ دوسرے رونے لگے تو ان سے پوچھا گیا کیوں روتے ہو؟ کیا ڈر گئے ہو؟ آپ تو کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا فرمانے لگے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ میرا بھی یہی انجام ہوگا جو میرے اس ساتھی کا انجام ہوا اور مجھے بھی اس طریقے سے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا جائے گا جیسا کہ اس کو ڈالا گیا میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ آج اللہ کے دین کے لیے قربانی کا وقت آیا ہے اور میرے پاس ایک جان ہے جو اللہ کے لیے قربان کرسکتا ہوں۔ اے کاش! میرے پاس کئی جانیں ہوتیں بار بار اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کرتا لیکن ایمان کا دامن نہ چھوڑتا، تو شرح صدر کی دولت اللہ نے عطا کر دی، سینہ کھول دیا ایمان کے لیے اور اپنی محبت کے لئے اور جب یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے تو پھر ایمان میں مزا آتا ہے۔

ہر عبادت کی لذت الگ الگ ہے

یاد رکھیے کہ جیسے کھانے پینے کی چیزوں کی لذت ہے اور ہر چیز کی لذت جدا، گوشت کی لذت جدا، سبزی کی لذت جدا، دال کی لذت جدا، ٹھنڈے پانی کی لذت جدا، ہر چیز کی لذت جدا ہے اسی طریقے سے ایمان کی بھی ایک لذت ہے اور جو ایمانی اعمال ہیں ان میں سے ہر ایک کی جدا جدا لذت ہے اور جدا جدا تاثیر ہے، نماز کی لذت اور ہے، زکوٰۃ کی لذت اور ہے، حج و عمرے کی لذت اور ہے، جہاد کی لذت اور ہے، تبلیغ کی لذت اور ہے، روزے کی لذت اور ہے، بھوکا رہنے میں بھی ایک لذت ہے، جسے اللہ احساس عطا فرمادے وہ محسوس کرتا ہے کہ بھوکا رہنے میں بھی ایک لذت ہے، لذت صرف کھانے پینے میں نہیں ہے، لذت ٹھنڈے مشروبات کے پینے میں نہیں ہے، ارے لذت اللہ کی رضا کے لیے بھوکا رہنے میں بھی ہے، پیاسا رہنے میں بھی ہے، زخم اٹھانے میں بھی ہے اور اللہ کے لیے جان دینے میں بھی ہے جو اللہ کے لیے جان دیتا ہے اس کو کیا لذت نصیب ہوتی ہے یہ اسی سے پوچھیے، اسی لیے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ شہید قیامت کے دن آرزو کرے گا کہ اے کاش! مجھے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہوں، پھر زندہ کیا جائے پھر شہید ہوں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہوں، اس لذت کے حصول کی تمنا تو خود ہمارے آقا ﷺ نے فرمائی آپ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر

شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، اس لیے کہ اللہ کے لیے جان دینے میں بھی ایک لذت ہے، ایک لطف ہے۔

دل کا سکون خالق کی یاد میں ہے

چنانچہ جب شرح صدر کی دولت اللہ پاک عطا فرما دیتے ہیں تو پھر ایمان میں بھی مزہ آتا ہے، پھر نماز میں مزہ آتا ہے، پھر صدقہ وخیرات میں مزہ آتا ہے، پھر جہاد اور تبلیغ میں مزہ آتا ہے، پھر بھوکا پیاسا رہنے میں مزہ آتا ہے، پھر روزہ رکھنے میں مزہ آتا ہے، ارے پھر رونے اور گڑگڑانے میں بھی مزہ آتا ہے، لوگ مزے کی تلاش میں ہیں، سکون کی تلاش میں ہیں۔ بھائی! ہم دولت حاصل کرتے ہیں اس لیے تاکہ سکون حاصل ہو، بیوی کو شوہر کی اور شوہر کو بیوی کی طلب ہوتی ہے تاکہ سکون ملے، دونوں کو اولاد کے حصول کی تمنا ہوتی ہے تاکہ سکون ملے، اچھی گاڑی ہم لیتے ہیں تاکہ دل کو سکون ملے، ہم اچھے مکان میں رہنا چاہتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہم سیر کرتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہم تفریح کے لیے جاتے ہیں تاکہ سکون ملے، لوگ ملکوں ملکوں پھرتے ہیں تاکہ سکون ملے، یہاں تک کہ نشہ استعمال کرتے ہیں تاکہ سکون حاصل ہو، گانا سنتے ہیں سکون ملے، کلبوں میں جاتے ہیں تاکہ سکون ملے، ہر ایک سکون کی تلاش میں ہے لیکن ہم سکون کے ذرائع تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن سکون حاصل نہیں ہوتا، دولت حاصل کر لیتے ہیں لیکن سکون حاصل نہیں ہوتا، شادی کر لی سکون نہیں ملا، اولاد ہوگئی سکون نہیں، بہت بڑا مکان بنا لیا

سکون نہیں ملا، بڑی کرسی بڑی ملازمت حاصل کر لی سکون نہیں ملا، کاروبار وسیع کر لیا لیکن سکون نہیں ملا، سکون کے ذرائع مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا، سکون کے اسباب مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا، سکون کے وسائل مل جاتے ہیں سکون نہیں ملتا۔ اس لیے کہ ہم نے ان وسائل کے اندر سکون کو سمجھ لیا۔ لیکن اللہ کہتا ہے سکون ان میں نہیں ہے سکون کس میں ہے، اللہ کہتا ہے میرے بندے! میں نے تم کو پیدا کیا تیرے دل کو میں نے بنایا ہے، تیری ضروریات میں جانتا ہوں، تیری کمزوریاں میں جانتا ہوں، تیری خوبیاں میں جانتا ہوں، تیرے دل کی غذا، تیرے جسم کی غذا میں جانتا ہوں، تجھے ان چیزوں میں سکون نہیں ملے گا۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾

سکون ملے گا، تو اللہ کے ذکر سے ملے گا، اللہ کی اطاعت سے ملے گا، اللہ کی فرمانبرداری سے ملے گا،

جب اللہ کی اطاعت کی جائے گی اور اللہ کی فرمانبرداری کی جائے گی جب اللہ کا ذکر کیا جائے گا تو پھر بھوکا پیاسا رہنے میں بھی سکون ملے گا، پھر رونے میں بھی سکون ملے گا، خدا کی قسم! لوگ قہقہے لگاتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ ڈرامے دیکھتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ فلمیں دیکھتے ہیں سکون کے لیے، مزاحیہ ناول، کتابیں، کالم پڑھتے ہیں سکون کے لیے، لیکن اگر ان کو پتہ چل جائے کہ اللہ کے سامنے رونے میں کتنا سکون ہے تو قہقہے لگانا چھوڑ دیں ان مزاحوں اور قہقہوں میں، ہنسی اور ٹھٹھوں میں وہ سکون نہیں ہے جو اللہ

کے سامنے آنسو بہانے میں ہے۔

شرح صدر بہت بڑی نعمت ہے

جب اللہ سینے کو کھول دے گا، اللہ دل میں ایمان کا نور بھر دے گا تو پھر اللہ کی عبادت میں مزہ آئے گا اور اگر اللہ نے دل کو نہ کھولا تو پھر مسلمان ہونا بھی ایک جرم سا محسوس ہو گا پھر رمضان کے آنے سے پریشان ہو جائے گا رمضان کو ایک مصیبت سمجھے گا۔ کتنے لوگ ہیں جن کے چہروں پر رمضان کے آنے سے مسکراہٹ آتی ہے، خوشی کا نور ہوتا ہے، دل میں سرور ہوتا ہے، اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ! تو نے یہ ماہ مبارک نصیب فرمایا اور کتنے ہی ایسے ہیں جو معاذ اللہ اس مہینے کو مصیبت سمجھتے ہیں اس لیے کہ اللہ نے سینے کو نہیں کھولا۔ اللہ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ
وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا

اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اللہ اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اللہ اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے وہ اگر دین پر چلتا ہے تو ایسے سمجھتا ہے کہ جیسے مجھے آسمان پر چڑھنے کا حکم دے دیا ہے، اس کو کلمہ پڑھنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔

شرح صدر کی علامت

یہ شرح صدر، سینہ کا کھل جانا یہ ہدایت کی دلیل ہے اور سینے کا تنگ ہونا یہ

گمراہی کی دلیل ہے، اگر نیکی کر کے دل خوش ہوتا ہے، دل کو سکون ملتا ہے اللہ کی عبادت کر کے دل خوش ہوتا ہے، اللہ کی راہ میں دے کر دل خوش ہوتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ اللہ نے مجھے ایمان کا نور عطا فرما دیا ہے۔ لیکن اگر تمہیں اپنے آپ کو نماز پر مجبور کرنا پڑتا ہے، دعا پر مجبور کرنا پڑتا ہے اور صدقہ کو آپ ایک تاوان سمجھتے ہیں تو پھر آپ کو اپنے دل کی فکر کرنی چاہیے کہ دل بیمار ہے، دل میں ایمان کا نور پیدا نہیں ہوا۔ میری زبان پر تو ایمان ہے لیکن ابھی دل کے اندر ایمان کی حقیقت نہیں اتری۔ اگر ایمان کی حقیقت اتری ہوتی تو پھر دین پر چلنا میرے لیے آسان ہو جاتا اتنی تنگی محسوس نہ ہوتی۔ تو اللہ نے اپنے پہلے احسان کا ذکر کیا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

کیا ہم نے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا؟

شرح صدر سب سے زیادہ کس کے لئے ضروری ہے؟

شرح صدر تو ہر مسلمان کے لیے بڑی نعمت ہے اور ضروری چیز ہے لیکن ایک داعی کے لیے جو دین کا داعی ہے اس کے لیے شرح صدر سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ جس کے سینے کے اندر خود ایمان کا نور نہیں وہ دوسروں کے اندر اپنے وعظ سے، اپنی تقریر سے ایمان کا نور کیسے پیدا کر سکے گا؟ بے شک آواز بڑی خوبصورت، الفاظ بڑے ادیبانہ، تقریر بڑی فصیحانہ، اشعار بڑے بامحل اور نکات بھی بڑے عجیب و غریب لیکن اگر اس

میں دل کا درد شامل نہیں اور خطیب اور واعظ کے اپنے دل کے اندر دین کا درد نہیں تو وہ دوسروں کے اندر بھی درد پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی جب فرعون کے پاس جا رہے تھے اور اللہ سے مانگ رہے تھے:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾

چار چیزیں مانگیں۔ اے اللہ! میرا سینہ کھول دے

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ

مجھے شرح صدر کی نعمت عطا فرما دے

وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ

اے اللہ! میرے لیے معاملہ آسان فرما دے

جس شخص کے پاس جا رہا ہوں جو اپنے وقت کا سپر پاور حکمران ہے، جو خدائی کا دعویدار ہے اے اللہ! میں کہیں اس سے مرعوب نہ ہو جاؤں اور اگر وہ مجھ پر مصائب ڈھائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مصائب کو برداشت نہ کر سکوں اے اللہ! میرے لیے معاملے کو آسان فرما دے۔ تیسری دعا کیا مانگی

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾

اے اللہ! میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ میری بات سمجھ سکے

اور چوتھی دعا کیا مانگی

وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ﴿۲۹﴾ هٰرُوۡنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشۡدُدۡ بِهٖۤ
اَزۡرِیۡ ﴿۳۱﴾ وَاَشۡرِكۡهُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۳۲﴾

اے اللہ! میرے خاندان میں سے ہی میرا ایک مددگار بنادے

میرے بھائی ہارون کو بھی نبوت عطا فرما

اور اللہ نے کہا

قَالَ قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَكَ یٰمُوۡسٰی ﴿۳۶﴾

اے موسیٰ! تیری چاروں دعائیں قبول کر لی گئیں

بعض حضرات نے کہا کہ کسی مانگنے والے نے اللہ سے اتنی بڑی دعا نہیں مانگی ہوگی جتنی بڑی دعا موسیٰ نے مانگی پہلی تین چیزیں تو آسان ہیں لیکن چوتھی چیز کہ اے اللہ! میرے بھائی کو بھی نبوت عطا فرمادے اتنی بڑی چیز اللہ سے مانگی کہ کسی مانگنے والے نے اللہ سے نہیں مانگی اور اللہ نے کہا اے موسیٰ!

اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَكَ یٰمُوۡسٰی

جو کچھ مانگا تجھے عطا کر دیا گیا تیری دعا میں نے قبول کر لی

میں عرض کر رہا تھا کہ داعی کے لئے شرح صدر سب سے ضروری چیز ہے اس لیے اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ سے شرح صدر کی نعمت مانگی، اللہ نے موسی علیہ السلام کو بھی شرح صدر کی دولت عطا فرمائی اور ہمارے آقا ﷺ، کائنات کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی شرح صدر کی دولت عطا فرمائی۔

فرعون نے تو پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے

درباریوں سے مشورہ کیا تھا قرآن میں آتا ہے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ : اے جادوگرو! کیا مشورہ دیتے ہو؟

لیکن مکہ کے فرعون تو کسی سے مشورہ بھی نہیں لیتے تھے جس مسلمان کو چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ تو اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرح صدر کی عظیم نعمت عطا فرمائی۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا انوکھا مقام

تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں بڑی عجیب بات ذکر فرمائی کیا مقام ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لکھا ہے

''لَمْ يَشْرَحْ قَبْلُ اَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِيْنَ كَمَاشَرَحَ صَدْرَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ''

پوری دنیا میں، پوری کائنات میں کسی کو ایسی شرح صدر کی دولت عطا نہیں کی گئی جیسی شرح صدر کی دولت ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی، کسی کا سینہ اتنا نہیں کھولا گیا، کسی کے سینے میں اتنے علوم و معارف نہیں بھرے گئے، اتنا تحمل، اتنی برداشت اور ہدایت کا جذبہ کسی کے لئے کسی کے سینے میں اتنا نہیں پیدا کیا گیا جتنا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کے اندر تھا، آپ اندازہ کیجئے طائف والے کیا کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، لہولہان کر دیتے ہیں۔ جبرائیل امین آتے ہیں پہاڑوں کا فرشتہ آتا ہے۔ حکم دیجئے! ہم ان بدبختوں کو

دونوں پہاڑوں کے درمیان پیس کر رکھ دیں۔ حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں نہیں! میں پیسنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ آپ کی زبان مبارک سے ان کی ہدایت کے لئے دعا نکلی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْاَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَّنْ يَّقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں نہیں چاہتا کہ ان کو ہلاک کیا جائے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی پشتوں سے ایسی نسلیں پیدا فرمادے گا جو کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والی ہوں گی۔

آپ کے دل کے اندر انسانوں کی ہدایت کی تڑپ تھی اور تمنا تھی، اللہ نے سینہ کھول دیا عفو ودرگزر، صبر وتحمل کا اور برداشت کا مادہ پیدا کر دیا۔

دوسرا احسان: بوجھ ہٹانا

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾

اور ہم نے آپ سے اس بوجھ کو ہٹا دیا جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا ہے

یہ کون سا بوجھ تھا؟ جس نے حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا تھا یہ بوجھ تھا انسانیت کی ہدایت کا، انسانوں کو ہدایت کا راستہ دکھانے کا، اللہ نے جب آپ کے ذمے لگا یا میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچا دو، اب آپ اس کا درس دیا کریں، آپ ان کا تزکیہ کریں، ان کے دلوں کو پاک کریں، ان کو توحید پر لائیں، ایمان پر لائیں اور آپ نے دعوت کا سلسلہ شروع کیا، دن کو بھی دعوت دیتے، راتوں کو بھی دعوت دیتے، ایک ایک کو دعوت دیتے

مجمع میں دعوت دیتے اور پھر راتوں کو اٹھ اٹھ کر مانگتے لیکن شروع میں تو یہ حال تھا کہ کوئی مانتا ہی نہیں تھا ایسے بھی دن گزرتے کہ پورا دن جو ملا اس نے گالی دی، جو ملا اس نے طعنہ دیا کوئی بھی ایمان کی دعوت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا، آپ غم کے بوجھ میں دبے ہوئے فرماتے ہیں اے اللہ! یہ کیسے ہدایت پر آئیں گے۔ یہ شرک میں ڈوبے ہوئے لوگ کیسے ایمان کو قبول کریں گے۔ اے اللہ! یہ بدکاری کے عادی کیسے باحیاء بنیں گے۔ اے اللہ! ان کو تو خون بہانے میں مزہ آتا ہے یہ خون کی حفاظت کرنے والے کیسے بنیں گے۔ اے اللہ! یہ تو شراب اور جوئے کے عادی ہیں یہ کیسے نشے کو چھوڑیں گے۔ اے اللہ! یہ بیٹیوں کو دفن کرنے والے کیسے بیٹیوں کے محافظ بنیں گے جب ان کی حالت کو دیکھتے تھے تو آپ کا سینہ پھٹتا تھا اور سینے میں اتنا غم کہ اللہ کو اپنے نبی پر ترس آ گیا اللہ نے فرمایا سورۂ شعراء میں ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝٣

اگر یہ ایمان نہ لائیں تو کیا آپ اپنی جان کو ہلاک کرلیں گے

سورۂ کہف میں فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦

کیا اگر یہ ایمان نہ لائے تو آپ غم کی وجہ سے اپنی جان کو ہی ہلاک کردیں گے۔

اور سورۂ انعام میں فرمایا۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں آپ کو غمگین کر دیتی ہیں

بوجھ اترتا چلا گیا

آپ ﷺ پر تو یہ بوجھ تھا کہ یا اللہ! یہ ہدایت کیسے قبول کریں گے پھر اللہ نے یہ بوجھ اتار دیا ایک ایک کر کے سب ایمان لاتے چلے گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلے ایمان قبول کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا، ایک ایک آیا اور پھر جماعت بنتی گئی اور پھر وہ وقت آیا کہ پورا قبیلہ آتا تھا جو آپ کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیتا تھا، وہ جو آپ کے دل میں درد تھا وہ درد ہزاروں سینوں میں منتقل ہو گیا یوں تو نہیں کہہ سکتا معاذ اللہ! کہ ہزاروں محمد پیدا ہو گئے ایسا نہیں کہہ سکتے معاذ اللہ! اس لیے کہ اس کائنات میں صرف محمد ﷺ تو ایک ہی ہے لیکن یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ درد جو محمد رسول اللہ ﷺ کے سینے میں تھا اللہ نے وہ درد ہزاروں سینوں میں پیدا فرما دیا، ہزاروں اس دین کے لئے تڑپنے والے بن گئے، اس دین کے لئے رونے والے بن گئے، اس دین کے لئے اپنے مال، اپنی جانیں قربان کرنے والے بن گئے یہاں تک کہ آقا ﷺ نے اپنی زندگی میں ایک امت تیار کر دی لیکن کسی کو کیا پتہ کہ اس امت کی تیاری میں آپ نے راتوں کو کتنے آنسو بہائے، کتنی گالیاں سنیں، کتنے پتھر کھائے، کتنے زخم کھائے، اس امت کو بنانے میں کتنے غم وتڑپ کا اظہار کیا۔

آج امّت پنا ختم ہو گیا

میں بیچ میں جملہ معترضہ کے طور پر اگر کہہ دوں نامناسب نہیں ہوگا آج امت نہیں رہی آج فرقے بن گئے امت نہیں رہی حضور ﷺ نے امت بنائی تھی فرقے نہیں بنائے تھے ایک امت جس میں ایک کا غم اور درد، سب کا غم اور درد تھا، ایک کی عزت سب کی عزت تھی، ایک کی ذلت سب کی ذلت تھی، ایک کی کامیابی سب کی کامیابی تھی، آپ نے امت تیار کی اور اس امت کے بنانے میں حضور ﷺ نے بڑی محنت فرمائی اور آپ دنیا سے اس حال میں گئے کہ آپ پرسکون تھے کہ اللہ نے میری ذمے جو کام لگایا تھا وہ کام میں نے پورا کر دیا۔ اللہ اکبر

اللہ نے فرمایا تھا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ

اے رسول! جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اس کو انسانوں تک پہنچا دیں اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو پھر آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

حضور ﷺ کی فکر

آپ کو فکر لگی رہتی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ نے جو ذمہ داری میرے اوپر ڈالی ہے کہیں میں اسے پورا کرنے میں ناکام نہ ہو جاؤں ڈر لگا رہتا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کی ڈاڑھی مبارک

میں چند بال سفید دیکھے تو عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں آپ نے کہا۔

شَيَّبَتْنِي هُودٌ : مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے

علماء کہتے ہیں کہ سورۂ ہود میں کون سی ایسی بات خاص تھی جس کی وجہ سے آپ بوڑھے ہو گئے تو سورۂ ہود کی یہ آیت فاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ اے نبی! ایسے چلیے جیسے چلنے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو آپ کو اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ویسا نہ چل پاؤں جیسے اللہ نے چلنے کا حکم دیا ہے اس اندیشے نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔

اللہ کو گواہ بنا دیا

اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب ایک لاکھ چالیس ہزار یا کم وبیش سچے انسانوں کا عظیم مجمع تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان کو گواہ بنانے کے لیے ان سے پوچھا لوگو! قیامت کے دن ہر نبی کی امت سے اللہ سوال کرے گا کیا میرے نبی نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ تو اے میری امت کے لوگو! تم سے بھی قیامت کے دن اللہ سوال کرے گا کہ کیا محمد نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا تو کیا کہو گے؟ کیا میں نے پہنچا دیا یا نہیں؟ سارا مجمع پکار اٹھا اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے پہنچا ہی نہیں دیا، بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا تو حضور اکرم ﷺ کی انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھی اور مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ

اے اللہ! تو گواہ رہنا، اے اللہ! تو گواہ رہنا، اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

یہ انسان اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے تیرا پیغام ان تک پہنچا دیا ہے تو آپ کو اس کی اتنی فکر تھی اور آپ ﷺ دنیا سے گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک امت تیار کر دی۔ اللہ کا پیغام ان تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ کو اس بات کا اطمینان تھا۔

آقا ﷺ کی خوشی کی انتہا

زندگی کی آخری شب تھی، اپنے حجرے سے مسجد میں آنے کی طاقت نہیں تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کی صفیں کھڑی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے کھڑکی کھول کر دیکھا صحابہ رضی اللہ عنہ کی صفوں پر نظر پڑی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے چہرے مبارک پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اللہ اکبر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عجیب تشبیہ دی کہ اس وقت حضور ﷺ کا چہرہ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے قرآن کریم کا ورق ہوتا ہے، قرآن کریم کا ورق، تقدس بھی وہی تھا اور بیماری کی وجہ سے رنگت بھی ویسی ہی تھی لیکن آپ ﷺ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی، یہ مسکراہٹ کیسی تھی، یہ مسکراہٹ اس بات کی تھی کہ میں نے امت کو تیار کر دیا اللہ نے جو کام میرے ذمہ لگا دیا تھا وہ کام میں نے پورا کر دیا۔ تو اللہ نے فرمایا

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣

ہم نے آپ سے آپ کے بوجھ کو اتار دیا جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر رکھا تھا۔

ہم سب کی ذمہ داری

یاد رکھیے! دین کا پیغام، اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچانا یہ صرف حضور اکرم ﷺ کی ذمہ داری نہیں تھی یہ ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے، اپنی اپنی طاقت کے مطابق جس طریقے سے وہ اللہ کے دین کو دوسرے تک پہنچا سکتا ہے پہنچانا فرض ہے۔ مت سمجھیے کہ یہ مولوی صاحب کا کام ہے، یہ خطیب صاحب کا کام ہے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کر دیں، آپ درس قرآن دینا شروع کر دیں، آپ فتویٰ دینا شروع کر دیں، آپ مسائل بتانا شروع کر دیں۔ دین کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ تو کریں۔

ہر ایک اپنا محاسبہ کرے

اے اللہ کے بندو! میں اور آپ اپنے گریبان میں جھانکیں، تھوڑا سا اپنا محاسبہ کریں کہ جس دین کے لیے حضور اکرم ﷺ نے اتنی قربانیاں دی تھیں، اتنی تکلیفیں سہی تھیں، اتنا خون بہایا تھا اس دین کا آپ ﷺ کے دل میں اتنا درد تھا، کیا اس درد کا دسواں حصہ بھی ہمارے دل میں ہے اور کیا ہم اپنی اپنی جگہ پر اس فریضے کو ادا کر رہے ہیں؟ یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ اس کو ادا

کرنے کی فکر کریں۔کوئی زبان سے کرسکتا ہے کوئی جان سے کرسکتا ہے،کوئی مال سے کرسکتا ہے،لیکن اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی فکر ضرور کریں کہ یہ ہمارے ذِمہ لگایا گیا ہے۔

تیسرا احسان......حضور ﷺ کے ذکر کی بلندی:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝۴

اے نبی! اے رسول! اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کے نام کو بلند کر دیا

دشمن آپ کے نام کو مٹانا چاہتا ہے اللہ نے کہا کہ تم اس نام کو مٹانا چاہتے ہو میں اس نام کو اٹھاؤں گا،اس نام کو بلندی عطا کروں گا۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ خود آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کی کہ بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں تیرا بھی ذکر ہوگا۔اگر کلمے میں میرا ذکر ہے لا الہ الا اللہ تو تیرا بھی ذکر ہے محمد رسول اللہ اگر نماز میں میرا ذکر ہے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ تو تیرا بھی ذکر ہے واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔اگر اذان میں میرا ذکر ہے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ تو تیرا بھی ذکر ہے واشھد ان محمدرسول اللّٰہ۔جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں وہیں تیرا ذکر بھی ہوگا میں ایسا تیرا ذکر بلند کروں گا کہ دشمن بھی تیرا ذکر کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور آج واقعتاً دشمن بھی حضور ﷺ کا ذکر کرنے پر مجبور ہیں۔

آقا ﷺ کی شان تو غیروں نے بھی مانی

قاضی ابوسلمان شاہ جہاں پوری نے جو سیرت کی کتاب رحمۃ للعلمین ﷺ لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ طامس کارلیل ایک پکا عیسائی ہے، تاریخ اور انگریزی زبان پر اس کی بہت گہری نظر ہے اور اس میں اس کو بڑا کمال حاصل ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے ہیرو آف ہیروز (ہیروں کے ہیرو) گویا کہ سائنسدانوں میں بڑے سائنسدان کا ذکر، سیاستدانوں میں جو بڑا سیاستدان ہے اس کا ذکر، حکمرانوں میں سے جو بڑا حکمران ہے اس کا ذکر، شاعروں میں سے جو سب سے بڑا شاعر اس کا ذکر، ادیبوں میں سے جو سب سے بڑا ادیب اس کا ذکر، مالداروں میں سے جو سب سے بڑا مالدار اس کا ذکر۔ ہیرو کے ہیرو اس نے جمع کیے۔ وہ مصنف اگرچہ عیسائی ہے لیکن جب نبیوں میں سے سب سے بڑے نبی کے نام لکھنے کی باری آتی ہے تو وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لکھتا ہے، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لکھتا ہے نہ حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لکھتا ہے، نام لکھتا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سب نبیوں میں سے بڑے نبی جن کو اللہ نے سب نبیوں سے زیادہ مقام عطا فرمایا وہ حضرت محمد ﷺ ہیں، چنانچہ اللہ نے گویا یوں فرمایا کہ دشمنوں کی زبان سے بھی میں تیری تعریف کرواؤں گا۔

کنور مھندر سنگھ بیدی کا بڑا عجیب شعر ہے اس نے کہا:

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ نہیں

کہتا ہے کہ کسی سے عشق ہو جائے دل پہ چارہ نہیں ہے محمد ﷺ پر صرف مسلمان کا اجارہ نہیں محمد ﷺ تو ہمارے بھی ہیں۔

ایک اور شاعر فراق گورکپوری ہندو ہیں وہ کہتے ہیں:

انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے تم کو کچھ محمد کا مقام
وہ امت اسلام میں محدود نہیں

حضور اکرم ﷺ کی عظمت کو ہر ایسا شخص مانے گا جس کے دل میں اللہ نے رتی بھر بھی انصاف رکھا ہے اور کیوں نہ مانے اللہ نے کہا تھا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴

میں تیرے ذکر کو بلند کروں گا جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں وہیں تیرا ذکر ہوگا

نعمت قرآن اور غلامی رسول کی عظمت کو پہچانیں:

اور میں اکثر عرض کیا کرتا ہوں اور الحمد للہ! مجھے اس پر سو فیصد یقین ہے کہ اس دنیا کا مستقبل قرآن کے سوا کچھ نہیں اور اس دنیا کا مستقبل محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے سوا کچھ نہیں، رب کعبہ کی قسم! میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ کوئی اس کو خطیبانہ بھڑک مت سمجھے الحمد للہ مجھے اس پر یقین ہے ایک وقت آئے گا پوری دنیا قرآن کے جھنڈے تلے جمع ہوگی اور پوری

دنیا محمد ﷺ کی قیادت و امامت کے پیچھے جمع ہوگی۔ اس کے سوا دنیا کا مستقبل کچھ نہیں۔ لیکن مجھے ڈر یہ ہے میرے مسلمان بزرگو، دوستو، بھائیو، ماؤں، بہنو، بیٹیو! کہیں ایسا نہ ہو غیر جس کو ہم یہودی کہتے ہیں، عیسائی کہتے ہیں سکھ اور ہندو کہتے ہیں وہ محمد ﷺ کے مقام کو پہچان لیں اور ہم آپ ﷺ کے مقام کے پہچاننے سے محروم رہیں مجھے ڈر یہ لگتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو زبانی کلامی آپ ﷺ کا نام لیتے رہیں، آپ ﷺ کی تعریفیں کرتے رہیں اور آپ ﷺ کی قدر نہیں کی اور آپ ﷺ کے اخلاق کو نہیں اپنایا، آپ ﷺ کے اعمال کو نہیں اپنایا، آپ ﷺ کی سیرت کو نمونہ نہیں بنایا، آپ ﷺ کے درد کو اپنا درد نہیں بنایا، بس زبانی کلامی آپ ﷺ کے نام کو ہم نے پیسہ جمع کرنے کا وسیلہ بنایا، چندہ مانگنے کا ذریعہ بنایا لیکن آپ ﷺ کے نام کو اور آپ ﷺ کے عمل کو اور آپ ﷺ کی زندگی کو اپنی زندگی بدلنے کا ذریعہ نہیں بنایا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حضور ﷺ کے مقام کو پہچان لیں، وہ قرآن کے مقام کو پہچان لیں اور ہم اس کو پہچاننے سے محروم رہیں اور اس کی قدر کرنے سے محروم رہیں۔ تو فرمایا کہ:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا یہ تین احسان ذکر کیے

اس کے بعد فرمایا اے میرے نبی! مشکلات سے مت گھبرایئے۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦

تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے، تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے

اسلام اُمید کا چراغ روشن کرتا ہے

ایک اصولی بات سن لیجیے! اسلام امید کا دین ہے ناامیدی کا دین نہیں ہے، کسی حالت میں بھی ناامیدی پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا، کوئی بہت گناہ گار ہے دین اسلام ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس کو ناامید کریں، نہیں! بلکہ امید کا چراغ روشن کرو، دن بدن کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہوجائے اسلام ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس کو ناامید کردیں کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی ہے، بلکہ اسلام کی تعلیم اس کے دل میں امید کا چراغ روشن کرو، آؤ! توبہ تمہارے لیے بھی ہے، سب کے لیے ہے، کافروں کے لیے بھی ہے، مشرکوں کے لیے بھی ہے، گنہگاروں کے لئے بھی ہے، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، مت گھبراؤ، مایوس مت ہوجاؤ، امید کے ساتھ آؤ، آؤ تو سہی اللہ تمہیں محروم اور خالی ہاتھ واپس نہیں کرے گا تو اس میں بھی امید دلائی گئی۔

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

مشکلات سے مت گھبرایئے تنگی کے ساتھ آسانی ہے آسانی کا دور آنے والا ہے

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾

جب آپ فارغ ہوجائیں تو پھر محنت کریں

اپنے آپ کو عبادت اور دعا میں تھکا دیں، جب تبلیغ کے کام سے، دعوت کے کام سے، دنیا کے کاموں سے فارغ ہوجائیں پھر کیا کریں فَانْصَبْ پھر دعا میں لگ جائیں، پھر ذکر میں لگ جائیں، پھر عبادت میں لگ جائیں، خالی نہ بیٹھیں۔

محنت اور ریاضت

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۝۸

اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایئے

ایک بات تو یہ بھی ہے کہ حکم یہ دیا گیا کہ خالی اور فارغ ہو کر نہیں بیٹھنا، نکما بن کے نہیں بیٹھنا، یہ حکم دیا جا رہا ہے میں اپنے آپ کو کہہ رہا ہوں ہمیں حکم دیا جا رہا ہے نکمے بن کے نہیں بیٹھنا، کچھ نہ کچھ کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے آپ فرماتے ہیں میں ایسے لوگوں کو سخت ناپسند کرتا ہوں جو فارغ بیٹھتے ہیں نہ دین کے کام میں لگے ہوتے ہیں نہ دنیا کے کام میں لگے ہوتے ہیں فرمایا کہ میں ان کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ فارغ مت بیٹھیے، ایک منصوبے سے فارغ ہوں تو دوسرا منصوبہ شروع کر دیجیے۔

اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب فارغ ہوں دعوت سے، تبلیغ سے تو اب دعا میں لگ جایئے، ذکر میں لگ جایئے، اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایئے۔ اس لیے کہ جو دین کا داعی ہے وہ جب تک ذکر و دعا نہیں کرے گا اس کی دعوت میں اثر نہیں ہوگا۔ ہاں پہلے دعوت دے، دین کی تبلیغ کرے، اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچائے۔ اور پھر اللہ سے مانگے بھی۔ اے اللہ! میں تو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے جو کہہ سکتا تھا کہہ دیا اے اللہ! اب دلوں کو بدلنا تیرا کام ہے۔ اے اللہ! ان باتوں میں اثر پیدا کرنا یہ تیرا کام

ہے۔ اللہ سے مانگے بھی اور اللہ کا ذکر بھی کرے تب اس کی دعوت میں جان
پیدا ہوگی۔ اللہ ہمیں ایسا ہی داعی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ازافادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- ......مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کی روشنی میں۔
- ......مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احادیث مبارکہ کی روشنی میں۔
- ......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کے واقعات۔
- ......آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی سعادت۔
- ......سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ اَمَّا بَعۡدُ:

فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۝۲ وَمَا
یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ۝۳ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۝۴ عَلَّمَهٗ شَدِیۡدُ
الۡقُوٰی ۝۵ ذُوۡ مِرَّةٍ ؕ فَاسۡتَوٰی ۝۶ وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی ۝۷ ثُمَّ
دَنَا فَتَدَلّٰی ۝۸

(سورۃ النجم آیت ۱ تا ۸، پ ۲۷)

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! یہ سورۃ نجم ہے مکی سورۃ ہے اس میں ۶۲ آیات اور تین رکوع ہیں سورۃ کی عبارت کا انداز بڑا دلکش ہے اس میں ایک نرمی اور ایک نغمگی سی پائی جاتی ہے آیت کے اختتام پر گویا کہ قوافی

کا لحاظ ہے اوّل سے آخر تک پوری سورۃ الفاظ اور عبارت کے اعتبار سے مسجّع ہے۔

یوں یہ ساری سورۃ چلی جاتی ہے اور اس سورۃ کی ابتداء میں اللہ نے قسم کھا کر مقام مصطفیٰ ﷺ بیان فرمایا ہے آپ ﷺ کی عصمت و عظمت اور آپ کی صداقت کی اللہ نے گواہی دی ہے۔

آیات قرآنیہ میں قسموں کی حکمت

قرآن کی جو مکی سورتیں ہیں بالخصوص آخری پاروں کی سورتیں ان میں کئی جگہ اللہ نے قسمیں کھا کر اپنے دعوے کو بیان کیا ہے، لیکن زیادہ تر جو قسمیں اللہ نے کھائی ہیں وہ مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں ہیں۔

اللہ کے وجود پر دلائل کے انبار

اپنے وجود اور اپنی توحید اور انبیاء کی نبوت و رسالت پر بہت کم قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اس لئے کہ اللہ کے وجود کے دلائل بے شمار ہیں۔ ہر پتے میں اللہ کے وجود کی دلیل، ہر درخت میں اللہ کے وجود کی دلیل، ہر ندی نالے میں، ہر پہاڑ میں اللہ کے وجود کی دلیل۔ ہر چمکتے ہوئے ستارے میں، چاند اور سورج میں اللہ کے وجود کی دلیل۔ ہمارے اپنے وجود میں اللہ کے وجود کی بہت ساری دلیلیں ہیں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

ایک ایک سانس میں، ایک ایک قدم پر اللہ کے وجود کے دلائل موجود

ہیں اس لئے اللہ نے اپنے اور اپنی توحید کیلئے عام طور پر قسمیں نہیں کھائیں الا ماشااللہ۔

بیان مقامِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے قسمیں

اسی طریقے سے نبی اکرم ﷺ کی صداقت کے معجزات وہ بھی بے شمار اس لئے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر بھی زیادہ قسمیں نہیں کھائیں البتہ بعض جگہ پر ایسا ہوا کہ اللہ نے آپ ﷺ کی صداقت کے لئے اور مقام مصطفی ﷺ کو بیان کرنے کے لئے قسمیں کھائی ہیں۔ جیسے سورۂ ضحی میں فرمایا:

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾
وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾

(سورۃ الضحیٰ آیت ۱ تا ۴، پ ۳۰)

اسی طریقے سے سورۂ قلم میں فرمایا:

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾

(سورۃ القلم آیت ۱، پ ۲۹)

قلم کی قسم اور جو کچھ لکھتے ہیں اسکی قسم

مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲﴾

(سورۃ القلم آیت ۲، پ ۲۹)

آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون اور دیوانے نہیں ہیں

بہت بڑی قسم

اللہ نے ستارے کی قسم کھائی اور یہ بہت بڑی قسم ہے اور یہ خود اللہ نے سورۂ واقعہ میں فرمایا

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾

(سورۃ الواقعہ آیت ۷۶، ۷۵، پ ۲۷)

میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مواقع کی اور اگر تم سمجھو اور جانو تو اللہ نے خود فرمایا یہ قسم بہت بڑی قسم ہے۔

عجیب وغریب، وسیع وعریض دنیا

اس قسم سے ستاروں کی دنیا کی طرف بھی انسان کا ذہن متوجہ ہوتا ہے، عجیب وغریب اور وسیع وعریض دنیا سارے ستاروں تک تو انسان کا پہنچنا شاید محالات میں سے ہو۔ ابھی تک تو انسان سارے ستاروں کو شمار بھی نہیں کرسکا۔ اس کائنات میں کتنے ستارے ہیں صرف ہماری کہکشاں میں کہا جاتا ہے کہ ایک کھرب ستارے اور ایسے ایسے ستارے کہ ایک ایک ستارہ ہزاروں زمینوں سے بڑا جبکہ ایک ایک ستارہ ایسا وسیع وعریض کہ اس میں لاکھوں زمینیں سما جائیں۔ تو اللہ فرماتے ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾

(سورۃ النجم آیت ۲، پ ۲۷)

ستارے کی قسم جب کہ وہ غروب ہوا، نہ تمہارا ساتھی بھٹکا اور نہ ہی بہکا

ضلالت اور غوایہ میں فرق

ضلالت اس گمراہی کو کہتے ہیں جو علم نہ ہونے کی وجہ سے ہو، جہالت کی وجہ سے انسان غلط راستے پر چل پڑے۔ اور غوایا اس گمراہی کو کہتے ہیں کہ علم ہونے کے باوجود انسان غلط راستے پر چل پڑے۔ اسی لئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

(سورۃ الفاتحہ آیت ۴، پ ۱)

تو دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہے اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے پاس علم تھا لیکن پھر بھی وہ گمراہی کا شکار ہو گئے۔ اور الضَّآلِّيْنَ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو جہالت کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو گئے۔ تو اللہ نے فرمایا؛ میرا نبی نہ جہالت کی وجہ سے بھٹک سکتا ہے۔ اور نہ علم ہونے کے باوجود خواہش پرستی کی وجہ سے بھٹک سکتا ہے۔

گمراہی کے دو سبب

دنیا میں جتنی بھی گمراہیاں ہیں آپ اگر غور کریں تو ان کے یہی دو سبب ہوں گے۔ یا تو سبب جہالت بے علمی، کم فہمی یا پھر خواہش پرستی، نفس پرستی، دولت پرستی، اقتدار پرستی، اسباب پرستی، تعلقات پرستی، تو علم ہونے کے باوجود انسان بھٹک جاتا ہے اللہ کے سوا دوسری چیزوں کی پرستش کی وجہ سے۔

صَاحِبُکُمْ کہنے کی وجہ

لیکن فرمایا کہ میرا نبی ایسا نہیں کر سکتا اور کیا فرمایا مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ یہ نہیں فرمایا مَا ضَلَّ نَبِیُّکُمْ ، مَا ضَلَّ رَسُوْلُکُمْ بلکہ فرمایا مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ۔ تمہارا ساتھی نہ بھٹکا نہ بہکا، ساتھی اس لئے فرمایا اس طرف متوجہ کرنے کے لئے کہ میرے نبی نے اپنی زندگی کے چالیس سال تمہارے اندر گزارے تم نے میرے نبی کی یتیمی کا دور دیکھا، بچپن دیکھا جوانی دیکھی، دن دیکھے، راتیں دیکھیں، تجارت دیکھی، معاملات دیکھے، قول دیکھا، عمل دیکھا، چالیس سال تک تو میرے نبی نے جھوٹ نہیں بولا۔ کبھی خیانت نہیں کی، کبھی کسی غیر محرم کی طرف غلط نظر نہیں اٹھائی اور تم ہی نے میرے نبی کو صادق اور امین کا لقب دیا ۔تو آج کیا یکا یک چالیس سال کے بعد جس نے انسانوں پر جھوٹ نہیں بولا تھا ،وہ معاذ اللہ! انسانوں کے رب پر جھوٹ بولنے لگا۔

تمہارا ساتھی کہیں باہر سے نہیں آیا، اجنبی نہیں ہے، یکا یک ظاہر نہیں ہو گیا، بلکہ تمہارے ہی درمیان پیدا ہوا تم اس کے آباء و اجداد کو جانتے ہو، اس کے خاندان کو جانتے ہو، اس کے ماضی اور کردار کو جانتے ہو نہ یہ بھٹکا، نہ یہ بہکا۔

نبی ﷺ وحی کی روشنی میں بولتے ہیں

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ (سورۃ النجم آیت ۳، پ ۲۷)

اور میرا نبی اپنی نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ میرا نبی قرآن اور دین

کے بارے میں جو کچھ کہتا ہے وہ حق ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿۴﴾: یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

(سورۃ النجم آیت ۴، پ ۲۷)

ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو بات بھی ارشاد ہوتی تھی میں لکھ لیتا تھا۔ قریش نے مجھے منع کیا۔ ہر بات مت لکھا کرو۔ آپ انسان ہیں کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی نرمی کی حالت ہوتی ہے۔ کبھی طبیعت میں انقباض ہوتا ہے، کبھی فرحت اور بشاشت ہوتی ہے۔

احتیاط کی رعایت

ظاہر ہے کہ انسان پر ہر حالت کا اثر ہوتا ہے۔ غصہ کی حالت میں اس کی ذہنی کیفیت کچھ اور ہوگی اور خوشی کی حالت میں اس کے جذبات کچھ اور ہوں گے اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ قاضی کو غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ غصے میں تو پہلے سے تھا اور غصہ سارے کا سارا نکال دیا مقدمے والوں پر بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ جب شدید پیشاب کا تقاضا ہو تب بھی فیصلہ نہ کیا جائے۔ عربی کا مقولہ ہے، "لَا رَأْیَ لِحَاقِبٍ" جس نے پیشاب روکا ہوا ہو اس کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اب کسی کو سخت پیشاب لگا ہوا ہے ایسی حالت میں کوئی سنجیدہ بات اس سے پوچھی جائے تو امید نہیں ہے کہ وہ ٹھیک جواب دے گا، ہوسکتا ہے کہ غلطی کر جائے اس کو تو پیشاب کا تقاضا ہے اور اسی لئے کہا گیا کہ ایسی حالت میں نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ سخت

پیشاب لگا ہے اور اب پیشاب روکنے میں زور صرف کر رہا ہے بلکہ ہوا خارج ہونے والی ہے اسکو روک رہا ہے تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایسی حالت میں نماز ادا نہ کی جائے، وضو توڑ دیا جائے پیشاب کر لے، استنجاء کر لے نیا وضو کر لے تب نماز پڑھے۔

سخت بھوک ہے نماز نہ پڑھے پہلے کھانا کھا لے اور اس کے بعد نماز ادا کرے ایسا نہ ہو کہ جسم تو نماز میں ہو اور دل بوٹیاں گن رہا ہو یا جسم تو نماز میں لیکن دل اللہ معاف فرمائے پیشاب، پاخانے کی طرف لگا ہوا ہو تو کیا حاصل ہوگا ایسی نماز سے، اس لئے پہلے فارغ ہو جائے۔

سب کچھ لکھ لینے کی اجازت

عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہر چیز لکھ لیتا تھا جو بھی آپ ﷺ زبان سے ارشاد فرماتے۔ قریش نے مجھے منع کیا، ہر بات نہ لکھا کرو اس لئے آپ ﷺ پر مختلف کیفیات ہوتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کیا ہر چیز لکھ لیا کروں؟ قریش مجھے منع کرتے ہیں ہر بات نہ لکھا کرو تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّيْ اِلَّا الْحَقُّ

جو کچھ سنو اس کو لکھ لیا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس منہ سے سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع

پر فرمایا لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا میں صرف حق بات کرتا ہوں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بعض اوقات ہمارے ساتھ دل لگی بھی کیا کرتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا نہیں رہتے تھے ایسا نہیں ہے کہ ہر وقت غصے کی حالت میں ہوں بلکہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے دل لگی کرتے تھے۔ لطائف وظرائف بھی بیان ہوتے، اشعار سنے اور سنائے جاتے ایک دوسرے پر چوٹیں بھی کی جاتیں لیکن جو کچھ بھی ہوتا دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے۔ مذاق بھی کرتے تو اس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہ ہوتا۔

مذاق میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں ہوتا تھا

آپ نے بارہا رسول اللہ ﷺ کے مذاق سنے ہوں گے کیسے مبنی برحق، مبنی بر سچ ہوتے تھے۔

ایک صاحب آئے اور آکر کہا یا رسول اللہ! میرے پاس سورای نہیں ہے مجھے اونٹ عنایت فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا میں ضرور تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا اب اس نے کہا یا رسول اللہ! اونٹنی کے بچے پر میں سوار ہوں گا یا وہ میرے اوپر سوار ہوگا، اونٹنی کے بچے کو میں کیا کروں گا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے چاہے وہ ایک سال کا ہو یا دس سال کا ہو تو مذاق میں بھی سچائی اور لطافت۔

بڑھیا کے ساتھ مزاح

ایک بڑھیا حاضر خدمت ہوئی یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی جنت میں جگہ عطا فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتی نہیں ہو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی وہ تو رونے دھونے لگی یارسول اللہ! میں تو پھر تباہ ہوگئی، کاش! جوانی میں ہی موت آچکی ہوتی آپ ﷺ نے فرمایا اماں! تم جنت میں ضرور جاؤ گی لیکن بڑھاپے کی حالت میں نہیں اللہ تمہیں جوانی عطا فرمائے گا پھر تم جنت میں جاؤ گی۔ تو یوں آپ ﷺ کے مذاق حق پر اور سچائی پر مبنی ہوتے تھے تو صحابہ نے جب عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ دل لگی بھی تو کرتے ہیں تو فرمایا!

اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا

ہاں میں مذاق بھی کرتا ہوں، دل لگی بھی کرتا ہوں میں مذاق اور دل لگی میں بھی حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔

ذُوْمِرَّۃٍ ط فَاسْتَوٰی: (سورۃ النجم آیت ۵، پ ۲۹)

میرے نبی کو سکھایا زبردست قوت والے نے، جو بڑی طاقت والا

علم کے اعتبار سے بھی زبردست اور جسمانی اعتبار سے بھی بڑا مضبوط کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ حضور اکرم ﷺ کا معلم حقیقی تو اللہ تھا آپ ﷺ کو سکھانے والا اللہ آپ ﷺ کی تعلیم اور تربیت کسی انسان کی مرہون منت نہیں ہے آپ ﷺ کو نہ والدین کا محتاج بنایا اور نہ کسی استاد کا محتاج بنایا براہ راست آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا لیکن

وسیلہ بنے جبرائل امین، اللہ جبرائل امین کو وحی عطا کرتا تھا اور وہ حضور اکرم ﷺ تک اس وحی کو پہنچاتے تھے۔ اور عام طور پر جبرائل امین انسانی شکل میں آتے تھے بلکہ حدیث میں ایک صحابی کا نام بھی آیا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ عام طور پر جبرائیل امین ان کی شکل میں آتے تھے۔ لیکن دو بار ایسا ہوا کہ حضور ﷺ نے جبرائیل امین کو ان کی اصلی شکل وصورت میں دیکھا تو یہاں اسی کا ذکر ہے۔

ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ﴿۶﴾: وہ سامنے آکھڑا ہوا

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ﴿۷﴾: جبکہ وہ بالائی افق پر تھا

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾: پھر وہ قریب ہوا اور قریب ہوا

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾: دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا

(سورہ النجم آیت ۹، پ ۲۷)

عرب غایت قرب کو بیان کرنے کے لئے ایک کمان یا دو کمان کی مقدار کی تشبیہ دیا کرتے تھے فلاں اتنا قریب ہوا کہ ایک کمان کا فاصلہ رہ گیا میرے اور اس کے درمیان دو کمان کا فاصلہ رہ گیا یہ تشبیہ دیا کرتے تھے۔ اللہ جبرائیل امین کے قرب کو ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیان کرنے کیلئے عربوں کے اسی محاورے کو استعمال فرما رہے ہیں جبرائیل امین اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کا یہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ﴿۱۰﴾ (سورۃ النجم آیت ۱۰، پ ۲۸)

اور پھر جبرائیل امین نے اللہ کے بندے کی طرف جو وحی پہنچانی تھی وہ پہنچادی۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ⑪

نظر نے جو کچھ دیکھا دل نے اس میں جھوٹ نہیں ملایا۔

میرے نبی ﷺ نے بیان کیا جو کچھ دیکھا اور اسکے دیکھنے میں کوئی غلطی نہیں کی اور کوئی جھوٹ نہیں ملایا۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ⑫ (سورۃ النجم آیت ۱۲، پ ۲۸)

کیا تم اس چیز میں جھگڑتے ہو جس چیز کو میرے نبی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بہت سی چیزیں ایسی ہیں عام انسانوں کیلئے مغیبات ہیں۔غیب کی چیزیں ہیں لیکن اللہ کے نبی کے لئے مشاہدات ہیں اللہ اپنے نبی کو مشاہدہ کرا دیتے ہیں۔ہم غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور جو واقعی ایمان رکھتے ہیں انھیں یقین کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے نبی کو عین الیقین اور حق الیقین کا درجہ عطا فرما دیتے ہیں۔کسی دوسرے انسان کو دنیا میں عین الیقین اور حق الیقین کا درجہ حاصل ہونا مشکل ہے لیکن اللہ اپنے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہی عین الیقین اور حق الیقین کا درجہ عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى

اے میرے رب مجھے دکھایئے آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں

(سورۃ البقرہ آیت ۲۶۰۔ پ ۳)

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ :(سورۃالبقرہ آیت ۲۶۰۔پ۳)

فرمایا اے ابراہیم کیا تم ایمان نہیں رکھتے ،کیا تمہیں یقین نہیں

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ :(سورۃالبقرہ آیت ۲۶۰۔پ۳)

کیوں نہیں میرے اللہ میں یقین رکھتا ہوں

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ

لیکن میں عین الیقین اور حق الیقین کے مقام تک پہنچنا چاہتا ہوں ،اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں کیسے مردہ کو زندہ کیا جاتا ہے

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾

(سورۃالبقرہ آیت ۲۶۰۔پ۳)

چار پرندوں کو پکڑیں ذبح کریں اوران کے گوشت کو ملا دیں پھر پہاڑ پر کچھ حصہ رکھ دیں، پھران کو بلائیں اللہ کے حکم سے وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے۔ اور جان لو جس اللہ نے یوں ان چاروں پرندوں کو زندہ کر دیا وہ اللہ اسی طریقے سے ساری مخلوق کو زندہ کردے گا۔ تو اسی طریقے سے ہمارے آقا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عین الیقین کا اور حق الیقین کا مقام عطا کرنے کے لئے معراج کی سعادت نصیب فرمائی۔اور معراج کی سعادت ایک ایسی سعادت تھی کہ کوئی دوسرا نبی اس میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔اپنی آنکھوں سے جنت کو بھی دیکھا جہنم کو بھی دیکھا،

فرشتوں کو دیکھا آسمان کو دیکھا ملا اعلیٰ کو بھی دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کو بھی دیکھا آپ سن چکے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپکے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ کو بڑا صدمہ پہنچا۔ یہاں تک کہ اس سال کا نام عام الحزن رکھ دیا گیا۔ غم کا سال۔ اور حضور اکرم ﷺ کو یہ جو معراج کی سعادت ملی یہ کب؟ معراج کا سفر آپ نے کب کیا۔ اس میں مختلف اقوال ہیں لیکن زیادہ تر رجحان اس بات کی طرف ہے کہ یہ سعادت اسی وقت ملی جب ابو طالب فوت ہو گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور طائف والوں نے پتھر مار کر آپ کے جسم کو لہولہان کر دیا گیا۔ تو اس کے بعد اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو معراج کی سعادت نصیب فرمائی۔ گویا کہ دنیا والوں کو بتا دیا کہ اگر تم میرے نبی کا استقبال نہیں کرو گے تو میں اپنے نبی کے استقبال کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دوں گا۔ اگر انسان صفیں بنا کر میرے نبی پر سنگ باری کریں گے تو میں فرشتوں کی صفیں بنوا کر اپنے نبی کو درود وسلام کے نظرانے پیش کروں گا۔ تو اس وقت حضور اکرم ﷺ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ اس کا ذکر فرما رہے ہیں۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى

اور میرے نبی نے صرف ایک ہی مرتبہ جبرئیل امین کو نہیں دیکھا بلکہ ایک اور مرتبہ بھی جبرئیل امین کو اترتے ہوئے دیکھا۔ کہاں؟ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾: (سورۃ النجم آیت ۱۵، پ ۲۸)

عربی زبان میں سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور منتہیٰ انتہا کی جگہ یہ

سدرۃ المنتہیٰ کہاں ہے اور کیا ہے؟ ساتویں آسمان پر ایک درخت جو احادیث سے معلوم ہوا عالم بالا سے جو احکام آتے ہیں وہ بھی یہیں پر اترتے ہیں۔ وہاں سے فرشتے زمین پر لے کر آتے ہیں۔ زمین سے جو نیک اعمال اٹھائے جاتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں۔ اور وہاں سے عالم بالا تک لے جائے جاتے ہیں۔ لیکن خود سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟ یہ متشابہات سے ہے جن کے معنی تو ہم جانتے ہیں لیکن اس کی حقیقت ہم نہیں جانتے اور اس کی حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے ہمارے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور ہمیں مکلف نہیں کیا گیا کہ سدرۃ المنتہیٰ کی حقیقت ضرور معلوم کرو۔ بعض اوقات بندے کا امتحان یوں ہوتا ہے کہ تمہیں فلاں چیز کا علم نہیں اسے سیکھو، اور بعض اوقات امتحان یوں ہوتا ہے کہ میں اللہ کہتا ہوں یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتی اسے مت سیکھو۔ اور اس میں اپنی عقل کو مت دوڑاؤ۔ تو بندے کا کام ہے وہاں رک جائے۔ بس ہم سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں اپنی عقل سے کچھ نہیں کہیں گے بلکہ جو اللہ نے کہا:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(سورۃ آل عمران آیت ۹، پ ۳)

ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں سب اللہ کی طرف سے سچ ہے، حق ہے لیکن ان کی حقیقت کو ہم نہیں جانتے یہ متشابہات کے بارے میں ایک سچے مسلمان کا عقیدہ یوں ہونا چاہیے۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ جس کے پاس ہی جنت الماوی ہے۔

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾

اس وقت سدرہ پر چھارہا تھا جو کچھ کہ چھارہا تھا

(سورۃ النجم آیت ۱۶، پ ۲۸)

اب یہ الہام ہے وضاحت نہیں کی کہ کیا چھارہا تھا بعض اوقات الہام جو ہوتا ہے یہ عظمت کیلئے ہوتا ہے، یہ تفخیم کیلئے ہوتا ہے تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ سدرہ پر کیا چیز چھارہی تھی۔

انوار اور تجلیات کی بارش ہورہی تھی سدرۃ پر۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾

نہ تو نگاہ ہٹی اور نہ حد سے آگے بڑھی

یہ تو رسول اللہ ﷺ کا ادب، انبیاء اللہ کا ادب کرنے والے تھے، بے شمار مثالیں ہیں موقعہ نہیں میں عرض کروں کیسا ادب کرنے والے تھے اللہ کا، نہ نگاہ حد سے آگے بڑھی اللہ کے نبی ﷺ نے جو کچھ دیکھا وہ پورے تمکن سے دیکھا نہ تو ایسا ہوا کہ نگاہ ترچھی اور ٹیڑھی ہوکر دائیں بائیں پھر گئی ہو ایسا نہیں اللہ جو کچھ دکھانا چاہتا تھا اسکو دیکھا اور اللہ جو نہیں دکھانا چاہتا تھا نبی ﷺ کی نظر اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوئی جو کچھ اللہ دکھانا چاہتا تھا اس سے نظر ہٹی نہیں اور جو اللہ نہیں دکھانا چاہتا تھا اس طرف نظر گئی ہی نہیں۔

بادشاہوں کے دربار کا ادب یہ ہوتا ہے کہ بندہ دربار میں کھڑا ہو تو نظر بادشاہ کی طرف متوجہ رہے یا جس طرف وہ متوجہ کرنا چاہتا ہے اس طرف نظر متوجہ رہے اور جدھر وہ نظر کا پھرنا پسند نہیں کرتا ادھر کو نظر نہ جائے یہ

بادشاہوں کے دربار کا ادب ہے تو جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے دربار کا ادب کیا ہوگا۔

لوگوں نے لکھا ہے اور آپ سنتے رہتے ہیں محمود ایاز کا نام اور ان کے واقعات محمود بادشاہ ایاز غلام لیکن اسے بڑی محبت تھی ایاز سے اس کی بعض خوبیوں اور صفات کی وجہ سے ایک دن ایاز جلدی میں دربار میں آگئے گریبان کا بٹن کھلا رہ گیا خیال آیا کہ بٹن تو کھلا ہوا ہے کہیں بادشاہ سلامت کی نظر نہ پڑ جائے۔ تو ہاتھ کو چھپا کر بٹن بند کرنے لگے تو نظر پڑھ گئی محمود کی تو انہوں نے کہا ایاز دربار میں ایسی حرکت، ایک معمولی بادشاہ، عارضی بادشاہ، فانی بادشاہ وہ یہ برداشت نہیں کرتا کہ میرے درباری کی توجہ مجھ سے ہٹ کر کسی اور طرف جائے۔ ہم جو پانچ وقت رب العالمین کے سامنے اور بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں کبھی ہم نے بھی سوچا کہ ہماری نظر، ہماری سوچ، ہمارا تخیل کہاں کہاں جاتا ہے اور اس اللہ کی طرف نہیں جاتا بسا اوقات پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم اللہ سے کیا کہہ رہے ہیں اور کیا مانگ رہے ہیں اور کیا مناجات کر رہے ہیں۔

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾

اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں

(سورۃ النجم آیت ۱۸، پ ۲۷)

ایک عجیب دنیا دیکھی اور پھر آ کر لوگوں کے سامنے بیان کیا لوگو! میں نے یہ کچھ دیکھا کسی نے تسلیم کیا اور کسی نے مذاق اڑایا۔ تسلیم کرنے والے وہ

تھے جو پکے مومن اور مذاق اڑانے والے وہ تھے جو پکے مشرک تھے تو اب اللہ مشرکوں سے خطاب کرتے ہیں۔

أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾

(سورۃ النجم آیت ۲۰، پ ۲۸)

اچھا یہ بتاؤ تم نے کبھی لات اور عزی اور تیسری دیوی منات کی حقیقت پر بھی کبھی غور کیا ہے۔

میرا نبی تو جو کچھ کہتا ہے حق کہتا ہے وہ وحی کی اتباع کرتا ہے لیکن تم جو کچھ کرتے ہو لات اور عزی کی عبادت، منات کی عبادت کیا اس میں کوئی حقیقت ہے یوں تو عرب بہت سارے بتوں کی پرستش کرتے تھے ہر قبیلے کا بت جدا لیکن تین بہت زیادہ مشہور تھے لات، عزی اور منات۔

لات یہ قبیلہ ثقیف کا بت تھا اہل طائف اس کی تعظیم کرتے تھے، عزّٰی مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت تھا قریش اس کی تعظیم کرتے تھے آپ کو معلوم ہوگا کہ غزوہ احد کے موقعہ پر جب مسلمان اپنی ہی غلطی کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ کو ہار گئے تو ابوسفیان نے نعرہ لگایا تھا "لَنَا عُزّٰی وَلَا عزّٰی لَکُمْ" ہمارا تو عُزّٰی ہے اور تمہارے پاس کوئی عُزّٰی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا عمر جواب دو۔"اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا کُمْ" اللہ ہمارا مولی ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں، تم عُزّٰی پر فخر کرتے ہو، ہم اللہ پر فخر کرتے ہیں چنانچہ عُزّٰی تو مٹ گیا اور اللہ باقی رہا، لات مٹا دیا گیا، منات مٹا دیا گیا لیکن اللہ باقی رہا اور قیامت تک باقی رہنے والا اور ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا۔

اور منات یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا اوس اور خزرج اس کی تعظیم کرتے تھے جو ساتھی عربی زبان سے کچھ شدر کھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ تینوں نام نسوانی نام ہیں۔ لات، عزیٰ، منات یہ نسوانی نام ہیں۔ اصل میں عرب جو تھے وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے چہیتی بیٹیاں، لاڈلی بیٹیاں اور گویا کہ ان بیٹیوں کے نام پر انہوں نے بعض بت بنا رکھے تھے یہ لات، عزیٰ اور منات یہ ان کے تصور کے مطابق اللہ کی بیٹیاں فرشتے۔ لیکن فرشتوں کو تو نہیں دیکھ سکتے تھے ان کے نام پر یہ مورتیاں اور یہ دیویاں بنا رکھی تھیں۔

أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾

کیا تمہارے لئے تو لڑکے اور اللہ کیلئے لڑکیاں یہ تقسیم تو بڑی بے ڈھنگی ہے

(سورۃ النجم آیت ۲۲-۲۱، پ ۲۸)

معاذ اللہ! یہ نہیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ میری طرف لڑکوں کی نسبت کرو۔ اللہ کو نہ لڑکوں کی ضرورت نہ لڑکیوں کی ضرورت

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾

(سورۃ اخلاص آیت ۳، پ ۳۰)

نہ اس کا لڑکا، نہ اس کی لڑکی، نہ اس کے والدین، نہ اس کی اولاد، لیکن اللہ ان کی سوچ کے مطابق بات کر رہے ہیں، ارے تمہاری سوچ یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو بتایا جائے تمہارے گھر میں بیٹی پیدا ہوگئی تو تمہارا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور سینہ غم کی وجہ سے پھٹنے لگتا ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ

(سورۃ النحل آیت ۵۹،۵۸، پ ۱۴)

لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کیا کہیں گے اسکے گھر بیٹی پیدا ہوگئی۔ اللہ ان کی سوچ کے مطابق بات کرر ہے ہیں اللہ انسانوں سے انسانوں کی سوچ کے مطابق بات کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ اگر اپنے مقام کے مطابق بات کرے تو بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ہماری سمجھ میں بھی نہ آسکیں۔ اللہ ایسی بات کرتے ہیں کہ انسانوں کی عقل میں آجائے، ارے اپنے لئے تو لڑکے پسند کرتے ہو لڑکی کی ولادت کی خبر مل جائے تو چھپتے پھرتے ہو کوئی دیکھ نہ لے اور اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے ہو یہ تو بڑی دھاندلی کی تقسیم ہے۔

اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

(سورۃ النجم آیت ۲۳، پ ۲۸)

صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ صرف نام ہیں نام جن کے پیچھے حقیقت کچھ نہیں جو تم نے رکھے ہوئے اور تمہارے آباء نے ان کے بارے میں اللہ نے کوئی حجت اور کوئی دلیل نہیں اتاری۔

ایسے نام رکھے ہوئے ہیں اور ان ناموں کی پرستش کرر ہے ہیں اور حقیقت پیچھے کچھ بھی نہیں ارے عزیٰ بڑی چیز ہے، ارے لات بڑی چیز ہے، منات بڑی چیز ہے نام ڈھکوسلا، فریب، نفس پرستی، آباء پرستی،

جہالت، حقیقت پیچھے کچھ بھی نہیں۔

دھوکا فراڈ کا دور

اللہ معاف کرے بسا اوقات آج کل ایسا ہوتا ہے لوگ کسی شخصیت کو، کسی لیڈر کو، کسی وڈیرے کو اور کسی روایتی قسم کی پیر کو اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں ارے کیا سمجھتے ہو حضرت کی کچھ شان ہی ایسی ہے اور ایسے ہیں ویسے ہیں تو مجھے اکثر یہ آیات کریمہ یاد آ جاتی ہے اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ صرف نام رکھے ہوئے، کھوکھلے لوگ حقیقت کچھ بھی نہیں فراڈ، دھوکہ جیسے پردے پر تصور آ جائے اب وہ تصویر اچھل رہی ہے، بھاگ رہی ہے، اٹھ رہی ہے، بیٹھ رہی ہے، کھیل رہی ہے، مر رہی ہے، مار رہی ہے، گردش کر رہی ہے لیکن سب کیا ہے دھوکہ فراڈ حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

(سورۃ النجم آیت ۲۳، پ ۲۸)

یہ لوگ صرف وہم وگمان اور نفس کی خواہشات کے غلام بنے ہوئے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾

(سورۃ النجم آیت ۲۳، پ ۲۸)

حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ گئی

قرآن ہدایت ہے اللہ ک طرف سے ہدایت آ گئی لیکن انسان نفسانی

خواہشات ہیں جس نے انسان کو ہمیشہ سیدھے راستے سے ہٹایا۔ اللہ پاک ہم سب کو صراط مستقیم پر مرتے دم تک جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین ثم آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

صاحب خلق عظیم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن
حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞......آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع وانکساری

۞......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عظیمانہ

۞......آقا صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخلاقِ حسنہ کے جامع

۞......پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں

۞......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پر اللہ کا غضب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ
اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ
بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ
عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾

(سورۃ القلم آیت ۱ تا ۴)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

یہ سورۃ القلم ہے مکی سورۃ ہے اور اس میں ۵۲ آیات ہیں اس سورۃ کا آغاز حروفِ مقطعات میں سے "ن" سے ہوا ہے نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾

قرآن کی متعدد سورتیں ایسی ہیں کہ جن کا آغاز حرف مقطعات سے ہوا ہے۔

حروفِ مقطعات سے کیا مراد ہے؟

ایسے حروف جن کو الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے۔ الٓمٓ، الٓر، حٰمٓ، طٰسٓمٓ، صٓ ان حروف کے کیا معنی ہیں اس کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں زیادہ راجح قول دو نظر آتے ہیں۔

ایک تو ان حضرات کا قول جو یہ فرماتے ہیں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ ان حروف کے صحیح معنی مفہوم اور مراد کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

دوسرا قول ان حضرات کا جو یہ کہتے ہیں کہ ان حروف کے ذریعے حقیقت میں قرآن میں منکرین کو چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ تم قرآن کو انسانی کاوش، انسانی تصنیف اور انسانی کتاب قرار دیتے ہو تو قرآن انہی حروف سے بنا ہے کسی ایسے حروف سے تو نہیں بنا جن سے تم ناآشنا ہو تو اگر محمد ﷺ اُمّی ہونے کے باوجود ان حروف سے ایسی کتاب تیار کر سکتے ہیں تو تم جو اتنے بڑے بڑے شاعر، اتنے بڑے بڑے خطیب اور ادیب ہو تو تم ان حروف سے ایسی کتاب کیوں نہیں تیار کر سکتے۔

دوسرے قول کی دلیل

اس بات کی دلیل ہے کہ ان حروف کے ذریعے قرآن کے منکرین کو چیلنج دیا جاتا ہے تو دلیل اس پر ایک یہ بھی ہے کہ عام طور پر جہاں جہاں سورتوں

کے آغاز میں یہ حروف آئے ہیں وہاں وہاں قران کریم کا ذکر بھی آیا ہے کسی نہ کسی انداز میں آپ سورۃ البقرۃ کو دیکھ لیں:

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

آپ سورۃ آل عمران کو دیکھ لیں

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

(سورۃ آل عمران پ ۳، آیت ۱ تا ۳)

سورۃ الحجر کے شروع میں فرمایا کہ:

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(سورۃ الحجر پ ۱۳، آیت ۱)

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝

(سورۃ ص آیت ۱، پ ۲۳)

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۲، ۱، پ ۱۹)

قرآن کریم کا کھلا چیلنج

عام طور ایسا ہوا کہ جہاں جہاں حرف مقطعات سورتوں کے آغاز میں ہیں تو ان کے متعلق اللہ نے قرآن کی صداقت اور حقانیت کو بیان کیا ہے اسے اس کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے کہ ان حروف کے

ذریعے حقیقت میں قرآن کی صداقت میں شک کرنے والے کو چیلنج دیا گیا ہے۔ اگر قرآن انسانی کاوش اور انسانی کتاب ہے تو قرآن انہی حروف سے تو بنا ہے تم بھی ان حروف سے ایسی کتاب بنا کر دکھادو اور مطالبہ تم سے پوری کتاب بنانے کا نہیں الحمد سے لیکر والناس تک بلکہ تم سے مطالبہ تو یہ ہے کہ قرآن جیسی ایک چھوٹی سی سورۃ ہی بنا کر لے آؤ

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۳، پ ۱)

اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ۔

قرآن کریم کی چھوٹی سے چھوٹی سورہ کوثر ہے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اگر آپ چھوٹے خط میں لکھیں تو یہ سورۃ صرف ایک سطر میں آئے گی اگر میں یوں کہوں قرآن نے یہ چیلنج دیا کہ قرآن جیسی ایک سطر بنا کر دکھادو اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں کسی بھی مصنف نے، کسی بھی زمانے میں چاہے آج کا ہو یا کل کا ہو کبھی پوری انسانیت کو یہ چیلنج نہیں دیا کہ میری کتاب جیسی ایک سطر بنا کر دکھادو۔ کسی نے یہ چیلنج نہیں دیا یہ چیلنج صرف رب العالمین نے دیا ہے جو کہ ماضی کے لوگوں کو بھی جانتا ہے، حال کے لوگوں کو بھی، مستقبل کے لوگوں کو بھی وہ انسانوں کی صلاحیتوں کو بھی جانتا ہے، ذہانتوں کو بھی، خطابتوں کو بھی، ان کی شاعرانہ بلندیوں کو بھی جانتا ہے اور وہ جانتا تھا کہ میرا پیدا کیا ہوا انسان میرے کلام جیسا کلام نہیں بنا

سکتا ان حروف کے ذریعہ یہ چیلنج دیا گیا۔ فرمایا کہ:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝١

قلم کی قسم اور اس چیز کی قسم جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔

اللہ نے قلم کی قسم اٹھا کر قلم کو عزت بخشی ہے قلم علوم و معارف کی حفاظت اور اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی لیے جو پہلی پانچ آیات نازل ہوئیں سورۃ العلق کی اور کہا جا سکتا ہے کہ تقریباً چھ سو سال سے آسمان کا زمین سے اور اللہ کا انسانوں سے جو رابطہ ٹوٹا ہوا تھا وہ رابطہ بحال ہوا، لائن جب صاف ہوئی آسمان سے انسانوں کو جو پہلی کال آئی وہ یہ تھی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥

یہ پانچ آیات تھیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں اور جس ماحول میں نازل ہوئیں وہ ماحول جہالت کا ماحول تھا، ناخواندگی کا ماحول تھا، قلم اور کاغذ کا ماحول نہیں تھا لیکن کیونکہ قرآن تو نازل ہوا تھا قیامت تک کے آنے والے انسانوں کیلئے اور اللہ جانتا تھا آنے والا دور قلم کا دور ہے، کاغذ کا دور ہے، میڈیا کا دور ہے، اخبار کا دور ہے، کتابوں کا دور ہے اس لیے اللہ نے جب پہلی وحی نازل کی اس وحی کے اندر قلم کا ذکر کیا کہ میں نے تمہیں قلم کے ذریعہ سکھایا "الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤" قلم کو عظمت بخشی اللہ نے قلم کی قسم اٹھا

کرا اور مسلمانوں کو متوجہ کیا قلم کی اہمیت کی طرف اور انسان جب کہ جہالت میں سوئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے واقعی قلم کو تھاما، قرآن نازل ہوا، سینوں میں محفوظ بھی ہوا، قلم سے لکھا بھی گیا، احادیث ہمارے آقا ﷺ کی زبان سے ارشاد بھی ہوئیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے یاد بھی کیں، عمل بھی کیا اور قلم سے لکھا بھی اور مسلمانوں نے قلم کے ذریعہ مختلف علوم وفنون کو رواج دیا۔

ہمارا المیہ

لیکن کیسے کہا جائے کہ پھر مسلمان اس قلم سے دست بردار ہو گئے اور قلم پر غیروں کی اجارا داری ہوگئی۔ قلم پر، علوم پر، میڈیا پر، غیروں کی اجارا داری ہوگئی۔ عالمی سطح پر قوت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے یہ تین ذرائع ہیں۔ میڈیا، معیشت اور تجارت اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی، مسلمانوں نے ان تینوں کو ہی ہاتھ سے گنوادیا، ایمان سب سے موثر قوت لیکن ایمان سے بھی محروم ہوکر رہ گئے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں بھی قلم کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا گیا کئی حدیثیں ہیں۔

سب سے پہلے قلم کی تخلیق ہوئی

میں ایک حدیث سناتا ہوں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وصلی اللّٰہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ شيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ الْقَلَمُ

فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے خود سنا کہ نے فرمایا کہ اللہ

نے اپنی مخلوق میں سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ قلم کو پیدا کیا، پھر دوات کو پیدا کیا پھر ان سے قیامت تک جو ہونے والا ہے اللہ نے لکھوا دیا، فرمایا کہ "نٓ وَالْقَلَمِ " قلم کی قسم اور اس چیز کی قسم جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں دو چیزوں کی قسم کھائی قلم اور وہ چیز جو لکھنے والے لکھ رہے ہیں، قلم سے مراد کون سا قلم ہے؟

قلم سے کون سا قلم مراد ہے؟

اکثر حضرات کہتے ہیں اور ہمارا دل بھی اسی کی طرف مائل ہے کہ قلم سے مراد ہر قلم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ قلم مراد ہے جس قلم سے قرآن لکھا گیا وَمَا يَسْطُرُونَ○ اور وہ چیز جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں اس چیز سے مراد قرآن ہے، یہ دو قسمیں کھا کر اللہ پاک نے تین چیزیں بیان فرمائیں۔ یعنی مقسم علیہ جس پر قسم کھائی گئی ہے وہ تین چیزیں ہیں پہلی چیز:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۞

اللہ اکبر! کیا اللہ کا انداز ہے! تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو، اے میرے پیغمبر! اے میرے نبی! اے میرے رسول! اے میرے حبیب! یہ آپ کو دیوانہ کہتے ہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہو اور قسم بھی کس کی، قلم کی قسم اور اس چیز کی قسم جسے لکھنے والے لکھتے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ ایک قول قلم سے مراد وہ قلم جس سے قرآن لکھا جاتا ہے اور جو چیز لکھی جارہی ہے اس سے مراد قران تو گویا

اللہ نے قرآن کی قسم اور قرآن کو لکھنے والے قلم کی قسم کھا کر فرمایا کہ اے میرے نبی! آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں، اللہ اکبر! ظالم، متعصب، معاند، ضدی، جاہل اور بیوقوف لوگ اور جو خود دیوانے تھے وہ اس انسان کو معاذ اللہ! دیوانہ کہتے تھے جو ساری انسانیت کو عقل سکھانے کے لئے آیا تھا ارے عقل اسے آئی جس نے رسول اللہ ﷺ کے دامن کو تھاما اور عقل اسے آئیگی جو حضور ﷺ کی غلامی کو اختیار کرے گا۔

احمق کون؟

جو حضور اکرم ﷺ کی غلامی کو اختیار نہیں کرے گا اور حضور اکرم ﷺ کا دامن نہیں تھامے گا وہ احمق ہے اور وہ حماقت میں مبتلا رہے گا اسے عقل نہیں آسکتی۔

عقل کیا ہے؟

ہم نے عقل نام رکھا ہے دنیا کمانے کا ہم نے عقل نام رکھا ہے چکر دینے کا فراڈ کرنے کا، دھوکا دینے کا، جھوٹ بولنے کا، اسلئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہیں جو حضور ﷺ کے دامن سے وابستہ نہیں اور پھر بھی عقل والے ہیں ارے! یہ عقل نہیں، عقل وہ معتبر ہے جو انسان کو انسانیت کے راستے پر چلائے، ہدایت کے راستہ پر چلائے، جو رحمان تک اس کو پہنچائے، جو اللہ کی رضا تک اس کو پہنچائے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے میرے نبی! یہ آپ کو دیوانہ

کہتے ہیں مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۞ آپ اپنے ربّ کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔

قسم اٹھانے کی ایک اور وجہ

ایک بات عرض کر چکا ہوں کہ بعض اوقات اللہ جو قسم اٹھاتا ہے تو استشہاد کے لئے ، استشہاد کا کیا مطلب ؟ کسی چیز کو گواہ کے طور پر پیش کرنے کے لئے جو دعویٰ کیا جاتا ہے اس دعویٰ پر گواہ اور دلیل کے طور پر اللہ ان چیزوں کو پیش کرتا ہے جن چیزوں کی اللہ قسم کھاتا ہے یہاں اللہ نے دو چیزوں کی قسم کھائی قلم کی قسم اور اس کتاب کی قسم جسے لکھتے ہیں اور فرمایا آپ دیوانہ نہیں ہو، گویا بتلایا کہ قلم بھی اس بات پر گواہ اور یہ کتاب یہ قرآن جسے قلم سے لکھا جاتا ہے یہ بھی اس بات پر گواہ کہ آپ دیوانہ نہیں ہیں، ارے ایسا کلام کیا دیوانے کہہ سکتے ہیں جیسا کلام آمنہ کا بیٹا، عبداللہ کے لال نبی اُمّی محمد رسول اللہ ﷺ اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں؟ یہ کتاب یہ قرآن خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس قرآن کو پیش کرنے والا معاذ اللہ! دیوانہ نہیں ہوسکتا تو قلم اور قران کو گواہ کے طور پر پیش کیا، قسم اٹھا کر فرمایا قلم کی قسم جس کے ذریعے قرآن لکھا جاتا ہے اور جو کچھ لکھتے ہیں اس سے مراد خود قرآن تو گویا کہ قرآن اس بات پر گواہ ہے کہ آپ دیوانے نہیں ہیں ،لیکن میرا ذوق اور میرا دل یہ کہتا ہے واللہ اعلم بالصواب کہ یوں کہا جارہا ہے کہ قلم اس بات کی گواہی دیں گے خواہ دشمنوں ہی کے قلم کیوں نہ ہوں اس

بات کی گواہی دیں گے کہ محمد ﷺ دیوانے نہیں تھے جب یہ مادیت پرست دنیا ادھر ادھر ٹکریں مار کر تھک جائے گی اور بالآخر اس کو مجبوراً آنا پڑے گا محمد ﷺ کے دروازے پر اور تھامنا پڑے گا قرآن کو، یہ دنیا تسلیم کرے گی کہ محمد ﷺ دیوانے نہیں تھے اور بہت سے پہلے تسلیم کرنے والے تسلیم کر بھی چکے، بہت سے اشعار ہیں ایسے دیوان بھرے ہوئے ہیں بلکہ لوگوں نے ایسے شاعروں کے شعر جمع کئے ہیں، جنہوں نے دشمن، مخالف اور ہندو، سکھ، عیسائی ہونے کے باوجود ہمارے رسول ﷺ کی تعریف کی ہے یہ میں نمونے کے طور پر سنا رہا ہوں کنور مہندر سنگھ دیوی اس کا مشہور شعر ہے۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارا تو نہیں

صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

اور اسی طریقے سے فراق گورکھپوری کہتا ہے

معلوم ہے تم کو کچھ محمد کا مقا نہیں

تو جو غیر متعصب تھے انہوں غیر مسلم ہونے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا اعتراف کیا چنانچہ کتابیں بھری ہوئی ہیں اس سے جو مختلف حضرات نے غیر مسلموں کے اقوال و اشعار حضور ﷺ کے بارے میں جمع کئے اللہ اکبر! نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① قلم کی قسم اور اس چیز کی قسم جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں تین چیزوں پر قسم کھائی پہلی چیز مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ تم اپنے رب کے فضل سے مجنون اور دیوانے

نہیں ہیں وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ○ اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی نہ ختم ہونے والا ہے، ہمیشہ اجر جاری رہے گا اس لئے کہ حضور ﷺ کے آنے کے بعد دنیا میں جو آخری کلمہ پڑھنے والا آخری انسان ہے اس کے کلمے پڑھنے کا ثواب بھی میرے آقا ﷺ کے نامہ اعمال میں لکھا جا رہا ہے اجر و ثواب کی کوئی انتہا نہیں، اللہ کی قسم! کتنوں کو کس طریقے سے لگا دیا اللہ کی راہ پر، خدا شناسی کی راہ پر، معرفت ربانی کی راہ پر، محبت الٰہی کی راہ پر اور انسانیت کی راہ پر۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ○ اور بیشک آپ کے لئے اجر ہے جو کبھی نہ ختم ہونے والا ہے

مرتبہ خُلقِ عظیم

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ○

اور بے شک آپ ﷺ بڑے اخلاق کے مرتبے پر ہیں

اللہ اکبر! ارے! یہ کون گواہی دے رہا ہے رب العالمین اس گواہی کی قدر و قیمت تو وہ جان سکتا ہے جو رب العالمین کے مقام کو جانتا ہے۔

اللہ کی گواہی اور اس کا مرتبہ

اللہ اکبر! ہم اس گواہی کی قدر و قیمت کو نہیں جانتے ارے مجھے کسی نے شاباش دے دی میرے کسی بزرگ استاد نے، قابل نیک استاد نے اچھا کہہ دیا ایک انسان ہے ہمارے جیسا انسان لیکن میں پھولے نہیں سماتا میرے

استاد نے میری تعریف کر دی لیکن دوسرا جو استاد کے مقام کو نہیں جانتا اس کی نظر میں اس شاباش اور تعریف کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے لیکن یہ تو ایک انسان ہے اس دور کا انسان جو غلطی بھی کر سکتا ہے، جو گناہ بھی کر سکتا ہے اور یہاں شاباش کون دے رہا ہے؟ اور یہ سند کون دے رہا ہے؟ اور یہ سرٹیفکیٹ کون دے رہا ہے؟ رب العالمین گواہی دے رہا ہے، گواہی دیتا ہوں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ○

آقا ﷺ کی تواضع وانکساری

اور میں تو کہتا ہوں کتنا بڑا ظرف تھا، کتنا بڑا حوصلہ تھا میرے آقا ﷺ کا کتنی بڑی ذات نے اتنی بڑی تعریف کر دی لیکن حضور ﷺ کی شخصیت اور آپ کے احوال پر کوئی اثر نہیں پڑا ایسا نہیں کہ آپ آپے سے باہر ہو گئے ہوں کہ اتنی بڑی تعریف کر دی ہے، نہیں بلکہ جتنی بڑی تعریف کی گئی اتنی ہی زیادہ اور تواضع آپ نے اختیار فرمائی وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ○ اور بے شک آپ بڑے اخلاق کے مرتبے پر تھے۔

آپ ﷺ کے اخلاق عظیمانہ

آپ کے اخلاق کیا تھے۔ مسلم اور ابو داؤد میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا حضور ﷺ کے اخلاق کے بارے میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور یہ جواب وہ ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی دے سکتی ہیں دوسرا نہیں دے سکتا۔ چھوٹی عمر تھی لیکن ذہانت، ذکاوت اور معاملہ فہمی اور

بصیرت اور ایمانی نور بے پناہ تھا، ایسے ہی تو نہیں انتخاب کیا حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بلکہ اللہ نے انتخاب کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے لئے۔ بخاری کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ کے لئے اللہ نے خود انتخاب فرمایا لیکن اہل باطل نے اور شہوت کے بھوکوں نے یہ کہا کہ معاذ اللہ! حضور ﷺ شہوت پرست تھے۔ ارے! شہوت پرست کیا وہ ہوتے ہیں جو قدرت کے باوجود اپنی ساری زندگی بیواؤں کے ساتھ گذار دیں، مطلقہ کے ساتھ گزار دیں؟ اور جب بڑھاپا آئے، تو ایک باکرہ سے نو عمر لڑکی سے نکاح کر لیں؟ نہیں! اب ضرورت تھی اس عمر کے اس دور میں ایک ایسی زوجہ کی جس کو اللہ نے بے مثال حافظہ عطا کیا ہو، نظر عطا کی ہو، بصیرت عطا کی ہو تا کہ وہ گھر کی زندگی امت کے لئے محفوظ کر لے چنانچہ اس حکمت کے تحت ہمارے آقا ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا اللہ اکبر حقیقت میں اس کو کہتے ہیں دریا کوزہ میں دریا کو کوزہ میں بند کر دینا فرمایا:

''كَانَ خُلُقُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ''

ارے حضور ﷺ کے اخلاق جاننا چاہتے ہو تو قرآن پڑھ لو اللہ اکبر! حضور ﷺ کے اخلاق کیا ہیں؟ یہ قرآن ہی تو حضور ﷺ کے اخلاق ہیں یہ حضور ﷺ کی سیرت ہے جو کچھ قرآن کے اندر قال کی شکل میں ہے وہ سب

کچھ حضور ﷺ کی زندگی میں حال کی شکل میں ہے۔

قرآن دو ہیں

اسی لئے بعض کہنے والوں نے کہا کہ قرآن حقیقت میں ایک نہیں ہے قرآن دو ہیں ایک قرآن وہ ہے جو تیس پاروں میں محفوظ ہے اور ایک قرآن وہ ہے جو مکہ مدینہ میں طائف اور حدیبیہ میں چلتا پھرتا دکھائی دیتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ چلتا پھرتا قرآن تھے اور اسی لئے ہم کہتے ہیں یہ تیس پاروں والا قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک کہ مکہ اور مدینہ میں چلتے پھرتے قرآن کو بیچ میں واسطہ نہ بنایا جائے نماز کیسے پڑھتے ہیں، زکوٰۃ کیسے دیتے ہیں، حج کیسے کرنا ہے؟ جہاد کیسے کرنا ہے؟ یہ سب از خود سمجھ نہیں آئے گا، جب تک کہ حضور ﷺ سے سوال نہ کیا جائے اور آپ کو واسطہ نہ بنایا جائے تو سیدہ نے جواب دیا ارے! حضور ﷺ کے اخلاق، حضور ﷺ کی سیرت وہ قرآن ہے۔

آپ ﷺ کی تربیت خود اللہ نے فرمائی

دادا نے کفالت میں لیا دادا بھی فوت ہو گئے، ابوطالب نے کفالت میں لے لیا لیکن ابوطالب تو خود پریشان حال ہیں، کیا کفالت کریں گے۔ حضور اکرم ﷺ خود بکریاں چراتے اپنا پیٹ بھی بھرتے اور چچا کی مدد بھی کرتے۔ ابھی چھوٹے تھے والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ کہنے والوں نے کہا اور نقشہ نکالنے والوں نے بیان کیا کہ ابا پرورش کرتے یا اماں تربیت کرتیں تو

لوگ کہتے ماں باپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ اللہ نہیں چاہتے تھے کہ میرے محمد ﷺ کی تعریف، میرے محمد ﷺ کے اخلاق اور اوصاف کی نسبت ماں باپ کی طرف کی جائے۔ اللہ چاہتے تھے کہ میرے محمد ﷺ میرے بندے کی تعریف جو کی جائے اس کی نسبت خود اللہ کی طرف کی جائے کہ محمد ﷺ کو جو کمالات دیئے وہ اللہ نے دیئے۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میری تربیت میرے رب نے کی ہے اور بہت اچھی تربیت کی ہے۔ اور کیسی تربیت کی ہے، کیسے اخلاق عطا کئے۔

آپ ﷺ تمام اخلاق حسنہ کے جامع

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر جتنے انبیاء کو جو جو اخلاق عطا کئے گئے تھے وہ سارے کے سارے اخلاق اللہ نے محمد ﷺ کو عطا فرما دیئے۔ اور اسی لئے کہنے والے نے کہا بجا طور پر کہا اللہ اکبر!

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اے محمد ﷺ اللہ نے آپ کو یوسف علیہ السلام کا حسن بھی عطا کیا، عیسیٰ علیہ السلام کا دم بھی عطا کیا، موسیٰ علیہ السلام کا یدِ بیضاء بھی عطا کیا، مختصر یہ کہ جتنے حسینوں کو حسن کے جتنے انداز دیئے تھے وہ سارے انداز اے حبیب اللہ نے آپ کو عطا فرما دیئے۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (حسن کے حسینوں کو جتنے انداز دیئے وہ سارے کے سارے انداز اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرما دیئے)۔

چنانچہ کتابوں میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ، حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ کا ذکر ہے، خود قرآن میں ساڑھے نوسو سال ان کی تبلیغ کا ذکر ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بت شکن تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت بڑے مجاہد تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قناعت وزہد کی انتہا نہیں تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے عظیم بادشاہی عطا کی، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر بے مثال، حضرت یونس علیہ السلام خوب گریہ وزاری کرنے والے، حضرت داؤد علیہ السلام حمد وثنا کرنے والے ایسی حمد ثنا کرتے تھے کہ پہاڑ اور پرندے بھی حمد وثنا کرنے لگتے، حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا خود قرآن نے ذکر کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا توکل ایسا حیران کن کہ بیٹا کھو گیا سالہا سال گزر گئے لیکن مایوس نہیں ہوئے لیکن جب ہم اپنے آقا ﷺ کی سیرت کو دیکھتے ہیں تو واللہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی ملتی ہے، نوح علیہ السلام کی تبلیغ کا جوش بھی ملتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ولولہ توحید بھی ملتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش جہاد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع، حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی گریہ وزاری رونا دھونا، حضرت یوسف علیہ السلام جیسی عزت وعظمت اور حضرت یعقوب علیہ السلام جیسا توکل اور اعتماد جب ہم دیکھتے ہیں تو بجا طور پر یہ شعر آپ پر صادق آتا ہے۔

حسن یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

کتنے حسینوں کو اور کتنے صلحاء کو، کتنے انبیاء کو جو اعلیٰ اوصاف اور اخلاق عطا کئے گئے وہ سارے کے سارے اللہ نے ہمارے آقا ﷺ کو عطا فرما دیئے۔

آقا ﷺ کی خوبیاں

حیاء کو دیکھیں تو حیاء کا یہ عالم ہے، بخاری کی روایت ہے کہ فرمایا، جتنا ایک بن بیاہی پردے کے اندر رہتے ہوئے حیاء کرتی ہے حضور اکرم ﷺ اس سے بھی زیادہ حیاء کرنے والے تھے، غصے کو پی جانے کا یہ عالم تھا کہ طائف میں پتھروں سے زخمی ہوئے فرشتے پیشکش کرتے رہے اجازت دیجئے آپ کے دشمنوں کو پیس ڈالیں، فرمایا نہیں نہیں! ان کے لئے عذاب نہیں مانگتا میں، ان کے لئے ہدایت مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

آقا ﷺ کی قناعت

قناعت کا یہ حال ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی ہے کہ میرے آقا ﷺ نے زندگی کا ایک دن بھی ایسا نہیں دیکھا کہ دن میں دو دفعہ پیٹ بھر کر تیل کے ساتھ روٹی کھائی ہو لیکن اس کے باوجود اپنی غربت کا کسی کے سامنے ذکر نہیں کیا، ایک چاند سے دوسرے چاند تک بعض اوقات پورا پورا مہینہ گزر جاتا، لیکن گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، قناعت کا یہ عالم ہے، لوگوں کو قناعت کا سبق دیا لیکن خود قناعت پر عمل کر کے دکھایا۔ غزوۂ خندق کے

موقعہ پر کھدائی ہو رہی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پریشان ہو کر عرض کیا، "یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے کمر کو سیدھا رکھنے کے لئے ہم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے ہیں" فرمایا کہ میں اپنا راز تو فاش نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مت سمجھنا کہ میں ایسا قائد ہوں کہ عوام تو بھوکے مرتے رہیں اور میں پیٹ بھر کر کھاتا رہوں تم نے کمر سیدھی رکھنے کے لئے ایک پتھر باندھا ہے، میں نے دو پتھر باندھے ہیں۔

محبت کا عالم

اللہ اکبر! محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص یہ محسوس کرتا کہ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ ارے انسان تو انسان پتھروں سے بھی محبت۔ پہاڑوں سے بھی محبت حضور اکرم ﷺ نے اُحد کے کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت رکھتے ہیں، اللہ اکبر! جانوروں سے محبت اور یہ محبت یکطرفہ نہیں تھی دو طرفہ تھی۔ آپ کی سواری آپ سے محبت کرتی تھی اور آپ اپنی سواری سے محبت فرماتے تھے اور محبت بھی ایسی کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو ایک روایت کے مطابق آپ کی سواری آپ کا صدمہ برداشت نہ کر سکی اور مرگئی۔ محبت کرنے والے وفا کو دیکھیں کہ مکہ فتح ہوا مکہ تشریف لائے انصار مدینہ ساتھ تھے سارے مدینہ کو خیال ہوا کہ مکہ حضور اکرم ﷺ کا وطن ہے اور اب فتح ہو گیا ہے اب پتا نہیں کہ حضور ﷺ مدینہ واپس جائیں گے کہ نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انصار

مدینہ! پریشان مت ہو میں وفا کرنے والا نبی ہوں بے وفائی نہیں کروں گا، میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے میری موت بھی تمہارے ساتھ ہے میری قبر مکہ میں نہیں بنے گی مدینہ میں بنے گی۔ اللہ اکبر! اللہ نے مدینہ کو بھی شرف عطا فرما دیا مکہ میں کعبہ اور مدینے میں روضہ رسول اکرم ﷺ اللہ نے شرف عطا فرما دیا۔ وفا کرنے والا نبی۔

آپ ﷺ کی تواضع اور انکساری

تواضع کا یہ عالم آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتا ہوں اور غلاموں کے ساتھ چلتا ہوں اور یہ دعا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ

اے اللہ! جب تک زندہ رکھے اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھنا مارنا تو مسکینی کی حالت میں مارنا، اے اللہ! قیامت کے دن مجھے اٹھانا تو مسکینوں کے ساتھ اٹھانا۔

کتنی بڑی بات ہے قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ اکڑی ہوئی گردنوں کے ساتھ نہیں اٹھائے جائیں گے، حضور اکرم ﷺ جھکی ہوئی گردنوں کے ساتھ اٹھیں گے، سخاوت کا یہ عالم کہ آپ کی زبان پر کبھی کسی سائل کو دیکھ کر "لا" کا لفظ نہیں آیا، نہیں دوں گا، ایسا نہیں ہوا۔

عفوودرگزر کا عالم

عفو و درگزر کا یہ حال کہ آپ جانتے ہیں فتح مکہ کے موقع پر وہی جو کل خون کے پیاسے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گلیوں میں گھسیٹنے والے اور کسی کو آگ پر تڑپانے والے، اور حضور ﷺ کی بیٹیوں کو طلاقیں دلوانے والے، لیکن جب وہ سامنے آتے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

اِذْهَبُوْا وَ اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

جاؤ تم آزاد ہو میں نے تم کو معاف کر دیا۔

میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

کون سا خلق ہے جو حضور اکرم ﷺ میں نہیں پایا جاتا تھا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ○ بیشک آپ اخلاق کے بڑے درجے پر ہیں۔

اپنے محاسبہ کی ضرورت

اور یہاں میں متوجہ کروں گا تاکہ آپ صرف حضور اکرم ﷺ کے اخلاق سن کر اور ایسے ہی خوش ہو کر نہ چلے جائیں بلکہ اپنا محاسبہ کر کے اٹھیں کہ یہ اخلاق تھے حضور اکرم ﷺ کے لیکن آج ہمارے اخلاق کیا ہیں؟

حسن اخلاق کی فضیلت

حضور اکرم ﷺ کے صرف اخلاق ہی اچھے نہیں تھے بلکہ حضور ﷺ نے

اخلاق کی بڑی فضیلت بیان بھی فرمائی فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کے نامہ اعمال میں سب سے وزنی اور بھاری چیز اچھے اخلاق ہوں گے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" تم میں سے سب سے زیادہ اور کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں، آج کونسی بد اخلاقی ہے جو ہمارے اندر نہیں پائی جاتی، جھوٹ، منافقت، بے وفائی، وعدہ خلافی، فریب، تکبر، اور حرص و حوس، بغض، حسد، الغرض کون سے برائی ہے کون سی بد خلقی ہے جو ہمارے اندر نہیں پائی جاتی۔

ہدایت یافتہ اور گمراہ کون؟

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ اور بیشک آپ بڑے اخلاق کے مرتبہ پر ہیں۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ تم بھی دیکھ لوگے اور یہ بھی دیکھ لیں گے۔

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ تم میں سے کون گمراہی میں مبتلا ہے پتا چل جائے گا،

عنقریب پتا چل جائے گا کس کو جنون ہے کس کو دیوانگی ہے، ابو جہل دیوانہ ہے یا میرے حبیب دیوانے ہیں؟ پتا چل جائے گا اور تاریخ نے اس بات کی گواہی دی کہ ابولہب دیوانا تھا، ابوجہل دیوانا تھا، ہمارے آقا ﷺ دیوانے نہیں تھے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے اس کو جو تیرے راستے سے گمراہ ہو گیا بھٹک گیا

وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ○ : اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔

فَلَا تُطِعِ الۡمُكَذِّبِيۡنَ○: اطاعت نہ کیجئے جھٹلانے والوں کی۔

وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَيُدۡهِنُوۡنَ○

یہ چاہتے ہیں کہ تم کچھ مداہنت اختیار کرو تو وہ بھی مداہنت اختیار کرلیں۔

مداہنت کیا ہے؟

اپنے عقیدے، اپنے نظریئے، اپنے موقف میں لچک اور کمزوری ظاہر کرنا، بظاہر تو مشرکین بڑی پختگی ظاہر کرتے تھے لیکن اندر سے ہل چکے تھے، سودے بازی پر آمادہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف وفد بھیجے، کچھ لو کچھ دو کی بنیاد پر معاہدہ کرلیجئے۔ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی عبادت کرلیں ایک سال ہم آپ کے خدا کی عبادت کرلیا کریں گے۔ کہانہیں! آگ اور پانی، ایمان اور کفر، توحید اور شرک یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ① لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ② وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ③

یہ معاہدہ نہیں ہوسکتا ہے اس بارے میں کوئی لچک نہیں دکھائی جاسکتی۔

آقا ﷺ کی بے مثال استقامت

ابوطالب کے پاس آئے کہ سمجھاؤ، بار بار آئے اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ۔ آخر ایک دن ابوطالب بھی اندر سے ہل گئے۔ حضور اکرم ﷺ کو بلایا کہا بیٹے!

مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ حضور اکرم ﷺ سمجھ گئے کہ آج چچا بھی ساتھ چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ روتے ہوئے مجلس سے اٹھے، ایک طرف تو رو پڑے کہ آج چچا بھی ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ مگر دوسری طرف موقف کی مضبوطی کا یہ عالم کہ فرمایا: چچا! اگر یہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو بھی دعوت سے باز آنے والا نہیں ہوں۔ یا تو اللہ اس دعوت کو چمکا دے یا پھر اللہ میری جان کو قربان کر دے، لیکن میں اپنی دعوت سے باز نہیں آؤں گا۔ فرمایا کہ وَدُّوْا وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کچھ مداہنت اختیار کرو تو وہ بھی مداہنت اختیار کر لیں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ○: اور ایسے شخص کی ہرگز بات نہ ماننا۔

ایسے شخص کے سامنے ہرگز نہ جھکنا جس کے اندر یہ صفات پائی جاتی ہیں۔ دس صفات بیان فرمائیں۔

حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں پر اللہ کا غضب

اللہ اکبر! حد ہے، اللہ کے غضب کی حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں پر، آپ سنیں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ وہ اللہ، وہ رحمٰن لیکن حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں پر ایسی سنگ باری کی اور ایسے ایسے الزامات جو ان کے اندر پائے جاتے تھے، اللہ نے کھول کھول کر بیان کر دیئے۔ فرمایا کہ ان کی اطاعت نہ کرنا، جن کے اندر یہ صفات پائی جاتی ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ولید بن مغیر کے بارے میں ہے کہ ولید بن مغیرہ حضور اکرم ﷺ کا کٹر دشمن

لیکن اگر ولید بن مغیرہ کے اندر یہ صفات پائی جاتی تھیں اور اس کی وجہ سے اس پر سنگ باری کی گئی تو ہمیں ان صفات سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ ان سے ہمیں بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا کہ ایسے شخص کے سامنے جھکاؤ اختیار نہ کریں، جو حلّاف یعنی بہت قسمیں اٹھانے والا ہے، بات بات پر قسم زیادہ قسمیں اٹھانا جھوٹا ہونے کی علامت ہے، زیادہ قسمیں اٹھانا یہ اللہ پاک کے نام کی بے حرمتی ہے۔ لہٰذا قسم بلا ضرورت نہ کھائی جائے۔ اور اگر کھائی جائے تو سچی قسم جھوٹی قسم نہیں۔ مَّهِينٍ بے وقعت ہے ذلیل ہے۔ هَمَّازٍ طعنے دیتا ہے مَّشَّآءٍ چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ بھلائی سے روکتا ہے۔ مُعْتَدٍ ظلم میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ اَثِيْمٍ بداعمال ہے۔ عُتُلٍّ جفا کار ہے، سخت مزاج یاد رکھئے کہ مزاج کی سختی کو بھی نرمی میں تبدیل کیجئے۔ جفا کاری اللہ کو پسند نہیں ہے۔

صحاح ستہ میں روایت ہے کہ حارثہ بن وہب کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ میں تم کو جنت والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ کون لوگ جائیں گے جنت میں۔ ضَعِيْفٌ کمزور جنہیں کمزور اور حقیر سمجھا جاتا ہے اور فرمایا لَوْ اَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَاَبَرَّ اللہ کے ہاں ان کا مقام ایسا ہے کہ اگر وہ قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ میں تم کو دوزخیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں، کون لوگ دوزخ میں جائیں گے كُلُّ عُتُلٍّ جَبَّارٌ مُتَكَبِّرٌ وہ شخص جو جفا کار ہے اور بخیل

ہے اور متکبر ہے یہ جائیں گے جہنم میں۔ اللہ پاک ہمیں ان سے بچائے۔

بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ○ ان سب کے علاوہ بداصل بھی ہے۔

نسب بھی ثابت نہیں اور تکبر کیوں کرتا ہے، اکڑتا کیوں ہے، میرے نبی کو گالیاں کیوں دیتا ہے۔

أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٤﴾

اس بناء پر کہ وہ مال اور اولاد والا ہے

مال اور بیٹوں پر فخر کرنا یہ جاہلین اور مشرکوں کی عادت ہے۔ مسلمین اور مومنین کی عادت نہیں ہے۔

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾

جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے اگلے وقتوں کے افسانے ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾

اس کی ناک پر عنقریب داغ لگا دیں گے۔

خرطوم ویسے تو ہاتھی کی سونڈھ کو کہتے ہیں لیکن یہاں پر ناک مراد ہے۔ ہم اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے۔

گستاخِ رسول ذلیل ہو کر رہتا ہے

مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیں گے اور آخرت میں

بھی ذلیل کر دیں گے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ہر دشمن ذلیل ہو کر رہا، یہ ماضی کی بات ہے اور یقین جانیں ہمارا ایمان ہے۔ مستقبل میں بھی اور حال میں بھی جو حضور اکرم ﷺ کا دشمن ہے وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔ حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی انسانیت کے ساتھ دشمنی ہے۔ یہ اخلاق حسنہ کے ساتھ دشمنی ہے۔ تو فرمایا کہ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ○ ہم اس کی سونڈ پر داغ لگا دیں گے یعنی ہم اس کو دنیا میں بھی ذلیل کریں گے اور آخرت میں بھی ذلیل کریں گے، لیکن خاص طور پر بھی واقعہ ایسا ہوا کہ غزوۂ بدر میں ولید بن مغیرہ کی ناک پر تلوار کا زخم لگ گیا تو ظاہری طور پر بھی داغ لگ گیا اور ویسے بھی اللہ نے دنیا میں اس کو رسوا فرمایا، آخرت میں بھی رسوا فرمایا اللہ مجھے اور آپ سب کو حضور اکرم ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ

(حصہ اول)

ازافادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ

- ......آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا تین باتوں پر بیعت لینا۔
- ......مشرکینِ عرب کا سب سے سنگین گناہ کیا تھا؟
- ......اعمال میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟
- ......پہلی آیت میں مذکورہ پانچ وصیتوں کا تفصیلی بیان۔
- ......شرک کی اقسام اور ان کی شناعت۔
- ......مسلمان کے خون کی حرمت احادیث کی روشنی میں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ ط

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ط ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ ۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

میرے قابلِ احترام بزرگو، دوستو، بھائیو! سورۂ انعام کی یہ آیات بہت اہم آیات ہیں، ان کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک روایت میں فرمایا۔

مَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّنۡظُرَ اِلٰی وَصِیَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ

وَسَلَّمَ عَلَيْهَا خَاتَمُهُ فَلْيَقْرَأْ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ

ترجمہ: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا کوئی ایسا وصیت نامہ دیکھے، جس پر آپ کی مہر ہو تو اُسے چاہئے کہ یہ آیات پڑھے۔

یہ ایسا وصیت نامہ ہے، جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مہر لگی ہوئی ہے گویا کہ اس کے حضور ﷺ کا وصیت نامہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

تین آیتوں پر بیعت

اسی طریقے سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا؛

اَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلٰى ثَلَاثٍ

تم میں سے کون ہے جو میرے ہاتھ پر ان تین آیتوں پر بیعت کرے؟

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ نے یہ آیات پڑھیں ان آیات کے پڑھنے کے بعد فرمایا: کہ جو شخص ان آیات میں دیئے گئے احکام کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان احکام میں کچھ کمی کی، پورا پورا عمل نہ کرسکا، تو اللہ نے اگر اس کو دنیا میں سزا دی تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس کا معاملہ اللہ پاک نے آخرت کے حوالے کر دیا، دنیا میں اس کو سزا نہ دی گئی تو آخرت میں اللہ کی مرضی ہے چاہے تو اس کو عذاب دے اور چاہے تو اس کو معاف کر دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی، ان کو ان تین آیات پر بیعت

کرنے کی ترغیب دی اور ہمیں بھی ترغیب دی کہ ان تین آیات پر عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہوئے ان کو اہمیت دو۔

آیاتِ محکمات کون سی ہیں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے سورۃ آل عمران میں جو فرمایا: ''قرآن کی بعض آیات محکمات ہیں اور بعض متشابہات ہیں''۔

تو فرماتے ہیں کہ محکمات سے مراد یہ آیات ہیں اور فرمایا کہ ان کے اندر اللہ نے جن احکام کا ذکر کیا ہے ان احکام پر ساری شریعتیں متفق ہیں۔ گویا کہ یہ دس احکام ایسے ہیں جو صرف قرآن میں نہیں بلکہ تورات میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ہیں۔

تو بھئی! ہم بھی ان کا درس اور مطالعہ کرنے سے پہلے دل میں نیت کر لیں کہ ان شاء اللہ ہم حضور اکرم ﷺ کے اس وصیت نامے پر دل و جان سے عمل کریں گے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

سب سے پہلی وصیت

چنانچہ فرمایا کہ

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ تم پر تمہارے رب نے کس چیز کو حرام کیا ہے؟ تو فرمایا

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا : کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ ۸)

یہ سب سے پہلی وصیت اور سب سے پہلا حکم ہے، چنانچہ آپ جانتے ہیں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، شرک کو اللہ نے قرآن کریم میں "ظلم عظیم" قرار دیا ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ : بے شک شرک بہت بڑا جرم ہے۔

اللہ نے شرک کے بارے میں فرمایا ہے؛

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ

جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

مشرکینِ عرب کا سنگین گناہ

اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مشرکین عرب اپنے طریقے کے مطابق نماز بھی پڑھتے تھے، صدقہ خیرات بھی کرتے تھے، حج بھی کرتے تھے، حاجیوں کی خدمت و میزبانی بھی کرتے تھے، اعتکاف بھی کرتے تھے، تمام باتیں احادیث سے ثابت ہوتی ہیں یہ سب نیک اعمال کرتے تھے لیکن چونکہ شرک کرتے تھے، تو اللہ پاک نے ان کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں کی، تو بھئی! شرک کے ساتھ بڑے سے بڑا عمل بھی مردود ہو جاتا ہے حج بھی مردود، نماز بھی مردود، صدقہ خیرات بھی مردود کر دیا جاتا ہے، اگر کوئی

عبادت کے ساتھ ساتھ شرک کا بھی ارتکاب کرے۔ تو کوئی عبادت قابلِ قبول نہیں ہوتی تو پہلا حکم یہ دیا

اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

شرک کی قسمیں

میرے بھائیو! اور بہنو! ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا شرک کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ شرک جلی

۲۔ شرک خفی

ایک اعلانیہ شرک کہ غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کرتا ہے ہے، غیر اللہ سے دعائیں مانگتا ہے اور اولاد مانگتا ہے، رزق مانگتا ہے، غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، یہ تو شرک جلی ہو گیا۔ اور "شرک خفی" کیا ہے؟ ریا کاری اور دکھاوا، نیک عمل کرتا ہے مگر اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں بلکہ انسانوں کو دکھانے کے لئے کرتا ہے۔

سب سے زیادہ شرکِ خفی کا ڈر

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تم پر سب سے زیادہ شرک خفی کا ڈر ہے، بڑے بڑے لوگ بھی شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ریا کے شرک میں، دکھاوے کے شرک میں، دکھاوے کے لئے عمل میں تو شرک جلی سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور شرک خفی سے بھی بچنے کی کوشش

فرمائیں، لہٰذا اپنی تمام عبادات و اعمال میں اخلاص للّٰہیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال پہلا حکم شرک کی ممانعت کا ہے۔

دوسری وصیت

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا: والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو،

والدین کیساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ قرآن کریم میں کئی جگہ اللہ پاک نے ان دو چیزوں کو اکھٹے ذکر کیا ہے۔ یعنی اپنی عبادت کو اور والدین کی خدمت و اطاعت کو اللہ نے اکھٹے ذکر کیا ہے، کئی جگہ ایسا ہوا، چنانچہ پہلے پارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

(سورۃ البقرہ آیت ۸۳، پ ۱)

اللہ نے سورۂ اسراء میں فرمایا۔

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ

(سورۃ الاسراء آیت، ۲۳، پ، ۱۵)

اللہ نے یہاں فرمایا

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ

(سورۃ الانعام آیت، ۱۵۱، پ، ۸)

اس سے والدین کی خدمت و اطاعت کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کی خدمت

کا ذکر کیا ہے اور والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور والدین کیساتھ حسن سلوک کرنا اعمال میں سے افضل ترین عمل ہے۔

سب سے افضل عمل

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا اپنے وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے سوال کیا ثُمَّ اَیٌّ پھر کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔ والدین کیساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے سوال کیا ثُمَّ اَیٌّ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَلْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللہِ اللہ کے راستے میں قتال کرنا۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں لوگو! تم اپنے والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی اور ایک بات اور بھی فرمائی، مردوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مردو! تم پاک دامنی اختیار کرو تو تمہاری عورتیں بھی پاک دامنی اختیار کریں گی۔ اگر مرد ہی پاک دامن نہیں ہے اس کی نظر بھٹکتی رہتی ہے، اس کی زبان بہکتی رہتی ہے پھر وہ کیسے توقع رکھتا ہے کہ اس کے گھر

میں عفت وعصمت کا راج ہوگا اس کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود گندگی میں ملوث ہے، وہ دوسرے کی بہن، بیٹی کے بارے میں غلط جذبات رکھتا ہے یا غلط تعلقات قائم کرتا ہے تو وہ اس بات سے بے خوف نہ ہو کہ اس کی بہن بیٹی کیساتھ بھی کوئی غلط تعلقات رکھ سکتا ہے اور ایسی چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں کہ اگر یہ بدبخت اس کی بہن پر نظر رکھے ہوئے ہے تو وہ اس کی بہن پر نظر رکھے ہوئے ہے معاذ اللہ!

تو فرمایا کہ تم عفت و پاکدامنی کو اختیار کرو، تمہاری عورتیں پھر عفیف رہیں گی، پاکدامن رہیں گی اور تم اپنے والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو تو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے۔

والدین کی خدمت میں رکاوٹ نہ بنیں

اور درس میں شرکت کرنے والی اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے بھی درخواست کروں گا کہ اگر ان کے شوہر اپنے والدین کی خدمت کرنا چاہیں تو خدارا! اس میں رکاوٹ نہ بنا کریں، بعض ایسے واقعات بھی میرے علم میں آتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں ہم والدین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن بیویاں رکاوٹ بنتی ہیں۔ ابھی پرسوں ہی ایک ساتھی کہہ رہے تھے والد کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اسی سال کا بوڑھا ہے مگر بیوی کہتی ہے کہ اگر باپ کو گھر میں رکھو گے تو مجھے نکالنا ہوگا۔ ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں۔ تو

رکاوٹ نہ بنیں میری بہنیں! اس میں رکاوٹ پیدا نہ کریں، والدین کا حق ہے حتی کہ اگر والدین مشرک ہوں، کافر ہوں، فاسق و فاجر ہوں، بے نمازی ہوں تب بھی ان کے حقوق ہیں، ان کے ساتھ صلہ رحمی ہمیں کرنی ہے۔ ہمیں اسلام نے اس کا حکم دیا ہے

تو فرمایا کہ۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً: والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو

اللہ ہمیں ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

تیسری وصیت

تیسرا حکم فرمایا کہ

وَلَا تَقْتُلُوٓا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ ط: اپنی اولاد کو فقر کی وجہ سے قتل نہ کرو

پہلے بھی آپ سن چکے اہل عرب اور دوسرے لوگ بھی دو وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے۔ بعض لوگ تو قتل کرتے تھے عار کی وجہ سے، جھوٹی غیرت کی وجہ سے میری بیٹی کسی کی بیوی بنے گی، یہ جھوٹی غیرت ان پر چھا جاتی تھی اور بعض لوگ تو قتل کرتے تھے فقر و فاقہ کی وجہ سے، اس کو کہاں سے کما کر کھلاؤں گا، بیٹا تو کمائے گا، بیٹا تو میرے کام آئے گا لیکن یہ تو مجھ پر بوجھ بن جائے گی۔ لہذا بہتر یہ کہ اس کو بوجھ بننے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔

تو اللہ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو فقر کی وجہ سے قتل نہ کرو۔ سورہ انعام میں فرمایا کہ فقر کی وجہ سے قتل نہ کرو اور سورۂ اسراء میں فرمایا۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ

اندیشۂ فقر کی وجہ سے بھی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

بھئی! دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ آدمی واقعی اس وقت فقیر اور غریب ہے، اللہ فرماتے ہیں واقعی غریب ہو، تو بھی قتل نہ کرو اور ایک یہ کہ اس کو غریب ہونے کا ڈر ہے زیادہ بچے ہو گئے تو میں تو غریب ہو جاؤں گا، اتنوں کی پرورش کرنی پڑے گی۔ تو اللہ نے فرمایا کہ اگر فقر و غربت کا ڈر ہو، تو بھی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، یہ قتل کرنا حرام ہے اور جان لیجئے! جیسے ولادت کے بعد قتل کرنا حرام ہے اگر حمل میں جان پڑ گئی ہو تو ایسی صورت میں بھی قتل کرنا حرام ہے۔ ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں، حمل ضائع کرا دیا گیا جان پڑ چکی ہے یہ بھی قتل ہے اور اللہ نے اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

یہ جو خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک ہے اس کے متعلق بھی سن لیجئے! اگر کوئی میاں بیوی بیماری کی وجہ سے یا تربیت کا حق نہ ادا کر سکنے کی وجہ سے اور بیوی کی ہمت نہ ہونے یعنی بہت کمزوری کی وجہ سے اولاد میں وقفہ کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے، اولاد کم پیدا کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ یاد رکھیئے! زیادہ بچے پیدا کرنا فرض اور واجب نہیں ہے۔ یہ بھی جان لیجئے! اس میں شک نہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فانی مکاثر بکم الامم

ایسی عوتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والی، بچے پیدا کرنے والی ہوں، اس لئے کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کی کثرت پر دوسری امتوں کے مقابلے میں فخر کروں گا لیکن اس کے باوجود علماء نے لکھا ہے، زیادہ بچے پیدا کرنا یہ کوئی فرض اور واجب نہیں ہے۔ اپنے حالات کی وجہ سے تربیت نہیں کر سکتے اور عورت کی صحت و ہمت اجازت نہیں دیتی، وقفہ بھی کیا جاسکتا ہے، بچے محدود بھی پیدا کئے جاسکتے ہیں لیکن یہ سوچ غلط ہے اگر زیادہ ہوجائیں تو کہاں سے کھائیں گے۔ کیونکہ اللہ فرماتے ہیں

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۚ

تمہیں بھی ہم روزی دیتے ہیں ان کو بھی ہم روزی دیتے ہیں، یہ مت سمجھو کہ تم اپنے آپ کو پال رہے ہو۔ تمہیں بھی میں پال رہا ہوں اور تمہاری اولاد کو بھی میں پالوں گا۔

چوتھی وصیت

اور چوتھا حکم میرے اللہ کا اور چوتھی وصیت رسول اللہ ﷺ کی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ ۸)

بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ جو اعلانیہ ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ اور جو پوشیدہ ہیں ان کے بھی قریب نہ جاؤ۔

یہاں اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ بے حیائی کے کام مت کرو بلکہ فرمایا کہ بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَامَ حَوْلَ حِمىً اَوْشَكَ اَنْ يَقَعَ فِيْهِ

جو جانور باڑ کے قریب چلا جائے تو پھر کھیتی کے اندر بھی جانے کا امکان ہوتا ہے۔

بھئی! جانور بالکل آخری حد تک چلا گیا آگے باڑ ہے اور آگے کھیتی ہے تو اس جانور کے کھیتی میں جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص گناہ کے قریب پہنچ گیا، نافرمانی کے کنارے اور حد تک چلا گیا تو اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ تو فرمایا کہ قریب بھی نہ جاؤ تاکہ تمہارے لئے گناہ سے بچنا آسان ہو جائے۔

ایک قابلِ غور بات

یہاں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ نے پہلے حکم دیا اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور اس کے بعد اللہ نے حکم دیا، بے حیائی کے قریب نہ جاؤ۔ ان دونوں چیزوں میں مناسبت کیا ہے؟ فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور آگے اللہ فرما رہے ہیں بے حیائی کے قریب نہ جاؤ۔ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عام طور پر اولاد کو وہ قتل کرتے ہیں جو بے حیائی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بے حیائی کا ارتکاب کرنے والے، ناجائز طریقے سے شہوت کی تکمیل کرنے والے، ناجائز تعلقات قائم کرنے والے، ناجائز بچے جب جن لیے جاتے ہیں تو پھر جرم کے ظاہر ہونے کے ڈر سے ان معصوموں کو قتل کر دیتے ہیں، کچرا کنڈی میں ڈال دیتے ہیں، گٹر میں ڈال دیتے ہیں، کتوں بلیوں کی خوراک بنا دیتے ہیں، زندہ جلا دیتے ہیں۔ ایسے ایسے واقعات پیش آ رہے

ہیں۔تو اللہ نے پہلے حکم دیا اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، پھر حکم یہ دیا کہ بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ۔

دونوں حکموں میں مناسبت

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ان دونوں میں مناسبت کیا ہے؟ وہ یہ کہ عام طور پر قتلِ اولاد کا جرم ان لوگوں کے ہاتھوں سرزد ہوتے ہیں جو بے حیائی کے کاموں میں ملوث ہوتے ہیں۔گناہ میں، زنا میں، بدکاری میں ملوث ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں یہ جرم سرزد ہوتا ہے۔

فحاشی کا وسیع معنیٰ

ویسے لفظ فواحش فاحشۃ کی جمع ہے ہر ایسے برے کام کو کہتے ہیں جس کے گندے اثرات دور تک پہنچیں اور یاد رکھیئے! فحاشی زبان سے بھی ہوسکتی ہے، فحاشی دل و دماغ سے بھی ہوسکتی ہے اور فحاشی عمل سے بھی ہوسکتی ہے، دل و دماغ کی فحاشی یہ ہے کہ ہر وقت گندے خیالات، گندی تدبیریں، گندی سوچیں، گندے وسوسے، گندے منصوبے۔یہ سب دل سے فحاشی کا ارتکاب ہے۔اور زبان سے گندی گندی باتیں، گالی گلوچ اور برائی کی باتیں کرنا زبان کی فحاشی ہے۔

آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں زبان سے فحاشی کس قدر عام ہوتی جارہی ہے، نوجوان ایسی گندی باتیں اور گالیاں بکتے ہیں کہ سن کر شرم آتی ہے تو زبان سے بھی گندگی نہ ہو، بے حیائی نہ ہو اور عمل سے بھی بے

حیائی نہ ہو۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱، پ۸)

بے حیائی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ جو اعلانیہ ہوں اور جو پوشیدہ ہوں۔ پوشیدہ کا اللہ نے خاص طور پر ذکر فرمایا اس لئے کہ بہت سارے معاشرے ایسے ہیں کہ ان کے اندر گناہ کو اعلانیہ کرنے کو تو گناہ سمجھتے ہیں لیکن خفیہ کرنے کو کوئی برا نہیں سمجھتا اگر چہ اب تو بہت سارے معاشروں میں خفیہ اور اعلانیہ کا امتیاز اٹھ گیا۔ لیکن بعض لوگوں کی سوچ یہ ہے کہ بے حیائی کا ارتکاب سرِ عام تو غلط ہے لیکن خفیہ طور پر اگر ہو تو کہتے ہیں یہ تو پرائیویٹ مسئلہ ہے اس میں گویا کہ کوئی بے حیائی نہیں ہے، لیکن اسلام کہتا ہے، قرآن کہتا ہے، اعلانیہ بھی بے حیائی نہیں کرنی چھپ کر بھی بے حیائی نہیں کرنی ہے۔ چار حکم ہو گئے

پانچویں وصیت

پانچواں حکم ارشاد فرمایا

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

اس جان کو، اس نفس کو، اس ذات کو قتل نہ کرو جس کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اِلَّا بِالْحَقِّ مگر حق سے۔

کسی کو قتل نہ کرو، کسی کا خون نہ بہاؤ مگر حق سے، حق کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صرف

تین وجہ سے کسی مسلمان کا قتل یا اس کا خون جائز ہوسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ شادی شدہ بدکاری کا ارتکاب کرے۔ دوسرا یہ کہ کوئی مرتد ہوجائے اور تیسرا یہ کہ وہ کسی کا ناحق قتل کرے تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے۔ ان تین جرائم کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں مسلمان کے خون کی بھی حرمت ہے اور اسلامی مملکت میں رہنے والے غیر مسلم کا بھی خون محفوظ ہے۔ یہ بارہا کہتا رہتا ہوں یہ مت سمجھیں کہ غیر مسلم کا خون بہانا ہر طریقے سے جائز ہے جیسے چاہیں بہاتے رہیں، نہیں! اسلام ہمیں اس کی جازت نہیں دیتا۔

ذِمّی کے خون کی حفاظت

ہمارے آقا ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

وہ غیر مسلم جو اسلامی مملکت میں ویزہ لے کر آیا ہے یا معاہدے کے مطابق رہتا ہے تو جو کوئی اس ذِمّی کافر کا خون بہائے گا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو تو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوجاتی ہے لیکن جو ذمی کا خون بہائے گا اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی اندازہ کیجئے! اسلام نے ذمی کے خون کی بھی حفاظت کا لحاظ رکھا ہے۔ برسرِ پیکار دشمن کا خون بہانا الگ بات لیکن ذمی کے خون بہانے کی اجازت نہیں ہے۔

مسلمان کے خون کی حُرمت

جہاں تک مسلمان کے خون کی حرمت کا تعلق ہے تو اسکی حرمت کا یہ عالم ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ زمین وآسمان والے سارے کے سارے ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ پاک سارے زمین والوں کو اور سارے آسمان والوں کو اس کے بدلے جہنم میں ڈالے گا۔ اندازہ لگائیے! کتنی حرمت ہے مسلمان کے خون کی۔

اور ایک حدیث میں آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دنیا کا ٹل جانا، دنیا کا ختم ہو جانا، دنیا کا تباہ ہو جانا یہ آسان ہے ایک مسلمان کے ناحق قتل کے مقابلے میں عقل حیران ہے کہ کیسے لوگ ہیں جو جری ہوتے ہیں مسلمان کا خون بہانے میں۔ کچھ نہیں سوچتے کہ کتنا بڑا جرم کر رہا ہوں۔

میرے بھائیو! یہ بہت بڑا جرم ہے چاہے ہم لیڈروں کے کہنے پر کریں یا فرقہ واریت میں آ کر کریں یا ویسے جوش جذبے میں کریں۔ مسلمان کا خون بہانا بہت بڑا جرم ہے۔

آخر میں فرمایا

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

اس کی اللہ نے تم کو وصیت فرمائی، تا کہ تم سمجھو

اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ

(دوسری نشست)

ازافادات

داعیِ قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق

- ......آقا ﷺ کی چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں وصیت۔
- ......یتیموں کے حقوق کی تاکید۔
- ......جاہل معاشرے کی غلط سوچ اور اس کا سدباب۔
- ......معیشت کی تباہی کے اسباب۔
- ......اسلامی نظام عدل کی پانچ خصوصیات۔
- ......عدل کا حیرت انگیز واقعہ۔
- ......سیدھے اور گمراہ کن راستوں کی بذریعہ مثال وضاحت۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ ط اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ ۚ وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ ۚ لَا نُکَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ۚ وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی ۚ وَبِعَہۡدِ اللّٰہِ اَوۡفُوۡا ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۲، پ ۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

یہ سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۲ ہے جس سے ہم آج کے درس کا آغاز کر رہے ہیں گزشتہ درس میں اسی سورۃ کی آیت نمبر ۱۵۱ کی تفسیر کرتے ہوئے عرض کیا گیا تھا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے جو احکام بیان ہوئے ہیں ان کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی وَصِیَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ عَلَیْهَا خَاتَمُهٗ فَلْیَقْرَأْ هٰذِهِ الْاٰیَاتِ

جو شخص رسول اللہ ﷺ کا ایسا وصیت نامہ دیکھنا چاہتا ہے جس پر آپ کی مہر لگی ہوئی ہو تو وہ ان آیات کو پڑھ لے۔

حضور اکرم ﷺ کا وصیت نامہ پوری امت کے لئے

پھر وصیت نامہ کبھی تو ہوتا ہے بیوی کے لئے، کبھی اولاد کے لئے، کبھی والدین کے لئے، کبھی رشتہ داروں کے لئے، کبھی دوست احباب کے لئے لیکن آپ کا یہ وصیت نامہ پوری امت کے لئے ہے، قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ہے۔ تو ہم ان آیات کو پڑھتے ہوئے اور سنتے ہوئے یہ نیت کرلیں کہ ان شاء اللہ ہم اس وصیت نامہ کی ایک ایک شق پر دل و جان سے عمل کریں گے ان شاء اللہ! تقریباً دس احکامات ہیں جو ان دو آیات میں اللہ پاک نے فرمائے ہیں اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ کوشش کریں کہ ان دو آیات کو یاد کرلیں کوئی مشکل نہیں ہے، صرف دو آیات ہیں تو ان کو زبانی یاد کرلیں اور کوشش کریں کہ روزانہ ان دو آیات کو پڑھ لیا کریں یا کبھی کبھی پڑھ لیا کریں تا کہ یہ جو وصیت نامہ ہے اس کی تجدید ہوتی رہے، تذکیر ہوتی رہے، استحضار ہوتا رہے۔

چھٹی وصیت

آج جو آیت کریمہ ہم نے پڑھی اس میں چھٹا حکم ہے اس سے پہلے پانچ حکم

بیان ہو چکے اب اس دوسری آیت میں چھٹا حکم ہے یتیموں کے بارے میں:

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ : (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲، پ۸)

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہت پسندیدہ ہو حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

یتیموں کے حقوق کی تاکید

قرآن کریم میں جو یتیموں کے بارے میں بار بار مسلمانوں کو تاکید بیان فرمائی ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یتیموں کی حق تلفی ہوتی تھی، ویسے تو یتیم لڑکوں کی بھی حق تلفی ہوتی تھی، لیکن زیادہ ظلم وتشدد اور زیادتی کا نشانہ یتیم لڑکیاں بنتی تھیں۔ اسلئے قرآن نے بار بار مسلمانوں کو یتیموں کے حقوق ادا کرنے، ان کے اموال کے بارے میں احتیاط کرنے، اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے۔

آپ ﷺ دُرِّ یتیم تھے

اللہ نے ہمارے آقا ﷺ کو نبوت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور آپ ﷺ بھی ایک یتیم تھے۔ زمانہ جاہلیت میں تو یتیموں کے حقوق پامال ہوتے تھے اور ان کو دبایا جاتا تھا اور اللہ نے ایک یتیم کو اتنا اٹھایا، اتنا اٹھایا کہ ساری انسانیت کا سردار بنادیا اور حالات نے ثابت کردیا کہ آپ یتیم ہی نہ تھے بلکہ دریتیم تھے، ایک ایسا موتی کہ جس کی مثال نہ پہلے والوں میں نہ بعد والوں میں اور

خود حضور اکرم ﷺ نے بھی یتیموں کے حقوق پر بڑی تاکید کے ساتھ بیان فرمائے ہیں اس سے پہلے بھی اس حوالے سے بیان ہو چکا ہے۔

یہاں فرمایا کہ یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یہ جو قریب جانے سے منع کیا اس اسلوب میں زیادہ مبالغہ ہے جیسا کہ گزشتہ درس میں عرض کیا تھا کہ فرمایا: "وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ" بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ۔ تو یہ نہیں فرمایا کہ بے حیائی کے کام نہ کرو بلکہ فرمایا بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ، تو قریب جانے سے بھی منع فرمایا یہاں پر بھی ایسے ہی فرمایا کہ یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، اس کے اندر زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ جب فرمایا کہ قریب بھی نہ جاؤ اس سے وہ وسائل و اسباب بھی ناجائز ہو گئے جو کہ حرام تک پہنچانے والے ہیں اور جہاں اشتباہ آ جائے وہ شبہ والی چیز بھی ناجائز ہو گئی۔ اور جو یقینی حرام ہے وہ تو ہے ہی حرام لیکن جہاں شبہ ہے وہاں بھی بچنا ہے۔ تو قریب نہ جانے کا تقاضا اور حکم تب پورا ہو گا کہ انسان ان وسائل و اسباب سے بھی بچے جو کہ حرام تک لے جانے والے ہیں اور مشتبہ چیز سے بھی بچے، یقینی حرام سے تو بچنا ہی ہے، مشتبہ سے بھی بچے، اشتباہ والی چیز سے بھی بچے۔

زنا کے اسباب سے بھی بچنا ہے

اب جیسے سب سے بڑی بے حیائی زنا کاری ہے، لیکن اس کے بہت سارے اسباب بھی ہیں۔ نامحرم سے گفتگو کرنا، بے حجابانہ آمنے سامنے

ہونا، خلوت میں اختلاط کرنا، پھر یہ کہ بدنظری کرنا، تو بہت ساری چیزیں ہیں جو کہ بدکاری سے پہلے مقدمات اور وسائل و اسباب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تو قرآن نے کہہ دیا کہ بے حیائی کے قریب بھی نہ جاؤ، تو مقصد یہ ہے کہ ان وسائل و اسباب کو بھی اختیار نہ کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ میں آخری اسٹیج پر پہنچ کر اپنے آپ کو بچا لوں گا، بہت مشکل ہے، لہٰذا پہلے ہی سے بچ جاؤ۔

مالِ یتیم کے قریب نہ جاؤ

اسی طریقے سے فرمایا کہ یتیموں کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ کہ وہ وسائل و اسباب جو یتیم کا مال کھانے تک پہنچانے والے ہیں ان سے بھی بچو اور جہاں اشتباہ آجائے ان سے بھی بچو۔

"اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ": مگر ایسے طریقے سے جو بہت پسندیدہ ہو

اگر یتیم کا متولی اور سرپرست غریب ہو اور وہ یتیم کے کاروبار کی، اس کی دکان کی، اس کی فیکٹری کی دیکھ بھال کرتا ہے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ سرپرست بقدر ضرورت اس میں سے لے سکتا ہے، چونکہ کسی اور کو رکھیں گے تو اس کو بھی تنخواہ دینی پڑے گی۔ تو جب یہ اس یتیم کے کاروبار کی دیکھ بھال کر رہا ہے تو اس کو بھی زمانے کے عرف کے مطابق اور ضرورت کے مطابق لینے کی اجازت ہوگی۔ تو فرمایا ایسے طریقے سے لے سکتے ہو جو بہت پسندیدہ ہو۔ یعنی زمانے کے عرف ورواج کی رعایت رکھی جائے یا اس طریقہ سے کہ یتیم کے مال کو تم کاروبار میں لگاتے ہو، اس کی بھی نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ترغیب دی گئی ہے کہ یتیم کے مال کو ایسے نہ چھوڑو اس کو

کاروبار میں لگاؤ تاکہ اس میں بڑھوتری ہو، اس میں اضافہ ہو، نشوونما ہو تو اب ظاہر ہے کہ یہ تو اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک یتیم کے مال کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے گا، جب تک اس کے قریب نہیں جائے گا تو فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب جا سکتے ہو مگر ایسے طریقے سے جو بہت پسندیدہ ہو۔ بدنیتی نہ ہو بلکہ اچھی نیت ہو، اس کے مال کی حفاظت کرنا، اس کے مال کو بڑھانا، کاروبار کو پھیلانا مقصد ہو۔

حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ: یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کی عمر تک پہنچ جائے

جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچ جائے تو اب اس کا مال اس کے حوالے کردو۔ اس سے پہلے آپ سورۂ نساء میں پڑھ چکے کہ اللہ نے فرمایا کہ یتیم کو آزماتے رہو کہ یہ کاروبار سنبھالنے کے قابل ہوا ہے کہ نہیں اور اس کے اندر کوئی سنجیدگی آئی ہے کہ نہیں۔

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ

اگر تم محسوس کرو کہ یہ سمجھدار ہو گیا ہے اور تجربہ کار ہو گیا ہے، سنجیدگی اس میں آگئی ہے، یہ مال کو اڑائے گا نہیں تو اب اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔ تو سنجیدگی کو دیکھنا ہوگا، بلوغت کو دیکھنا ہوگا، عقل کو دیکھنا ہوگا۔

اب اَشُدَّهٗ کا معنی تو یہ ہے کہ بلوغت کی عمر، جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے، بالغ ہو تو اس کا مال اس کے حوالے کردو۔

یتیم کی بلوغت کا انتظار کیا جائے یا سمجھداری کا؟

اب سوال یہ اٹھا کہ بالغ ہونے کے باوجود یتیم کے اندر سمجھداری نہیں

آئی، عقل نہیں آئی۔ بعض ہمارے جیسے چالیس سال کے بھی ہوتے ہیں عقل نہیں آتی۔ اور بعض دس پندرہ سال کے ہوتے ہیں بڑے ہوشیار ہوجاتے ہیں۔تو بالغ تو ہوگیا لیکن عقل نہیں آئی تو اب مال اس کے حوالے کیا جائے؟ بعض علماء نے تو کہا ہاں! جب بالغ ہوگیا تو قرآن کا حکم تو یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کا مال اس کے حوالے کردو کمی بیشی کو وہ جانے، وہ مال کو باقی رکھتا ہے یا تباہ کرتا ہے یہ اس کی مرضی۔ لیکن دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ نہیں! ہم دیکھیں گے کہ اس کے اندر سمجھداری آئی ہے کہ نہیں تو اگر سمجھداری آگئی ہو تو پھر اس کا مال اس کو دے دیا جائے گا اور اگر اس کے اندر ہوشیاری اور سنجیدگی نہ ہو تو اس کا مال اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا چاہے وہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہوجائے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول

لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ پچیس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو بہر صورت اس کا مال اس کے حوالے کردیا جائے چاہے اس کے اندر ہوشیاری اور سنجیدگی ہو یا کہ نہ ہو۔تو اللہ نے فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو۔

ساتویں وصیت

فرمایا کہ: وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۲، پ۸)

اور ناپ تول پورا رکھا کرو انصاف کیساتھ، ناپ تول میں گڑبڑ نہ کیا کرو، بلکہ جب کسی کو دو تو پورا پورا دو اور جب کسی سے اپنا حق لو تو پورا پورا زیادہ نہ لو کم لے لو تو کوئی حرج نہیں لیکن زیادہ نہ لو۔

تو ناپ تول انصاف کیساتھ کیا کرو یہ حکم بظاہر تجارتی معاملات سے تعلق رکھتا ہے لیکن اسلام کے اندر مسلمان کی جو ساری زندگی ہے یہ دین اور ایمان سے وابستہ ہے۔ صرف اس کی نماز، صرف اس کا روزہ، صرف حج، صرف زکوۃ، صرف صدقات، صرف ذکر و تلاوت یہ دین اور ایمان سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ مسلمان کی پوری زندگی یہ دین و ایمان سے وابستہ ہوتی ہے۔ لہذا تجارت کے بارے میں بھی مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرے۔

جاہلیت سے کیا مراد ہے؟

جب کہ جو جاہلی معاشرہ تھا اور ہے، زمانہ جاہلیت، میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ زمانہ جاہلیت کس کو کہتے ہیں؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں سے بغاوت کو جاہلیت کہتے ہیں، اندھیرے کو جاہلیت نہیں کہتے، گاؤں کو جاہلیت نہیں کہتے، گدھے کی سواری کو جاہلیت نہیں کہتے، گاڑیاں نہ ہونے کو جاہلیت نہیں کہتے، سائنس اور ٹیکنالوجی نہ ہونے کو جاہلیت نہیں کہتے، میڈیکل کی سہولیات دستیاب نہ ہونے کو جاہلیت نہیں کہتے، غربت کہہ سکتے ہیں لیکن جاہلیت اس کو نہیں کہہ سکتے۔ جاہلیت کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

حکموں سے بغاوت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنا یہ جاہلیت ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے آنے سے پہلے دنیا میں بھی قانون تھا وہ بھی جاہلیت کا قانون تھا، جاہلیت کا معاشرہ تھا اور آج دنیا میں جہاں جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں سے بغاوت پائی جاتی ہے وہاں ہم کہیں گے کہ جاہلیت کا معاشرہ ہے، امریکہ میں جاہلیت ہے، برطانیہ میں جاہلیت ہے۔ بلکہ آج تو بہت سے مسلمان شہروں کے اندر بھی جاہلیت والی بات پائی جاتی ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں سے بغاوت کو کہا جاتا ہے جاہلیت۔

جاہل معاشرے کی سوچ

تو جاہل معاشرے کی سوچ یہ کہ دین اور ایمان کا تعلق زیادہ سے زیادہ عبادت کیساتھ تو ہے لیکن تجارت کیساتھ نہیں، معاملات کیساتھ نہیں، نماز کا کیا تعلق دکان کیساتھ اور حج کا کیا تعلق فیکٹری اور کارخانے کیساتھ اور ایمان کا کیا تعلق میری محنت مزدوری اور کاروبار کیساتھ یہ جاہلیت کی سوچ ہے۔

چنانچہ آپ دیکھیں! سورۂ ھود میں آتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ط

(سورۃ الھود آیت ۸۷، پ ۱۲)

اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے بتوں

کی عبادت نہ کریں اور اپنے اموال اور کاروبار میں من مانی نہ کریں، کیا تمہاری نماز روکتی ہے ہمیں اپنے کاروبار میں من مانی کرنے سے۔

اب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ نماز کا کاروبار کیساتھ کیا تعلق، تجارت کیساتھ کیا تعلق۔ آج ہمارے کتنے مسلمان بھائی ہیں جنہوں نے نماز کو اور تجارت کو الگ کر رکھا ہے۔ نماز تو پڑھتے ہیں اللہ کے حکم کے مطابق، وضو کرتے ہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور استنجا کرتے ہیں حضور ﷺ کے طریقوں کے مطابق ایک ایک سنت کو ملحوظ رکھتے ہیں مسواک بھی کرتے ہیں، تین دفعہ کلی بھی کرتے ہیں، تین دفعہ ناک میں پانی بھی ڈالتے ہیں، مسح بھی پورا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ایک ایک سنت کو اختیار کرنے کی، زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن تجارت میں نہیں بلکہ تجارت اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے۔ چنانچہ نمازی ہے مگر سودی کاروبار کر رہا ہے، نمازی ہے مگر ملاوٹ بھی کرتا ہے، نمازی ہے مگر کم بھی تولتا ہے۔

تو نماز کا کیا تعلق اور یہ سمجھ رکھا ہے کہ نماز پڑھی تو سب کچھ معاف اور حج اور عمرہ کر لیا تو پھر تو ایسا لگتا ہے کہ قتل و قتال بھی معاف، سب کچھ معاف مکہ مدینہ سے ہو کر آ گیا پاک صاف حاجی، ہار ڈالے ہوئے ہیں۔ اور پتا نہیں کتنے حقوق العباد تلف کئے ہوئے ہیں، بن ٹھن کے ائیر پورٹ سے آ رہا ہے حاجی صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ سب کچھ معاف کروا کے آیا ہوں اور اگلے سال پھر چلا جاؤں گا پھر سب کچھ معاف کروا کے آ جاؤں گا۔ تو بھائیو! ہمارے دین اور ایمان کی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے کیساتھ ہیں، معاملات

بھی ایمان کیساتھ تعلق رکھتے ہیں، تجارت بھی ایمان کیساتھ تعلق رکھتی ہے، تو عرض یہ کرر ہا تھا فرمایا کہ؛

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

ناپ تول پورا کیا کرو، ناپ بھی، تول بھی، دونوں چیزیں پوری کیا کرو انصاف کیساتھ، عدل کیا کرو، انصاف کیا کرو تطفیف نہ کیا کرو۔

مطفّفین کے لیے ہلاکت

میں نے تطفیف کا لفظ بولا اس لیے کہ دوسری جگہ اللہ پاک نے اس کیلئے تطفیف ہی کا لفظ فرمایا سورۂ مطففین میں اللہ نے فرمایا۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝٣

(سورہ المطففین آیت ۳،۲،۱، پ ۳۰)

اللہ کہتے ہیں ویل ہے ویل: اور جانتے ہو ویل کا معنی کیا ہے؟ ویل دوزخ کے ایک طبقے کا نام بھی ہے اور ویل تباہی، ہلاکت اور بربادی کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ کہتے ہیں دوزخ ہے، ہلاکت ہے، تباہی ہے ان لوگوں کیلئے جو تطفیف کرتے ہیں، جو مطففین ہیں۔

مطفّفین کون ہیں؟

اے اللہ! مطففین کون ہیں؟ اللہ نے وضاحت فرمائی

الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢

(سورۃ المطففین آیت ۲، پ ۳۰)

جب لوگوں سے اپنا حق لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝۳

(سورۃ المطففین آیت ۳، پ ۳۰)

جب لوگوں کو ناپ کر دیتے ہیں یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، اپنا حق تو پورا وصول کرتے ہیں لیکن دوسروں کا حق پورا نہیں دیتے۔ یہ ہے تطفیف یعنی کم تولنا۔ لوگوں سے لے تو حق پورا لے اور لوگوں کو دے تو ان کے حق سے کم دے۔ میں نے جان بوجھ کر تطفیف کا لفظ اس لیے استعمال کیا تاکہ ایک تو قرآن کریم کی یہ اصطلاح، یہ لفظ آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے اور دوسرا اس لیے کہ میں بات کو بڑھا سکوں۔ علماء نے لکھا ہے کہ صرف کم تولنے اور ڈنڈی مارنے کا نام تطفیف نہیں ہے بلکہ کسی کے واجب حق میں کمی کرنا یا کسی کا واجب حق ادا نہ کرنا یہ تطفیف ہے۔

تطفیف میں مبتلا لوگ

چنانچہ مزدور جو مزدوری تو پوری لیتا ہے مگر کام پورا نہیں کرتا یہ تطفیف کرتا ہے، ملازم جو تنخواہ تو پوری لیتا ہے اور وزیر، مشیر جو تنخواہ پوری لیتے ہیں اور سرکاری آفیسر اور دفتروں میں بیٹھے ہوئے لوگ جو تنخواہ پوری لیتے ہیں بلکہ سہولیات ان کے علاوہ لیتے ہیں لیکن کام کے وقت نظر ہی نہیں آتے دفتروں میں جب جائیں تو پتا چلتا ہے صاحب میٹنگ میں ہیں، صاحب مصروف ہیں، کام ہی نہیں کرتے اور سہولیات ایسی کہ بعض اوقات تو آدمی دیکھتا ہے تو پاگل ہو جاتا ہے۔ یا اللہ! ایسے لوگ بھی ہیں پاکستان میں، ایک ایک شخص دس دس لاکھ تنخواہ لے رہا ہے، بیس بیس لاکھ تنخواہ لے رہا ہے اور سہولیات

اس کے علاوہ ہیں، گاڑیاں اتنی ہوں گی، بنگلہ ایسا ہوگا اور ملازمین ایسے ہوں گے، ڈرائیور ایسا ہوگا اور چوکیدار اور خانسامہ وغیرہ نا معلوم کیا کچھ؟ پھر علاج معالجہ مفت، جہاں چاہیں علاج کروائیں لیکن کام کچھ بھی نہیں تو یہ تطفیف ہے اور اسی طریقے سے وہ مالک، وہ کارخانے دار جو کام تو پورا لیتا ہے لیکن مزدوری کم دیتا ہے یہ بھی ظلم اور زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ بھی غلط، تو گویا دونوں غلط کرتے ہیں۔ تو یہ تطفیف ہے۔

اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھی لیکن نماز کے ارکان پوری طرح ادا نہیں کیے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تطفیف ہے اس کو بھی آپ نے تطفیف قرار دیا۔

ہر چیز میں وفا و تطفیف ہے

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

لِكُلِّ شَيْئٍ وَفَاءٌ وَّتَطْفِيفٌ

پورا دینا اور تطفیف کرنا یہ ہر چیز میں ہوتا ہے۔ یہ نماز میں بھی ہے، یہ روزہ میں بھی ہے، یہ حج میں بھی ہے اور یہ محنت میں بھی ہے، مزدوری میں بھی ہے، ملازمت میں بھی ہے، نوکری میں بھی ہے۔ ہر جگہ وفاء بھی ہو سکتی ہے اور تطفیف بھی ہو سکتی ہے۔ قربان جاؤں اپنے آقا ﷺ کے قدموں کی خاک پر آپ نے ایک طرف تو اپنی امت کو تطفیف سے منع فرمایا اور خود عمل بھی

کر کے دکھایا امت کو تلقین یہ فرمائی کہ تم تطفیف نہ کرو حق لو تو کم لیا کرو اور دو تو کچھ زیادہ دے دیا کرو۔

پیغمبر ﷺ کی دُعا

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی میرے اللہ! ہمیں ایسا عمل کرنے کی توفیق دے کہ حضور ﷺ کی یہ دعائیں لگ جائیں حضور ﷺ کی دعا مجھے لگ جائے، ہم سب کو لگ جائے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے میں بھی نرمی کرتا ہے، خریدنے میں بھی نرمی کرتا ہے کیسے؟ بیچنے میں نرمی تو کرتا ہے کہ حق سے زیادہ دے دیتا ہے اور خریدنے میں نرمی یوں کرتا ہے کہ زیادہ نہیں لیتا بلکہ اگر کچھ کم بھی ہو راضی ہو جاتا ہے اس کے لئے آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کو ادائیگی کرنی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کرنسی یہ کاغذ کے ٹکڑے نہیں تھے۔

معیشت کی تباہی کے دو اسباب

آج دنیا کی معاشیات جو خطرے میں ہیں تو اس کا ایک بہت بڑا سبب تو سود ہے، اور دوسرا دنیا کی معاشیات جو خطرے میں ہیں تو اس کا بہت بڑا سبب یہ کاغذ کی کرنسی ہے کاغذ کے ٹکڑے، چاہے وہ ڈالر ہو، چاہے وہ پونڈ ہو، چاہے وہ ریال ہو، وہ درھم ہو، چاہے وہ دینار ہو، چاہے وہ روپیہ ہو یہ کاغذ کے ٹکڑے حضور ﷺ نے جو کرنسی قرار دی وہ سونا اور چاندی ہے اور

خدا کی قسم! دنیا کی معاش کے مسائل حل ہو سکتے ہیں اگر نبی ﷺ کی تعلیمات پر دنیا عمل کرے اور سود کو چھوڑ دے اور اِن کاغذ کے ٹکڑوں کو چھوڑ دے، اس کرنسی کو ختم کر دیا جائے تو حضور ﷺ کے زمانے میں جو کرنسی وہ سونا اور چاندی تھی۔

آقا ﷺ کی تعلیمات

آپ ﷺ نے کسی سے کچھ سامان خریدا اس کی ادائیگی کرنی تھی تو ایک صاحب سونا تولنے لگے، چاندی تولنے لگے تو آقا ﷺ نے فرمایا زِنْ وَارْجِحْ۔ ارے تول کر اس کا حق دو اور کچھ زیادہ دینا یہ آقا ﷺ کی عادت تھی، آقا ﷺ کی سنت، آقا ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ لیتے تو زیادہ نہیں لیتے، دیتے تو زیادہ ہی دیتے۔

انسان کو طاقت کے بقدر مکلّف بنایا گیا ہے

تو فرمایا؛

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ؕ:

اور ناپ تول کیا کرو انصاف کے ساتھ

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۲، پ ۸)

اللہ! میں تیرے کلام پر قربان، اللہ کہتے ہیں ہم کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے اس کی طاقت سے زیادہ، ایک طرف تو اللہ نے کہہ دیا، اللہ کے

نبی ﷺ نے کہہ دیا تطفیف قابل برداشت نہیں ہے، تطفیف بڑا جرم ہے، حق دینے میں کمی کوتاہی کرنا یہ بہت بڑا جرم ہے، ڈرا دیا اسے پورا پورا دو کمی کوتاہی نہ کرو اور میں نے عرض کیا کہ اس کا تعلق نماز کیساتھ بھی ہے، عبادت کیساتھ بھی ہے، ملازمت کیساتھ بھی ہے اور خرید و فروخت کیساتھ بھی سب کیساتھ اس کا تعلق ہے لیکن کمی بیشی کچھ نہ کچھ تو ہو جاتی ہے، پورا پورا حق ادا نہیں ہوتا، ملازمت کرر ہے ہیں، نیت یہ ہے کہ جتنی تنخواہ لیتے ہیں اتنا کام کریں لیکن پھر بھی کچھ کوتاہی ہو جاتی ہے۔

نماز پڑھتے ہیں دل یہ چاہتا ہے کہ سارے ارکان ادا کریں پھر بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اے اللہ! ہم قرآن کریم کا درس دیتے ہیں دل یہ چاہتا ہے اس کا حق ادا کریں، حق ادا نہیں ہوتا کمی بیشی ہو جاتی ہے، مولا کچھ کمی بیشی ہو جاتی ہے کیا ہوگا؟ اگر تو نے پکڑ لیا ہم تو جھوٹ بھی نہیں بول سکیں گے فرمایا کہ۔

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں

اگر کسی شخص سے بغیر قصد اور ارادے کے غلطی ہوگئی تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا۔

حدیث کی روشنی میں وضاحت

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا تلاوت فرمایا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ

بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ اور اس کے بعد فرمایا: جو شخص ناپ تول پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اللہ اس کی نیت کو جانتا ہے کہ یہ میرا بندہ خیانت کا، دھوکے کا، ظلم اور زیادتی کا ارادہ نہیں رکھتا لیکن پھر بھی اس سے انجانے میں غلطی ہوجاتی ہے تو فرمایا کہ پھر اس سے مواخذہ نہیں ہوگا اور لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ یہی مطلب ہے۔

ہمارے لیے تسلّی کا سامان

اور میرے بھائیو اور بہنو! سچی بات یہ ہے کہ اس جملے کے اندر ہم گناہگاروں کیلئے بڑی تسلی کا سامان ہے، کہ ہم میں سے کسی سے بھی بندگی کا، عبادت کا، اطاعت کا، دعوت کا، تبلیغ کا، درس قرآن دینے کا، درس قرآن سننے کا حق ادا نہیں ہوتا، کمی بیشی رہ جاتی ہے۔ ہم تو ہم ہیں

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسوں نے کہا مولا! حق ادا نہ ہوسکا تو کمی بیشی تو رہ جاتی ہے تو اے اللہ! کیا ہوگا؟ اگر تو نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر پکڑ لیا جو ہمارے اختیار میں نہیں تھیں تو اللہ نے پہلے سے کہہ دیا لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتے، اپنی حد تک تم کوشش کرو نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ میرا اللہ تو جانتا ہے میں اس سے زیادہ کر نہیں سکتا، میری طاقت میں نہیں ہے، میرے اختیار میں نہیں ہے تو اسی کو قبول فرمالے۔

آٹھویں وصیت

فرمایا:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی

اور فرمایا کہ جو کوئی بات کہو تو عدل کی بات کہو اگر چہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں یہ نہیں فرمایا کہ کون سی بات کہو تو عدل کی کہو مطلقاً یہ کہہ دیا۔ جب کوئی بات کہو تو عدل کی بات کہو عام رکھا تا کہ اس میں ہر قسم کی بات شامل ہو جائے کہ اے مسلمانو! گواہی دو تو عدل کی گواہی دو، اگر تم قاضی یا جج ہو فیصلہ کرو تو عدل کا فیصلہ کرو اور آپس میں گفتگو کرتے ہو تو عدل کی گفتگو کرو۔

میرے بھائیو اور بہنو! انسان بڑا کمزور ہے، اس کمزور انسان کیساتھ نفس، خواہشات، شہوات، ضروریات، تعلقات، رشتے ہیں، کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی وجہ سے قدم ڈگمگا سکتے ہیں۔ لیکن ایمان اور قرآن کے ساتھ تعلق ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو نازک لمحات میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے۔

ہمیشہ عدل کی بات کہو

اب اللہ نے کہہ دیا دیکھو! جب بھی کوئی بات کہو تو عدل کی بات کہو، گواہی دو تو عدل کی گواہی دو، جھوٹی گواہی نہیں دینا، فیصلہ کرو تو عدل کا فیصلہ کرو اگر چہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں اس بات کو مزید تفصیل کیساتھ اللہ نے بیان فرمایا، چنانچہ سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۳۵ میں فرمایا کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ ۚ

(سورۃ النساء آیت، ۱۳۵، پ۵)

اے ایمان والو! انصاف کے قائم کرنے والے بنو اور اللہ کیلئے گواہی دینے

والے بنو اگرچہ وہ گواہی تمہاری اپنی ذات کے خلاف ہو یا والدین کے خلاف ہو یا رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

اللہ فرماتے ہیں گواہی چاہے اپنی ذات کے خلاف جارہی ہو، والدین کے خلاف جارہی ہو، قریبی رشتہ داروں کے خلاف جارہی ہو پھر بھی سچی گواہی دو جھوٹ مت بولو۔ اور ہمارے آقا ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ: جھوٹی گواہی بھی شرک کے برابر ہے۔ تین دفعہ فرمایا: جھوٹی گواہی بھی شرک کے برابر ہے، جھوٹی گواہی بھی شرک کے برابر ہے اور پھر آیت کریمہ پڑھی۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾

ذرا غور کیجئے! اللہ نے دونوں چیزوں کو اکھٹے ذکر فرمایا، فرمایا: بتوں کی گندگی سے بھی بچو اور جھوٹ بولنے سے بھی بچو دونوں چیزوں کو اکھٹے ذکر فرمایا: بتوں کی پرستش اور جھوٹ۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾

بتوں کی گندگی سے بھی بچو اور جھوٹی بات کہنے سے بھی بچو، سچ بولو، سچی گواہی دو، جھوٹ نہ بولو۔

عدل کی ترغیب

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

عَزَّوَجَلَّ مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

اے ایمان والو! جب تم فیصلہ کرو، عدل کا فیصلہ کرو، جب بات کہو تو اچھی بات کہو اس لیے کہ اللہ محسن ہے اللہ محسنوں کو پسند فرماتا ہے۔

تو جب بات کہو تو عدل کی بات کہو۔ اگر چہ معاملہ قرابت دار کا، قریبی رشتہ دار کا کیوں نہ ہو۔

اسلامی نظامِ عدل کی پانچ خصوصیات

پچھلے ہفتے جو ہمارا ماہانہ درس ہوا تو اس کا موضوع تھا اسلامی نظام عدل کی خصوصیات تو وہاں میں نے عرض کیا کہ اسلامی نظام عدل کی پانچ بنیادی خصوصیات ہیں۔

پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ اسلامی نظام عدل کی بنیاد آسمانی تعلیمات پر ہے، انسانی قوانین پر نہیں ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسلام کے اندر ہر فرد کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اسلامی نظام عدل کے اندر مساوات ہیں غلام اور آزاد، امیر اور غریب، بادشاہ اور فقیران سب کے اندر برابری اور مساوات کا لحاظ رکھا گیا ہے اور۔

چوتھی خصوصیت اسلامی نظام عدل کی یہ ہے کہ یہ آسان بھی ہے اور فوری حاصل ہوتا ہے ہمارے دنیاوی نظام عدل کی طرح اسلام کا نظام عدل نہیں

ہے، اتنا مہنگا کہ بعض لوگوں کو فیصلہ حاصل کرنے کیلئے اور عدالت میں مقدمہ لڑنے کیلئے اپنی جائیداد بیچنی پڑتی ہے اور اتنا طویل کہ بعض اوقات فیصلہ آنے تک پہلی نسل ختم ہو جاتی ہے دوسری نسل دنیا میں آجاتی ہے لیکن عدالت کا فیصلہ نہیں آتا فوری اور سستا انصاف۔

اور پانچویں خصوصیت غیر جانبداری جیسے یہاں فرمایا جب تم بات کہو تو عدل کی بات کہو اگرچہ تمہارا اقرابت دار اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

عدل کا حیرت ناک واقعہ

واقعہ تو بہت دفعہ بیان کیا جا چکا آپ بھی بہت دفعہ سن چکے، ایمان تازہ کرنے کیلئے ہم سنتے بھی رہیں گے، سناتے بھی رہیں گے شاید ہی ہم اپنے اسلامی اور مسلمان معاشرے میں اس واقعے کو اپنی عملی شکل میں دیکھ سکیں، ایک خاتون نے چوری کی فیصلہ آگیا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔اب بڑے خاندان کی خاتون تھی، سوچا اس کا ہاتھ کاٹا تو ناک کٹ جائے گی سفارش کروائی جائے، کس کو سفارشی بنائیں؟ نظر پڑ گئی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پر باپ بھی حضور ﷺ کو بڑا پیارا، بیٹا بھی حضور ﷺ کو بڑا پیارا۔منہ بولے بیٹے تھے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے تھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ دونوں سے بڑا پیار حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سفارش کیلئے راضی کر لیا گیا، گئے، ڈرتے ڈرتے سفارش کر دی یا رسول اللہ ﷺ! اگر نرمی کی جائے اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تو بہتر ہوگا وگرنہ یہ لوگ نئے نئے

مسلمان ہوئے ہیں کہیں اسلام سے پھر نہ جائیں اور یہ ذلیل نہ ہو جائیں آقا ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا اور فرمایا اسامہ! کیا اللہ کی حدوں میں سفارش کرتے ہو؟ اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْ يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْبَذِيِّ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ

تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ ان میں سے کوئی معزز جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور کوئی غریب جرم کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذَالِكَ لَقَطَعْتُ بِيَدِهَا

اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ فرمایا کہ اگرچہ قرابت دار ہو اس کے ساتھ انصاف کرو۔

دو منفی پہلو

آج نظامِ عدل اور اسلامی قوانین کے نفاذ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن عدل کی بات آئی تو ایسے ہی اشارۃً کچھ عرض کرتے ہوئے گزر جاؤں گا۔ فی الحال تو فوری طور پر جو چیزیں میڈیا اور اخبارات کے ذریعے سامنے آرہی ہیں اللہ جانتا ہے کہ سچی یا جھوٹی۔ وہ یہ کہ کسی کو سزا دی جارہی ہے پائنچے نیچے کرنے پر،، کسی کو ننگے سر پھرنے پر، کسی کو انگریزی بال رکھنے پر۔ عجیب! دوسری طرف اسلام دشمن میڈیا اللہ

ان کو ہدایت دے وہ یہ تاثر دے رہا ہے کہ اگر اسلامی قوانین نافذ ہو گئے تو ہر شخص کو پگڑی باندھنی پڑے گی، ٹوپی رکھنی پڑے گی، لمبے لمبے برقعے پہننے پڑیں گے، عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی، ایسا لگتا ہے کہ ہر چوراہے پر ٹکٹکی بندھی ہوگی، جہاں لوگوں کو کوڑے مارے جارہے ہوں گے، ایسا غلط تاثر دے کر ڈرایا جارہا ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے کی سازش

میری نظر میں یہ دونوں قسم کے لوگ اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بڑی بڑی سزائیں دے رہے ہیں وہ بھی اسلام کو بدنام کررہے ہیں اور وہ میڈیا کے لوگ جو لوگوں کے سامنے اسلام کا ایک خوفناک نقشہ کھینچتے ہیں وہ بھی اسلام کو بدنام کررہے ہیں اسلام کا تعلق صرف پائنچے نیچے رکھنے اور اوپر رکھنے کے ساتھ ہی نہیں ہے، صرف پگڑی باندھنے کے ساتھ نہیں ہے، سفید اور کالی پگڑی کے ساتھ نہیں ہے اور کالر رکھنے اور نہ رکھنے کے ساتھ ہی نہیں ہے۔ صرف ان چیزوں کے ساتھ اسلام کا تعلق نہیں ہے۔

اسلام کے حقیقی اور مکمل نظام کی ضرورت

ارے! اسلام تو زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والا پورا ایک نظام ہے۔ اسلام کے نظام عدل کو دیکھیں اور پھر اسلام کی وسیع تعلیمات کو دیکھیں۔ اے کاش! جن لوگوں کو کچھ موقعہ ملا ہے اے کاش! وہ ایک شہر

میں ایسا معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ جہاں، رشوت اور سفارش کا کلچر نہ ہو، عدالتوں میں جانب داری نہ ہو، ملاوٹ نہ ہو، گندگی اور غلاظت نہ ہو، نکاح سادگی کے ساتھ ہو، وراثت قران کے قانون کے مطابق تقسیم ہو۔ اگر ان شعبوں کے اندر یہ تمام احکام زندہ کر دیے جائیں کسی معاشرے میں تو پھر دوسرے شہر میں، دوسرے صوبے میں اسلامی قوانین کے لئے بندوق اور کلاشنکوف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یہ خود بخود پھیلے گا۔ لیکن اسلام کا حقیقی نظام جو ہے اس کو تو سامنے آنے کی اجازت ہی نہیں دی جارہی۔ فروعات میں الجھا کر معاذ اللہ! اسلام کو بدنام کیا جارہا ہے تو فرمایا کہ؛

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ

اور جب کہو تو عدل کی بات کہو اگرچہ قرابت داری ہی کیوں نہ ہو

نویں وصیت

اور میرے بھائیو اور بہنو! نواں حکم ارشاد فرمایا

وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ

اللہ فرماتے ہیں اللہ کے وعدوں کو پورا کرو۔ اللہ کا وعدہ کیا ہے؟ اور اللہ کا وعدہ کیسے پورا ہوگا؟ جان لیجئے! مختصر سا جواب۔ اللہ کا وعدہ پورا ہوگا کتاب وسنت پر عمل کرنے سے۔ شیطان سے بغاوت کرنا اور اللہ کی مان کر چلنا یہ ہے اللہ کے وعدے کو پورا کرنا۔ سورۂ یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ؛

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے یہ وعدہ نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے۔ یہ ہے اللہ کا وعدہ۔ شیطان کی عبادت نہ کرو اللہ کی مان کر چلو۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ تا کہ تم یادرکھو بھول نہ جاؤ۔

دسویں وصیت

اور آگے فرمایا کہ؛

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ

(سورۃالانعام آیت ۱۵۳، پ۸)

اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا اس کی اتباع کرو، یعنی میرے راستے اور حکم کی پیروی کرو جو سیدھا جنت لے کر جاتا ہے۔ آگے فرمایا

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ دوسرے راستوں پر نہ چلو۔

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

کہ یہ راستے تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ اگر تم دوسرے راستوں پر چلو گے۔ اللہ کیا کہہ رہے ہیں یہ میرا راستہ ہے سیدھا۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا

یہ کس طرف اشارہ ہے، یہ قرآن، یہ دین اسلام اور اس سورۃ میں اللہ نے جو احکام بیان کئے اللہ فرماتے ہیں یہ ہے میرا سیدھا راستہ اس کی اتباع

کرو۔اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو۔ اگر دوسرے راستوں کی اتباع کرو گے تو یہ راستے تمہیں اللہ کے راستے سے دور کر دیں گے۔ اللہ کا دامن، اللہ کے رسول کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

سیدھے راستے اور گمراہ کن راستوں کی مثال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک سیدھا خط کھینچا، پھر اس کے دائیں کچھ خط کھینچے، پھر بائیں جانب کچھ خط کھینچے اور اس کے بعد فرمایا کہ لوگو! دیکھو یہ صراط مستقیم ہے یہ دوسرے راستے ہیں اور ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ جو اپنے اپنے راستے کی طرف تمہیں بلا رہا ہے۔اس کے بعد آپ نے یہی آیت کریمہ پڑھی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ

ایک اور عمدہ مثال

اور حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صراط مستقیم کی بڑی پیاری مثال بیان فرمائی فرمایا کہ یہ سیدھا راستہ ہے۔ صراط مستقیم اس راستے کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں ان کے اندر دروازے ہیں، دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور اس راستے کے دروازے پر ایک داعی بیٹھا ہوا ہے جو لوگوں کو کہہ رہا ہے،

يَا اَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اُدْخُلُوْ صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اے لوگو! آؤ صراط مستقیم میں داخل ہو جاؤ۔ایک داعی تو یہ ہے، فرمایا کہ

ایک داعی اور بھی ہے اس راستے کے اوپر جب کوئی انسان ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ کھولنا چاہتا ہے تو وہ دوسرا داعی کہتا ہے اللہ کے بندے! یہ دروازہ نہ کھولنا۔ ورنہ تم اس کے اندر داخل ہو جاؤ گے۔ آپ نے مثال سنی۔ ایک صراط مستقیم اس کے دونوں طرف دو دیواریں، دیواروں کے اندر دروازے، دروازوں پر پردے، دو داعی ہیں ایک داعی پکار پکار کر کہہ رہا ہے، آؤ صراط مستقیم میں داخل ہو جاؤ۔ دوسرا داعی یہ کرتا ہے کہ جب انسان ان میں سے کسی دروازے میں داخل ہونا چاہے تو وہ روکتا ہے، ارے رک جاؤ! اس دروازے میں داخل نہ ہونا، ورنہ بہت دور چلے جاؤ گے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو راستہ ہے یہ اسلام ہے، یہ جو دو دیواریں ہیں یہ اللہ کی حدود ہیں اور یہ جو دروازے ہیں اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور وہ جو داعی صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہا ہے وہ قرآن ہے اور جو داعی ہے جو اس کے علاوہ دروازے میں داخل ہونے سے منع کر رہا ہے وہ کیا ہے؟

وَاعِظُ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ

وہ اللہ کا نصیحت کرنے والا ہے۔ ہر مسلمان کے دل کے اندر وہ داعی ہے ایک تو قرآن دعوت دینے والا اور ایک اللہ نے ہر مسلمان کے دل کے اندر داعی بھی رکھا ہے۔

مسلمان کا ضمیر

مسلمان کا جو ضمیر ہے جب وہ حرام کی طرف جاتا ہے اس کو روکنے کی

کوشش کرتا ہے یہ الگ بات ہے کہ یہ اپنے ضمیر کا گلا دباتا ہے اور حرام کی طرف چلا جاتا ہے۔ لیکن جو صحیح مسلمان ہے اس کا ضمیر اس کے دل میں بیٹھا ہوا اللہ کا داعی، اللہ کا خوف، ایمان کا نور اس کو روکنے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ تو فرمایا کہ:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۳، پ ۸)

اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا پس اس کی اتباع کرو۔

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ: اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو، ان پر نہ چلو۔

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

ورنہ یہ راستے تمہیں اللہ کے راستوں سے جدا کر دیں گے۔

اللہ کیا کہہ رہے ہیں یہ میرا راستہ ہے سیدھا پھر آگے فرمایا

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

یہ وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم ڈر جاؤ۔

توجہ طلب علمی نکتہ اور راز

ذرا توجہ فرمایئے گا! یہ جو تین آیات گزری ہیں، آیت نمبر ۱۵۱، ۱۵۲ اور ۱۵۳۔ تو آیت نمبر ۱۵۱ میں اللہ نے پانچ چیزیں بیان فرمائیں۔ آخر میں فرمایا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ اور آیت ۱۵۲ میں اللہ پاک نے چار چیزیں بیان فرمائیں۔ اور آخر میں فرمایا لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾، تیسری آیت کے آخر میں

فرمایا کہ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ۝ تینوں کا اختتام الگ الگ کلمات پر یہ کیوں؟

علماء کہتے ہیں کہ آیت نمبر ۱۵۱ میں اللہ نے جو پانچ باتیں بیان فرمائیں ہیں یہ ایسی تھیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کو عیب سمجھتے ہی نہیں تھے۔ شرک، اس کو عیب نہیں سمجھتے تھے، والدین کی نافرمانی، اولاد کا قتل، بے حیائی کے کام، اور انسانوں کا قتل، یہ وہ چیزیں تھیں کہ ان کو وہ غلط سمجھتے ہی نہیں تھے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ "ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۝ " اللہ تمہیں ان باتوں کی تاکید کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ مقصد یہ ہے کہ تم عقل سے کام لو تو سمجھو گے کہ یہ پانچوں چیزیں قبیح ہیں۔ یہ تمہارے لئے نقصان دہ ہیں۔ اس لئے "لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۝ " فرمایا۔

غفلت سے نجات کی ضرورت

اور اس کے بعد اللہ نے جو چار چیزیں بیان فرمائیں تو انہیں جاہل بھی جانتے تھے اور ان میں سے کچھ عمل بھی کرتے تھے۔ لیکن عمومی طور پر غفلت تھی۔ تو فرمایا کہ ذٰلِكُمۡ وَصّٰىكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ۝ ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو، تاکہ تم یاددہانی کرو، غفلت میں پڑے ہوئے ہو جب یاددہانی ہوگی تو ان سے باہر آجاؤ گے۔

اتباع کے لیے خوفِ خدا کی ضرورت

اور تیسری آیت کریمہ میں اللہ نے صراط مستقیم کی اتباع کا حکم دیا اور خواہشات کی اتباع سے بچنے کا حکم دیا۔ اور صراط مستقیم کی اتباع اور خواہشات

سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ دل کے اندر اللہ کا ڈر نہ ہو۔ اس لئے آخری آیت کریمہ کا اختتام فرمایا۔ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝

دس وصیتوں کا اجمالی ذکر

اللہ پاک ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ان دس کی دس نصیحتوں پر، وصیتوں پر زندگی کی آخری سانس تک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اجمالی طور پر پھر سن لیجئے! دل میں بٹھا لیجئے! فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اپنی اولاد کو فقر کی وجہ سے قتل نہ کرو، بے حیائی کے کاموں کے قریب نہ جاؤ، اور کسی انسان کا خون ناحق نہ بہاؤ اور چھٹا یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ۔

ساتواں ناپ تول پورا رکھا کرو اور آٹھویں بات جب بات کہو تو عدل کی بات کہو اور نویں بات یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرو۔ اور دسویں بات یہ کہ میرے سیدھے راستے کی اتباع کرتے ہوئے باقی تمام گمراہ کن راستوں سے اجتناب کرو۔

اللہ پاک مجھے اور آپ سب کو ان سب دس کے دس احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

از افادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞ ......اسلامی تعلیمات کی خصوصیات۔

۞ ......مسلمان قوم اور دیگر اقوام میں فرق۔

۞ ......پیغمبر ﷺ کے بنیادی حقوق۔

۞ ......آقا ﷺ کے ہر قول و فعل کے محفوظ ہونے کی وجوہات۔

۞ ......بارہ ربیع الاول یومِ ولادت یا یومِ وفات؟

۞ ......سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ اظہار محبت کی شرعی حدود۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَالۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَعَزَّرُوۡہُ وَنَصَرُوۡہُ وَاتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

میرے بزرگو اور دوستو!

سورۃ الاعراف کی جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ حقوق بیان فرمائے ہیں۔

اور چونکہ ربیع الاول کا مہینہ ہے اگرچہ اختتام پر ہے لیکن اب تک یوم ولادت کی مناسبت سے تقریبات کا سلسلہ جاری ہے۔

اور شاید ربیع الثانی تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ اس لئے میں نے بھی مناسب سمجھا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کردیا جائے اور اس سلسلہ میں پوری امت پر آپ کے جو حقوق ہیں یاددہانی کے طور پر وہ عرض کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے حقوق بیان کرنے کی اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا حق

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو پہلا حق انسانیت پر لازم ہے وہ یہ کہ آپ پر صدقِ دل سے ایمان لایا جائے۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا آپ پر ایمان لائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مخصوص قبیلہ کے لئے، محدود زمانے کے لئے اور کسی خاص وطن اور ملک کے لئے نبی بن کر تشریف نہیں لائے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷، پ ۱۷)

ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں چنانچہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱﴾ اور حضور

ﷺ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ہیں۔ آپ سارے انسانوں کے لئے نبی ہیں، سارے جہانوں کے لئے نبی ہیں، سارے مکانوں کے لئے نبی ہیں اور انسانوں کے لئے بھی نبی ہیں۔ گوروں کے لئے بھی نبی ہیں اور کالوں کے لئے بھی نبی ہیں۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸، پ ۹)

اے انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا اور برحق فرمایا؛

اور ہمیں آپ کے فرمان پر سو فیصد یقین ہے، آپ نے فرمایا؛

کہ وہ وقت آ کر رہے گا جب کچے پکے گھر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ داخل ہو کر رہے گا۔ گویا کہ یہ سارے انسان قیامت سے پہلے آپ کی نبوت پر ایمان قبول کرنے پر، ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں گے۔

اور خود اللہ نے پیشن گوئی فرمائی۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ الصف آیت ۹، پ ۲۸)

اللہ نے اپنے رسول کو اور دین حق کو اس لیے بھیجا ہے کہ اسے سارے دینوں پر غالب کر کے رہے گا۔

اسلامی تعلیمات صرف مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں

اور حقیقت یہ ہے میرے بھائیو! اس کا کوئی بھی غیر متعصب شخص انکار نہیں

کرسکتا کہ اس وقت آسمانی تعلیمات کسی بھی نبی کے ماننے والوں کے پاس محفوظ شکل میں نہیں ہیں سوائے مسلمانوں کے۔ وہ الگ بات ہے کہ ہماری زندگیوں میں اسلام ہے کہ نہیں ہے۔ ہماری زندگیوں میں اتباع سنت ہے کہ نہیں۔ ہماری زندگیوں میں محبت کا صحیح نمونہ ہے کہ نہیں۔

لیکن جہاں تک آسمانی تعلیمات کے محفوظ ہونے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت آسمانی تعلیمات صرف مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں اور کسی نبی کے کسی مذہب کے ماننے والوں کے پاس آسمانی تعلیمات مِن وعَن اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہیں۔

تورات اصلی شکل میں نہیں ہے، انجیل اصلی شکل میں نہیں، زبور اپنی اصلی شکل میں نہیں، پھر حضرت موسیٰ کی سیرت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت، حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت یہ اصلی شکل میں نہ یہودیوں کے پاس ہیں اور نہ عیسائیوں کے پاس ہے نہ کسی دوسرے مذہب کے ماننے والوں کے پاس ہے۔

ایک عجیب بات

اللہ پاک نے میرے دل میں تو ایک عجیب بات ڈالی واللہ اعلم بالصواب کہ اس وقت کسی بھی نبی کے ماننے والے وہ سارے انسانوں کو اپنے نبی کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت نہیں دے رہے سوائے مسلمانوں کے۔

یہودیوں کا تعلق ہے وہ اپنے مذہب کو ایک نسلی مذہب کہتے ہیں یعنی یہودی وہ ہی بن سکتا ہے جو حضرت اسرائیل علیہ السلام کی اولاد میں سے

ہے۔ یہودی ایک نسلی مذہب ہے، دعوتی مذہب نہیں ہے۔ عالمی مذہب نہیں ہے۔ لہٰذا وہ سارے انسانوں کو یہودی بننے کی دعوت نہیں دیتے۔

عیسائیوں کی دعوت کی حقیقت

عیسائی دعوت دیتے ہیں لیکن وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت نہیں دیتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔

اس لئے کہ وہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا خدا کہتے ہیں یا خدائی کا تیسرا استون کہتے ہیں۔

جن کو وہ کہتے ہیں اقالیم ثلاثہ تو تیسرا استون مانتے ہیں خدائی کا، خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا خدا کہتے ہیں۔ یا تین میں سے تیسرا کہتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ (سورۃ المائدہ آیت ۷۳، پ ۶)

عقیدہ ان کا یہ ہے جو قرآن نے بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں خدا تین میں سے ایک تیسرا ہے۔ خدائی تین ستون پر کھڑی ہے اور تیسرا استون کون سا ہے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ نے ان کا بھی ذکر کیا ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ

(سورۃ المائدہ آیت ۷۲، پ ۶)

بلکہ یہاں یہ بھی فرمایا کہ عیسائیوں کا ایک فرقہ ایسا ہے جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی خدا ہیں تو گویا کہ تین فرقہ ہو گئے۔

عیسائیوں کے تین گروہ

ایک فرقہ وہ ہے جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہے، ایک فرقہ وہ ہے جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا ہے۔ تیسرا فرقہ وہ جو کہتے ہیں کہ عیسیٰ خدائی کا تیسرا رکن ہے۔ تو گویا کہ عیسائی بھی ساری دنیا کو عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت نہیں دیتے۔ بلکہ دعوت دیتے ہیں کہ مان لو وہ خدا تھے۔ مان لو کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔

مسلمانوں کی خصوصیت

مذہب کو ماننے والی ساری اقوام میں سے صرف مسلمان ہیں جو روزانہ پوری دنیا میں چاہے دارالاسلام ہو یا دارالکفر ہو، پاکستان ہو، مکہ ہو، مدینہ ہو، نیویارک ہو، سوئٹزرلینڈ ہو، فرانس ہو، خشکی ہو، سمندر ہو، اور زمین ہو یا فضا ہو ہر جگہ یہ کہتے ہیں۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور کوئی قوم یوں روزانہ نہیں کہتی تو میں نے غور کیا تو کوئی دوسری قومیں جو مذاہب کو ماننے والی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے پیشوا پر سارے انسانوں کو ایمان لانے کی دعوت نہیں دیتے سوائے مسلمانوں کے۔

تو کتاب اگر محفوظ ہے تو صرف مسلمانوں کے پاس اور نبوت کی تعلیمات

اگر محفوظ ہیں تو صرف مسلمانوں کے پاس، آپ یہودیوں کی کتابیں پڑھ لیں اور عیسائیوں کی کتابیں پڑھ لیں۔ یقین جانیں آپ کو ان کتابوں کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے سارے حالات اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں ملیں گے جتنی تفصیلات کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے حالات مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں۔

حضور ﷺ کے ہر قول و فعل محفوظ ہونے کی وجوہات

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حفاظت کی حد کر دی۔ محدثین نے اس بات پر بحث کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں، حضور اکرم ﷺ کی سنتیں، حضور اکرم ﷺ کی نشست و برخاست، حضور اکرم ﷺ کا مزاج، حضور اکرم ﷺ کی کیفیات یہ کیسے محفوظ رہ گئیں اس پر بحث کی ہے۔

پہلی وجہ

تو حفاظت کی ایک وجہ تو یہ بیان کی کہ عربوں کا حافظہ بے مثال تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں، ہمارے حافظے تو بہت کمزور ہیں، بہت کمزور اور آج کل تو نسیان کی بیماری بے حد عام ہے۔ مجھے تو کوئی ایسا نہیں ملتا ہے کہ جو کہتا ہے کہ مجھے وعدہ یاد ہے۔ شاید سو میں سے کوئی ایک مل جائے۔ میں شاید کی بات کر رہا ہوں کہ شاید سوچنے سے کوئی ایک مل جائے جو کہے کہ مجھے وعدہ یاد ہے۔ خاص طور پر اگر کسی کا قرض دینا ہو، کسی کا حق دینا ہو تو کوئی کہے کہ ہاں مجھے یاد ہے۔ شاید ہی کوئی ملے، تو ہمارے حافظے بہت کمزور ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ یہ جو مجمع بیٹھا ہے اور میں چند ایک کو کھڑا کروں اور پوچھوں کہ اپنے دادا جان کا نام بتلائے، تو مجھے یقین ہے ان میں سے کئی سارے ایسے ہیں جن کو اپنے دادا کا نام بھی یاد نہیں ہوگا۔ اور پردادا تک تو سارے فیل ہو جائیں گے اور اوپر جائیں تو ممکن ہے، پوری مسجد کی چھٹی ہو جائے، لیکن عربوں کا حافظہ اپنا نسب دس دس پندرہ پندرہ پشتوں تک اپنے نسب کو یاد رکھتے تھے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب بھی یاد رکھتے تھے۔

آپ اندازہ کیجئے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کا نسب بھی یاد رکھتے تھے بے پناہ حافظہ۔ ایسے عرب عام تھے جن میں سے ایک ایک کو ہزار ہزار اشعار یاد تھے دو دو ہزار اشعار یاد تھے۔

آقا ﷺ کا مزاجِ مبارک

ایک دفعہ رسالت مآب ﷺ کا موڈ ہوا شعر سننے کا۔ ہمارے آقا ﷺ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے، دل لگی بھی فرمایا کرتے تھے، شرعی حدود میں رہتے ہوئے مذاق بھی فرمایا کرتے تھے۔

ہمارے آقا ﷺ ایسے نہیں تھے کہ ہر وقت ماتھے پر بل پڑے ہوں جو دیکھے وہ ڈر جائے۔ خشک مزاج، کسی سے ہنس کر بات ہی نہ کرنا۔ نہیں! ہمارے آقا ﷺ بڑے خوش مزاج تھے اور قربان جایئے! ان دونوں چیزوں کو جمع کرنا بہت مشکل ہے۔ دل درد اور غم سے بھرا ہوا، چہرے پر

مسکراہٹ ایک تو یہ ہے کہ دل میں ہی خوشی ہے۔

بھئی! مجھے صبح ہی صبح ۱۰ ہزار کا نفع ہو گیا تو اب سارے دن بلا وجہ ہی مسکرا رہا ہوں۔ اب چونکہ دل میں خوشی ہے تو چہرے پر بھی مسکراہٹ۔ لیکن کمال یہ ہے کہ دل درد اور غم سے بھرا ہوا ہو اور چہرے پر مسکراہٹ ہو اور یہ میرے آقا ﷺ کا کمال تھا۔

دل میں اتنا درد کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ جب تہجد کے وقت روتے تھے تو آپ کے سینے سے رونے کی ایسی آواز نکلتی تھی جیسے ہنڈیا کو چولھے پر رکھا ہوا ہو تو پانی کے ابلنے کی آواز آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی کے کلمات

اللہ کو اپنے حبیب کے درد اور اپنے حبیب کی تڑپ پر ترس آ گیا، اللہ نے کہا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞

(سورۃ الشعراء آیت ۳، پ ۱۹)

میرے حبیب! اگر ان لوگوں نے ایمان قبول نہ کیا تو کیا آپ رو رو کر، تڑپ تڑپ کر اپنے آپ کو مار لیں گے۔ یہ ایمان قبول نہ کریں، میں آپ سے نہیں پوچھوں گا کہ انہوں نے ایمان کیوں قبول نہیں کیا۔

آپ اپنے آپ کو اتنا تو نہ تڑپائیں، اتنا تو نہ رلائیں۔ تو درد اتنا تھا لیکن اس کے باوجود بھی چہرے پر مسکراہٹ، دل لگی اور خوش طبعی فرماتے۔ ازواج مطہرات سے کہتے کوئی قصہ سناؤ۔

یہاں تک کہ ایک ہی نشست میں انہوں نے ۱۰۰ تک اشعار سنائے۔ پھر آپ نے ان کو یہ کہنا ہی چھوڑ دیا کہ اور سناؤ اور سناؤ لیکن ایک ہی نشست میں آپ ﷺ کی فرمائش پر سو اشعار سنا دیے۔ اور یقینی بات ہے کہ انہوں نے منتخب اشعار سنائیں ہوں گے ایسا تو نہیں کہ گرا پڑا شعر انہوں نے سنایا ہوگا۔

میں بتا رہا تھا کہ حافظہ اتنا تو محدثین نے بحث کی کہ حضور اکرم ﷺ کی ساری اداؤں کو، سنتوں کو اس طرح اتنی تفصیل کے ساتھ، اتنی باریکی کے ساتھ کیسے محفوظ کیا گیا۔ تو اس کی ایک وجہ محدثین یہ بیان کرتے ہیں کہ عربوں کا حافظہ بے پناہ تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی حافظہ بے مثال تھا۔

دوسری وجہ

دوسری وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ انہیں حضور اکرم ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ اور محبت محبوب کی اداؤں کو سینے میں اتار دیتی ہے جب کسی سے محبت ہوتی ہے اس کی ادائیں خود بخود سینے میں اتر جاتی ہیں۔

اب جس کسی نے حضور اکرم ﷺ کو جس حالت میں دیکھا تو انہیں وہ حالت یاد تھی۔ اگر کسی نے حضور اکرم ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو یہ حالت یاد تھی۔ اور غم کی حالت میں دیکھا تو یہ حالت بھی یاد تھی۔ گریبان کھلا ہوا دیکھا تو یہ حالت یاد تھی، جو کچھ آپ ﷺ کی زبان سے سنا وہ سینے میں اتر گیا۔ وہ محفوظ ہوگیا۔ تو محبت نے ان چیزوں کو یاد رکھنا ان کے لئے آسان کر دیا۔

نبی علیہ السلام کی محفوظ زندگی

آپ اندازہ کیجئے حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں آپ کو تفصیل ملے گی۔ نبی اکرم ﷺ کھاتے کیسے تھے؟ کس ہاتھ سے کھاتے تھے؟ کیسے بیٹھ کر کھاتے تھے؟ کتنا بڑا لقمہ لیتے تھے؟ چباتے کیسے تھے؟ کون سی غذا پسند کرتے تھے؟ کھانے سے پہلے کیا پڑھتے تھے؟ کھانے کے بعد کیا پڑھتے تھے؟ کھانے کے اندر اگر کوئی نقص ہوتا تھا تو پھر آپ ﷺ کا معاملہ کیا ہوتا تھا؟ کھانا پسند آتا تو پھر آپ ﷺ کیا پڑھتے تھے؟ دن میں کتنی بار کھاتے تھے؟ کتنے فاقے کرتے تھے؟ یہ میں ایک کھانے کی بات کر رہا ہوں، ورنہ آپ تفصیل میں جائیں تو آپ ﷺ چلتے کیسے تھے، آپ ﷺ بیٹھتے کیسے تھے؟ آپ ﷺ لیٹتے کیسے تھے؟ کس کروٹ پر آپ ﷺ لیٹتے تھے؟ مسکراتے کیسے تھے؟ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں کیسی تھیں؟ پلکیں کیسی تھیں؟ اور لب کیسے تھے؟ اور دندان مبارک کیسے تھے؟ آپ ﷺ کے رخسار کیسے تھے؟ ڈاڑھی کیسی تھی؟ سرِ مبارک کیسا تھا؟ ہتھیلیاں کیسی تھیں؟ ناخن کیسے تھے؟ کیسے ان کو تراشتے تھے؟ یہ تفصیلات آپ کو سیرت کی کتابوں میں مل جائیں گے۔ تو اتنی تفصیل کے ساتھ کسی نبی کی زندگی محفوظ نہیں ہے۔ جتنی تفصیل کے ساتھ خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زندگی محفوظ ہے۔

اس لئے کہ آپ ﷺ سب کے نبی بن کر آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے آپ کی احادیث، آپ کے اقوال اور آپ کے ارشادات اور آپ کی

سنتوں کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔

تو پہلا حق حضور اکرم ﷺ کا یہ کہ سارے انسان آپ پر ایمان لائیں۔

دوسرا حق

دوسرا حق آپ ﷺ کا یہ ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کی جائے۔ جب دل میں ایمان ہوگا تو حضور اکرم ﷺ سے محبت بھی ہوگی۔ جس کے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں۔ یہ ایمان اور محبت لازم وملزوم ہیں۔

کامل مومن

آقا ﷺ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھ سے اپنی اولاد سے بھی زیادہ اپنی جان سے بھی زیادہ اپنے مال سے بھی زیادہ محبت نہ کرے۔ مومن نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ نے تو بڑے سخت الفاظ ارشاد فرمائے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا (سورۃ التوبۃ آیت ۲۴، پ ۱۰)

میرے حبیب! آپ ان سے فرمادیں کہ اگر تم لوگ اپنے آباء سے اپنے بیٹوں سے، اپنی بیویوں سے، اپنی اولاد سے، اپنے قبیلے سے، اپنی تجارت سے، اپنے خاندان سے، اپنے بنگلوں سے زیادہ محبت رکھتے ہو۔ اللہ اور اس کے

رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے مقابلے میں تو پھر انتظار کرو۔

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

یہاں تک کہ اللہ کے عذاب کا فیصلہ آجائے۔ اللہ کا حکم آجائے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ کہنا چاہتے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ ان چیزوں سے محبت کرنا چاہتا ہے وہ فاسق ہے اور فاسق کو ہدایت نہیں ملتی۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

جب ایمان ہوگا تو محبت بھی ہوگی۔ محبت ایمان کا جز ہے۔

محبت کا اظہار کیسے کیا جائے؟

اب سوال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار کیسے کیا جائے؟ محبت کے اظہار کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کا ذکرِ خیر سن رہے ہیں اور سنا رہے ہیں محبت کے اظہار کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نعت رسول مقبول پڑھی گئی، محبت کے اظہار کے دوسرے بھی طریقے ہیں۔

اظہار محبت کا سب سے مقبول طریقہ

لیکن بھائی! محبت کے اظہار کا اللہ کے ہاں سب سے مستند اور سب سے مقبول طریقہ اتباع رسول ہے۔ جب محبت ہوگی تو اتباع ہوگی۔ یہ سب سے موثر طریقہ ہے اظہار محبت کا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے اظہار کے لئے یہی طریقہ اختیار فرماتے تھے۔

میرا ریکارڈ گواہ ہے

آج ہم نے اظہار محبت کے کچھ اور طریقے بھی ایجاد کر لئے۔ خصوصاً ربیع الاول کی آمد پر۔ الحمد للہ میرا ریکارڈ گواہ ہے میں جہاں جہاں بیان کرتا ہوں۔ درس دیتا ہوں، جمعہ پڑھاتا ہوں میرا ریکارڈ گواہ ہے میں فرقہ ورانہ مسائل سے بچ کر رہتا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی عملی زندگی سے متعلق جو موضوعات ہیں ان کو زیر بحث لایا جائے۔ اور فرقہ ورانہ مسائل سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ لیکن جب حد ہو جائے، صورت یہ بن جائے کہ دین کا حلیہ بدلنے لگے اور محبت کے نام پر کچھ اور کیا جانے لگے تو پھر بیان کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اگر کوئی اختلافی بات کی جائے یا کسی سے اختلاف کیا جائے تو دلیل کی بنیاد پر کیا جائے۔ گالی گلوچ نہ کی جائے اور کسی پر کفر کے فتوے نہ لگائے جائیں۔ خیر خواہی مقصد ہو کسی کی تذلیل و تقصیر مقصد نہ ہو اور آپ محسوس کریں گے ان شاء اللہ آپ کا دل گواہی دے گا کہ میں دلیل کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ خیر خواہی کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ سنجیدگی کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ نفرت اور عداوت کے شعلوں کو ہوا دینے کے لئے بات نہیں کر رہا۔

میرے عزیزو!، میرے بزرگو! میرے بھائیو! ربیع الاول دنیا میں پہلی بار نہیں آیا، سوا چودہ سو سال ہو گئے۔ ربیع الاول آ رہا ہے۔ ہمارے آقا ﷺ نبوت ملنے کے بعد تیئیس سال زندہ رہے۔ گویا کہ آپ ﷺ کی زندگی

میں تمیس بار ربیع الاول آیا۔ حضور ﷺ کے دنیا سے جانے کے بعد خلافت راشدہ کا دور تیس سال پر محیط ہے۔ گویا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑے عاشق ہیں ہمارا عشق تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے وہ تو سب سے بڑے عاشق تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چاروں یعنی خلفائے راشدین جن کا دور تیس سالوں پر محیط ہے۔ گویا کہ خلفائے راشدین کی زندگی میں تیس بار ربیع الاول آیا۔ اور حضور اکرم ﷺ کے نبوت ملنے کے بعد کے زمانے کو بھی ساتھ ملالیں تو ترپن بار اور آخری صحابی کا انتقال ہوا ہے ایک سو دس ھجری میں۔ گویا کہ ہجرت کے سال سے لے کر آخری صحابی کے انتقال تک ایک سو دس بار ربیع الاول آیا، تابعین کا زمانہ دو سو بیس سال تک ہے۔ اور پھر تبع تابعین کا زمانہ تین سو تیس یا تین سو چالیس سال تک ہے۔

آقا ﷺ کے زمانے سے لے کر تبع تابعین کے زمانے تک سینکڑوں بار ربیع الاول آیا، لیکن ان سچے عاشقوں نے اظہار محبت کے لئے وہ ایک طریقہ بھی اختیار نہیں کیا جو آج ہم نے کیا۔

ممکن ہے کہ نیت اچھی ہو

جنہوں نے جشن ولادت کا طریقہ شروع کیا میں ان کی نیت پر شک نہیں کرتا، نیت ان کی بہت اچھی ہوگی، اچھی تھی اور وہ یہ کہ مسلمان حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول جاتے ہیں۔ ربیع الاول میں آپ کا تذکرہ کیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یادیں تازہ ہوں گی، عمل کا جذبہ بیدار ہوگا۔ یہ ان کی نیت ہوگی یقیناً میں شک نہیں کرتا، بدگمانی نہیں کرتا ان سے ان کی محبت کو بھی میں شک کی نظر سے نہیں دیکھتا، اچھے لوگ ہوں گے ان کی نیت اچھی تھی۔

اب جشن کے نام پر بے ادبی ہو رہی

لیکن اب ربیع الاول میں ہونے والی رسموں میں جو اضافہ ہونے لگا۔ تو اب ایسی ایسی رسمیں سامنے آنے لگیں کہ یقین کریں وہ بے ادبی کے زمرے میں آتی ہیں ادب اور عشق میں انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اب ربیع الاول کی آمد پر صورت یہ بن گئی کہ متعدد چوراہوں پر العیاذ باللہ بیت اللہ کی شبیہ بنا کر رکھی جاتی ہے اور اس کا طواف کیا جاتا ہے، مقام ابراہیم کی شبیہ بنا کر رکھی جاتی ہے اسے چوما جاتا ہے۔ روضہ رسول کی شبیہ بنا کر رکھ جاتی ہے اس کے بوسے لئے جاتے ہیں۔

انتہائی افسوس ناک بات

مجھے با اعتماد دوست نے بتایا وہ جھوٹ نہیں بولتا میرا عزیز ہے میں اس کو سالوں سے جانتا ہوں، میں حوالہ اس لئے دے رہا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

میں ابھی پنجاب سے ہو کے آیا ہوں تو اس نے بتایا کہ پنجاب کے جس شہر میں وہ رہتا ہے وہاں کے بازار میں پہلے کعبہ کی ایک شبیہ لا کر رکھی گئی، پھر

روضہ کی شبیہ، پھر مقام ابراہیم کی شبیہ اور پھر اس کے بعد ایک صاحب اونٹ پر بیٹھے ہوئے آئے۔ دوسرے نے مہار پکڑی ہوئی ہے۔ سبز پگڑی باندھے ہوئے ہے اونٹ پر بیٹھا ہوا اور ڈاڑھی منڈھا ہوا ہے، کہنے والا کہہ رہا ہے ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ حضور اکرم ﷺ آرہے ہیں۔ معاذ اللہ! یہ ہونے لگا۔

اور یہ بھی مجھے بااعتماد دوستوں نے بتایا کراچی کے ایک محلے میں اور سندھ کے ایک دو شہروں کا نام لیا گیا۔ وہاں بظاہر شکرانے کے نفل پڑھے گئے لیکن باجماعت جیسے عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جن کے ہم سب ماننے والے ہیں چاہے دیوبندی ہوں یا بریلوی، جن کی ہم سب تقلید کرتے ہیں ان کے نزدیک نفل کی جماعت ہے ہی نہیں رات کو نہیں ہو رہی یہاں دن کو نفل کی جماعت ہو رہی ہے۔ بظاہر یہ نفل اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہے۔ کہ اے اللہ! آپ نے حضور اکرم ﷺ کو ہمارے اندر بھیجا اور ان کی غلامی کا شرف ہمیں حاصل کروایا۔

لیکن بھائیو! ہوتے ہوتے یہ دو رکعت شکر نماز عید ہوگئی۔ جیسے نماز عید الفطر۔ یہ بھی نماز عید بن جائے گی کہ نئی نماز کا دین میں اضافہ ہو جائے گا۔ دین کے اندر ایک رکعت کا اضافہ کرنا حرام ہے۔ پوری نماز کا اضافہ کرنا کیسے جائز ہو جائے گا۔ پانچ نمازیں ہیں چھٹی کیسے ہو جائی گی۔ عید کی دو نمازیں ہیں تیسری عید کی نماز نہیں ہو سکتی۔

اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں

اور اب میں داد دیتا ہوں ان بزرگوں کی بصیرت کو جنہوں نے پہلے دن

سے کہا ارے اللہ کے بندو! ٹھیک ہے خوشی کا اظہار کرتے ہو کرو۔ لیکن اس کو عید نہ کہو۔

اس وقت کہا جاتا تھا کہ بھئی! عید کا معنی ہے خوشی اور ہم خوشی مناتے ہیں، یہ خوشی کا دن ہے حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا دن ہے۔ لیکن ہوتے ہوتے اسے مستقل تیسری عید بنایا جا رہا ہے اور اللہ کے نبی نے مستقل فرمایا، ہر قوم کے لئے کوئی عید ہے ہمارے لئے بھی دو عیدیں ہیں آپ نے فرمایا دو عیدیں ہم نے کہا تیسری عید۔

دوہرا ظلم

اچھا ایک تو ہے کہ خود عمل کیا جا رہا ہے اور دوسرے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ جو کوئی یہ رسمیں نہیں کرتا، ایجاد کردہ طریقوں کے مطابق جشن نہیں مناتا اس کو کہا جاتا ہے گستاخِ رسول، اسے کہا جاتا ہے منکر رسول، اسے کہا جاتا ہے دشمن رسول، کہتے ہیں یہ حضور ﷺ کی آمد پر جل جاتے ہیں۔ اللہ اکبر!

ہم حضور ﷺ کے قدموں کی خاک پر قربان، ہماری نسلیں قربان، ہماری نسلوں کی نسلیں خدا کی قسم! قربان، ہم تو حضور اقدس ﷺ کے بغیر اپنے آپ کو بھی کچھ نہیں سمجھتے، حضور اکرم ﷺ کی نسبت کے بغیر، حضور ﷺ کی محبت کے بغیر، حضور اکرم ﷺ کے تعلق کے بغیر، حضور ﷺ کی غلامی کے بغیر، ہم اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ حضور کی آمد کا سن کر معاذ اللہ جل جاتے ہیں۔

۱۲ ربیع الاول یومِ وفات یا یومِ ولادت

یہ الگ بحث ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے میں تو اختلاف ہے یوم وفات ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

یہ عجیب بات ہے اس میں تو علماء کا اختلاف ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت ہے یا کہ دوسرا دن لیکن اس بات پر تو اکثر حضرات کا اتفاق ہے کہ ۱۲ ربیع الاول یوم وفات ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کے دن مدینہ میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد غم کا دن تھا خوشی کا دن نہیں تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے انتقال فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے ہجرت فرما کر تو ہمیں مدینہ کی ہر چیز روشن روشن نظر آتی تھی، ہر مکان، ہر گلی، ہر بازار، ہر چہرہ روشن روشن نظر آتا تھا۔

آقا ﷺ کی مدینے آمد پر اظہارِ مسرّت

آپ کو پتا ہے حضور اکرم ﷺ کی آمد پر مدینہ والوں نے کتنی مسرت کا اظہار کیا تھا۔ دوسروں کی مسرت چھوڑیں ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کی مسرت کو یاد کریں۔ مجھے تو ان پر بھی رشک آتا ہے۔ اللہ کی قسم! بڑا رشک آتا ہے۔

وہ جو چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی آمد پر بے ساختہ نعت پڑھی تھی۔ بے ساختہ پر اس وجہ سے زور دے رہا ہوں کہ ایک تو یہ ہے کہ آج کل بچوں کو مسلسل دہرائی کروائی جاتی ہے، مشق کروائی جاتی ہے۔

کہ یوں ترانہ پڑھنا ہے، اور یوں نظم پڑھنی ہے۔ یوں ہاتھ ہلانا ہے، یوں حرکتیں کرنی ہیں، یوں آواز کا اتار چڑھاؤ کرنا ہے لیکن مدینہ کی بچیوں کو کسی نے نہیں سکھایا اللہ نے دل میں ڈالا تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر مسرت کا اظہار کرو اور نعت پڑھو اور عجیب نعت پڑھی، عجیب اشعار پڑھے۔ استقبالیہ اشعار۔ مجھے تو بڑا مزہ آتا ہے۔ ہائے! چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں اور کیا کہتی ہیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا تو بچیاں کہہ رہی ہیں چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے اور کیا کہتی ہیں۔

اگلا مصرعہ اس سے بڑا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی بچیاں کہتی ہیں۔

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

ہم پر اس وقت تک اللہ کا شکر کرنا واجب ہے جب تک دنیا میں ایک بھی دین کی دعوت دینا والا زندہ ہے، اللہ اکبر! عجیب بات کہی ان بچیوں نے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا میں تشریف لائے تو دعوت کے لئے تشریف لائے، آپ کا مقصد دعوت تھا اور بچیاں کہہ رہی ہیں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت پورا ہوتا رہے گا کوئی نہ کوئی دین کی دعوت دیتا رہے گا لہذا اس وقت تک ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ یہ تو یقینی ہے بچیوں کو پتا تھا کہ ہم کوئی دو سو سال تک تو زندہ رہنے والی نہیں ایک ہزار سال زندہ رہنے والی نہیں لیکن وہ کہہ رہی ہیں کہ صرف ہم پر ہی اللہ کا

شکر ادا کرنا واجب نہیں بلکہ ہمارے بعد اور سارے کلمہ گو مسلمانوں پر بھی اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

جب تک دین کی دعوت دینے والا ایک بھی موجود ہے ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے اس بات پر کہ اللہ نے ہمیں حضور ﷺ کی غلامی کا شرف عطا فرمایا

میں بتانے یہ لگا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ آئے تھے تو مدینہ کی ہر چیز روشن روشن تھی، ہر چہرہ خوشی سے سرشار تھا۔ اور جب حضور ﷺ نے انتقال فرمایا ہمیں مدینہ کی ہر چیز تاریک دکھائی دیتی تھی۔

آقا ﷺ کی جدائی کا غم

غم کا یہ عالم کہ حضور ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔ ایک خاتون آئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضور ﷺ کا حجرہ مبارکہ کھولیں، میں روضہ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس کی بیتابی کو دیکھ کر حجرہ کا دروازہ کھول دیا لیکن جب وہ عورت حجرہ مبارکہ کی زیارت کر کے نکلی تو تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی حتی کہ روتے روتے انتقال کر گئی۔ محبت کی شدت کا یہ عالم۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

میں نے عرض کیا کہ ہم سوچ نہیں سکتے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں کتنی محبت تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہمارے اگر عزیز کا انتقال ہو جاتا بھائی کا، بیٹے

کا، باپ کا، بیٹی کا، والدہ کا انتقال ہوتا ہمیں غم ہوتا۔ہم اپنے غم کو ہلکا کرنے کے لئے حضور ﷺ کی وفات کو یاد کر لیتے تھے۔تو ہمیں اپنا غم بھول جاتا تھا۔اللہ اکبر۔

تو جب حضور ﷺ کی وفات کو یاد کر لیتے تو ہمیں اپنا غم ہلکا محسوس ہوتا۔تو بتا یہ رہا تھا کہ ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ میں جشن نہیں تھا مدینہ میں غم کا اظہار تھا، مدینے والے رو رہے تھے، بلک رہے تھے، کہ آج حضور ﷺ ہم سے جدا ہو گئے۔

اظہارِ محبت کی شرعی حدود

تو بھائیو! اظہار محبت کریں لیکن حدود شریعت کا لحاظ ضرور کریں۔دنیا میں کعبہ صرف ایک ہوسکتا ہے دوسرا نہیں، طواف صرف ایک عمارت کا ہوسکتا ہے کسی دوسری عمارت کا نہیں۔یقینی بات ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہوتے تو مسلمانوں کو مسجد نبوی کے طواف کی بھی اجازت نہ دیتے چہ جائیکہ کسی ملک میں کعبہ کی شبیہ بنا کر اس کا طواف کیا جائے۔

روضہ صرف ایک ہوسکتا ہے کوئی دوسرا نہیں، مقام ابراہیم صرف ایک ہوسکتا ہے کوئی دوسرا نہیں اور عیدیں صرف دو ہوسکتی ہیں تیسری نہیں اور نماز عید صرف دو ہوسکتی ہیں تیسری نہیں۔

معاذ اللہ! کسی کو اونٹ پر بٹھا کر یہ نقشہ کھینچنا کہ حضور ﷺ تشریف لا رہے ہیں اگرچہ حضور ﷺ کی یاد تازہ کرنے کے لئے صحیح لیکن یہ جائز نہیں ہے۔

اورادب کی باتیں کرنے والو! یہ بےادبی ہے، محبت کے دعوے کرنے والو! یہ محبت نہیں یہ دشمنی ہے، یہ غلط طریقہ ہے۔

اسلام کی شکل بگڑ جائے گی خدارا بلاتعصب کے، بلا فرقہ واریت کے اس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کیجئے۔

خطرے کی بات

اگر آپ نے عوام کو بے لگام چھوڑ دیا کہ جو کوئی چاہئے وہ کرتا رہے تو پھر خطرہ ہے کہ کہیں ہم آقا ﷺ کے یوم ولادت کو کرسمس جیسی شکل نہ دے دیں خطرہ ہے۔

آخر جنہوں نے کرسمس ایجاد کی تھی، حضرت عیسی علیہ السلام سے محبت کے اظہار کے لئے کیا ان کو حضرت عیسی علیہ السلام سے محبت نہیں؟ ہم تو پھر اپنے نبی ﷺ کو رسول مانتے ہیں، اللہ کا بندہ مانتے ہیں۔

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ

بندہ مانتے ہیں، رسول مانتے ہیں وہ تو خدا مانتے ہیں، خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ انہیں تو زیادہ محبت ہوگی۔

اعتدال کی ضرورت

تو محبت کے اظہار کے لئے انہوں نے یوم ولادت منانا شروع کیا۔ آج شکلیں بگڑتے بگڑتے معاملہ یوم ولادت نہیں رہا میلا بن گیا۔ عیاشی اور فحاشی کا اظہار بن گیا۔ میں جانتا ہوں مسلمان الحمد اللہ! ابھی اتنے نہیں بگڑے لیکن

خدارا کنٹرول کرنے کی کوشش کیجئے عوام کو سمجھایئے اظہار محبت کی بھی ایک حد ہے۔ اس حد سے تجاوز نہ کریں ورنہ بدعات کا دروازہ کھل جائے گا۔ نئی نئی رسمیں، نئی نئی نمازیں دین بن جائیں گی۔ تو میرے بھائیو! نبی اکرم ﷺ کے حقوق میں سے سب سے پہلا حق آپ ﷺ پر ایمان لانا ہے۔

پیغمبر ﷺ کا دوسرا حق

حضور ﷺ کے حقوق میں سے دوسرا حق آپ ﷺ سے محبت کرنا ہے۔ اور پھر میں اظہار محبت بتا رہا تھا کہ اظہار محبت کیسے کی جاتی ہے؟ محبت کا اظہار کیسے کیا جائے؟

اظہار محبت کا سب سے مستند و مقبول طریقہ حضور ﷺ کی اتباع ہے۔ پوری عملی زندگی میں اتباع ضروری ہے، صرف مسجد میں اتباع نہیں ہے زندگی کے ہر شعبہ میں اتباع۔

زندگی کے ہر شعبے کی اتباع سنت مطلوب ہے

ایسا نہیں کہ وضو کرتے ہوئے تو حضور ﷺ کی ساری سنتوں کو یاد رکھتا ہے، غسل کرتے ہوئے تو حضور ﷺ کی ساری سنتوں کو یاد رکھتا ہے، نماز پڑھتے ہوئے تو حضور ﷺ کی ساری سنتوں کا یاد رکھتا ہے۔

لیکن تجارت کرتے وقت، دکانداری کرتے وقت، لین دین کرتے وقت، معاملات کرتے وقت حضور ﷺ کی سنتوں کو کیا فرائض کو بھی بھول جاتا ہے نہیں بھئی! یہ عشق نہیں ہے۔ عشق ہوگا تو اتباع بھی ہوگی۔

اور اتباع میں درجات ہیں سب سے پہلے فرائض ہیں، پھر واجبات ہیں، پھر سنتیں ہیں، پھر مستحبات ہیں۔صورت یہ بن گئی کہ بعض ہمارے بھائی مستحبات پر تو بڑا زور دیتے ہیں واجبات اور فرائض کو بھول جاتے ہیں۔

کئی رسمیں ایسی ہیں مستحب کو تو چھوڑیں وہ بدعات میں شمار ہوتی ہیں۔میں نام نہیں لیتا میں نے عرض کیا کہ میں فرقہ واریت کے مسئلوں سے بچتا ہوں۔لیکن مجبوری ہے امت کو راہ راست پر رکھنے کیلئے بتانا بھی ضروری ہے۔اس لئے اشارۃً بات کر رہا ہوں۔کئی رسمیں ایسی ہیں جو مستحبات میں تو کیا آئیں گی بدعات میں شمار ہوتی ہیں۔

لیکن ایسے لوگ ہیں جو ان رسموں کی تو بڑی پابندی کرتے ہیں لیکن فرائض کو بھول جاتے ہیں، واجبات کو بھول جاتے ہیں، ترکِ حرام کو بھول جاتے ہیں۔حرام کھا رہے ہیں، حرام کما رہے ہیں اس کو بھول جاتے ہیں اور بدعات پر بڑا زور ہے اس پر لڑائی جھگڑا کر رہے ہیں۔

امت کے بڑوں کی ذمہ داری

اور امت کے سربراہوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امت کو فرائض کے زندہ کرنے پر ابھاریں، واجبات پر ابھاریں، حضور ﷺ کی سنتوں پر ابھاریں۔

ایسے ایسے خطیب بھی ہیں جو بدعات کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔بدعات پر بات کرتے ہوئے ان کے چہرے سرخ

ہو جاتے ہیں۔

لیکن امت کو یہ نہیں بتاتے کہ ارے! فرائض چھوٹ رہے ہیں، واجبات چھوٹ رہے ہیں۔ امت جرائم کی طرف جا رہی ہے اس سے روکا جائے اس پر زور نہیں دیتے۔ نمازی ہیں اور سود کھا رہے ہیں، سود لے کر بنگلے بنا رہے ہیں اور کوٹھیاں بنا رہے ہیں، سود لے کر لمبی لمبی گاڑیاں خرید رہے ہیں اور رسموں پر لڑ جھگڑ بھی رہے ہیں۔ چنانچہ اپنے عشق کو ثابت کرنے کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہے۔ ارے اللہ کے بندے! اگر تو عاشق ہے تو سود سے بھی تو بچ حرام سے بھی تو بچ۔

اللہ کہہ رہا ہے کہ اگر سود سے باز نہیں آتے تو یہ سمجھ لو کہ میرے ساتھ اور میرے رسول کیساتھ جنگ کر رہے ہو۔ میں سود خور کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ میں اپنی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

کریڈٹ کارڈ کا سلسلہ

خیر خواہی کے طور پر یہ بات عرض کروں یہ جو کریڈٹ کارڈ کا سلسلہ چل نکلا ہے۔

کریڈٹ کارڈ پر خریداری ابتداء میں تو لوگ بڑی معصومیت کیساتھ کارڈ لے لیتے ہیں کہ کارڈ سے خریداری ہوگی اور نقد پیسے ساتھ اٹھانے نہیں پڑیں

گے۔لیکن ہوتا یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ والے بھی آہستہ آہستہ سودخوری میں سود کے لین دین میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔میں اپنی مسجد کے نمازیوں کی بات کر رہا ہوں میں نے الحمدللہ اس موضوع پر زور دیا، بیان کیا، اللہ نے بعض کے دل میں توبہ کا جذبہ ڈالا اور انہوں نے توبہ کی الحمدللہ اور بعض نے اپنے مسائل بیان کیے۔میں دنگ رہ گیا ان کو دیکھ کر، ارے! آپ بھی اس دھندے میں ملوث ہیں؟ ہاں مولوی صاحب! میں بھی اس دھندے میں ملوث ہوں۔

افسوس ناک بات

سفید ریش، پانچ وقت کا نمازی، حج بھی کیا ہے، عمرے بھی کرتا ہے رو رو کر کہنے لگا مولوی صاحب! چالیس لاکھ روپے دینے تھے یہاں معمار میں بنگلہ بنانے کے لئے آج وہ چالیس لاکھ ننانوے لاکھ بن چکے ہیں۔اور دینے کی طاقت نہیں ہے کیا کروں اب خریدتا بھی کوئی نہیں ہے، مارکیٹ گری ہوئی ہے۔رو رو کر کہہ رہا ہے۔کل ایک نوجوان ملا یقین کریں پہلی صف کا نمازی بظاہر انتہائی متقی پرہیزگار اور کہنے لگے مولوی صاحب اسی ہزار روپے میری تنخواہ ہے لیکن کریڈٹ کارڈ کی لعنت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آج ساٹھ ہزار تو بینک کو دیتا ہوں۔بیس ہزار سے پورے گھر اور والدین کے اخراجات چلاتا ہوں۔تو بھائیو! محبت ہے تو اتباع کیجئے اور اتباع صرف وضو میں نہیں، غسل میں نہیں اور نماز پڑھنے میں نہیں اور صرف خاص رنگ کی

ٹوپی اور پگڑی باندھنے میں نہیں بلکہ اتباع زندگی کے ہر شعبہ میں کیجئے۔

احکام کے درجات

سب سے زیادہ ضروری ہے اپنے آپ کو حرام سے بچایئے اور فرائض کی پابندی کیجئے، واجبات کی پابندی کیجیے پھر سنتوں کا درجہ آئے گا پھر مستحبات کا درجہ آئے گا۔

لیکن کیسے کہوں لوگ تو بدعات پر خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور فرائض کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ واجبات کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو نبی اکرم ﷺ کی حقیقی محبت نصیب فرمائے اور آپ ﷺ کے سارے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

از افادات

داعی قرآن، مفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞ ......ایمانِ کامل کی شرط کیا ہے؟

۞ ......حضور اقدس ﷺ کے مبارک نام کی خصوصیات کیا ہیں؟

۞ ......محبت کے تین بنیادی اسباب کیا ہیں؟

۞ ......آقائے دو جہاں ﷺ کے علمی، عملی اور اخلاقی کمالات۔

۞ ......سچی محبت کی سات علامات کون سی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ ط

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۴﴾

(سورۃ التوبۃ آیت ۲۴ پارہ ۱۰)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

میرے بھائیو اور بزرگو، بہنو اور بیٹیو!

بہت بڑی نعمت

اللہ پاک کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، شافع محشر، ساقی کوثر، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا شرف بن مانگے عطا فرمایا۔

اللہ پاک نے بغیر سوال کئے، بغیر دعا کئے ہمیں آقاءِ کائنات ﷺ کا امتی بنا دیا۔

یہ اللہ پاک کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمت اور اللہ پاک کے احسانات میں سے بہت بڑا احسان ہے۔ اور اللہ پاک کی کتاب کہتی ہے اور رسول پاک ﷺ کی حدیث کہتی ہے کہ ہمارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہم کائنات کی ہر چیز سے زیادہ، ہر رشتہ سے زیادہ اور ہر شخصیت سے زیادہ، رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ کریں۔ میں نے خطبہ میں جو سورۂ توبہ کی آیت کریمہ پڑھی اس میں اللہ فرماتے ہیں میرے حبیب ان کو بتا دیجئے

اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ

(سورۃ توبہ آیت ۲۴ پارہ ۱۰)

اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں

اور تمہارا قبیلہ اور تمہارے وہ اموال جسے تم نے بڑی محنت سے کمایا ہے۔اور تمہاری وہ تجارت جس میں خسارے کا ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے اور تمہارے وہ مکانات، وہ بنگلے، وہ کوٹھیاں جو تمہیں بڑی پسند ہیں یہ ساری چیزیں ۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ اور اللہ کے دین کی سر بلندی کیلئے جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں ان چیزوں سے محبت ہے۔

فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ط

تو پھر انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ کا فیصلہ کیا ہے؟ کہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا۔

یعنی اگر تم ان چیزوں سے، مکانات سے اور اموال سے آباء اور ابناء سے اور ازواج سے، اور قبیلوں سے اور رشتوں سے اور قرابت داروں سے زیادہ محبت رکھتے ہو تو پھر تمہیں اللہ کے عذاب کا انتظار کرنا چاہئے۔

کامل ایمان کی شرط

اور خود حضور ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور اپنے والدین سے بھی زیادہ اور سارے انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے جب حضور ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ نے صاف صاف عرض کر دیا کہ یارسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ مجھے ہر چیز سے زیادہ ، مال و دولت سے زیادہ، تجارت و کاروبار سے زیادہ، مکان و زمین سے زیادہ ، رشتوں سے زیادہ آپ سے محبت ہے۔ لیکن جہاں تک جان کا معاملہ ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ شاید جان زیادہ پیاری ہے۔

صاف صاف کہہ دیا اللہ اکبر! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سچ بولنے والے تھے معاذ اللہ! جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ایسا نہیں تھا کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ ہو۔

محض دعوے قابل قبول نہیں

ہم نعرے لگا کر، تقریریں کر کے، نعتیں پڑھ کر اور قوالیاں سن کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے عشق کا حق ادا کر دیا۔ وہ جو حضور ﷺ کی ناموس پہ پسینے کا ایک قطرہ بہانے کو تیار نہیں وہ بھی ایسی باتیں کرتا ہے کہ لگتا ہے کہ یہ تو سارا خون دینے کیلئے تیار ہے۔

بڑی بڑی باتیں، لفاظی، فصاحت و بلاغت کے دریا، شعر و شاعری ایسی کہ سننے والا تڑپ کر رہ جائے کہ کتنا بڑا عاشق ہے لگتا ہے اس سے بڑا عاشق تو پوری دنیا میں نہیں ہوگا۔

جھوم جھوم کر پڑھ رہا ہے کہ آقا ﷺ! مجھے مدینہ بلا لو، اور آقا ﷺ کہتے ہیں کہ بیٹا! آ جاؤ، آ جاؤ مدینہ آ جاؤ، حرمین شریفین آ جاؤ، حج کے لئے آ جاؤ،

زیارت کے لئے آجاؤ آقا ﷺ بار بار کہتے ہیں اور یہ جاتا نہیں ہے۔ جیب میں پیسے بھی ہیں لیکن جاتا نہیں۔ وسائل بھی ہیں پھر بھی جانے کو تیار نہیں، بس نعتیں پڑھ رہا ہے آقا مجھے بلالو۔

لوگ سمجھتے ہیں کتنا بڑا عاشق ہے جانا چاہتا ہے لیکن آقا بلا ہی نہیں رہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایسے نہیں تھے۔ صاف صاف کہہ دیا کہ یا رسول اللہ ! آپ سے سب سے زیادہ محبت ہے لیکن جہاں تک جان کا تعلق ہے تو میں محسوس کرتا ہوں کہ جان زیادہ پیاری لگتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اگر جان مجھ سے زیادہ پیاری ہے تو ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ اب دل کو ٹٹولو، بعض اوقات کسی سے محبت ہوتی ہے لیکن اس محبت کی عظمت کا، اور بڑائی کا پتا نہیں ہوتا کہ مجھے کتنی محبت ہے۔ اب جو دل کو ٹٹولا تو محسوس کیا اور فرمایا یارسول اللہ! میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ! : اب ایمان کامل ہوا اے عمر!

تو ایمان کامل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ حضور اکرم ﷺ سے سارے انسانوں سے زیادہ اور ساری نعمتوں سے زیادہ اور سارے عالم سے زیادہ محبت نہ ہو۔

آقا ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اصحاب میں نمایاں فرق

چنانچہ الحمدللہ! مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ سے محبت کی اور تاریخ کا موازنہ کر کے دیکھ لیجئے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ کو بھی دیکھ لیجئے۔ ان کے اصحاب اور معاونین کو بھی دیکھ لیجئے اور حضرت محمد ﷺ کے اصحاب یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ ﷺ کے معاونین، اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے لوگوں کے حالات بھی پڑھ لیجئے۔ حقیقت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ کے درمیان، آپ ﷺ کے عاشقوں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے عاشقوں کے درمیان۔

تین نبیوں کے ماننے والوں کا طرز

آپ ذرا غور کیجیے! کہ فقط دنیا میں تین نبیوں کے ماننے والے پائے جاتے ہیں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اور یا پھر حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے کہ ان کے صحابی اور ان کے ماننے والے اور ان کے امتی بغاوت، سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے وادی تیہ میں ۴۰ سال تک گھومتے پھرتے رہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس حال میں زمین سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا کہ جب ان پر مقدمہ چلا تو ان کے حواری بھی ان کے خلاف گواہی دینے

لگے۔ بلکہ انجیل کہتی ہے کہ ان کے بعض حواری بھی معاذ اللہ! ان کے چہرے پر تھوکنے کیلئے تیار ہو گئے۔

جبکہ میرے آقا ﷺ سے محبت کرنے والے، آپ ﷺ کے جان نثاروں میں یوں تو بے شمار واقعات ہیں میں صرف ایک واقعہ اختصار کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کا قابلِ رشک عشقِ رسول ﷺ

جب آپ ﷺ کے ایک جان نثار حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے بعض ظالموں نے گرفتار کر لیا اور پھر ان کو سزا دینے لگے اور سزا بھی اس طرح کہ خنجر، تلواریں اور نیزے تیز کیے ہوئے کھڑے تھے کہ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو چھلنی کر دیں گے۔ اور تڑپا تڑپا کر ماریں گے اس حالت میں ان میں سے کسی شقی (بد بخت) نے حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ اے زید بن دثنہ! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اور تمہارے بدلے میں محمد ﷺ کو سولی چڑھا دیا جائے؟ اللہ اکبر!

وہ بے بس، بے سہارا اور مجبور قیدی جسے اپنی المناک اور مظلومیت کی موت سامنے نظر آ رہی ہے وہ یہ الفاظ سن کر تڑپ اٹھے۔ اور فرمانے لگے کہ اپنی آزادی کے بدلے حضور ﷺ کی پھانسی گوارا کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ مجھے آزاد کر دو اور آزادی کے بدلے مدینہ میں تشریف فرما میرے حضور ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھو دو تو اس کانٹے کو چبھونا

بھی مجھے گوارا نہیں ہے۔ مجھے یہ آزادی قبول نہیں ہے، مجھے یہ سودا قبول نہیں ہے۔

تو الحمدللہ! مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ سے ہر دور میں محبت کی۔ کسی نبی کو ایسے صحابہ نہیں ملے اور کسی پیر کو ایسے مرید نہیں ملے اور کسی استاد کو ایسے شاگرد نہیں ملے اور کسی لیڈر کو ایسے کارکن نہیں ملے۔ جو میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ اپنے نبی سے، اپنے پیر سے، اپنے استاد سے اور اپنے لیڈر سے محبت کرنے والے ہوں۔

اور ایسی محبت کہ حضور ﷺ کی ہر چیز سے محبت، حضور ﷺ کی ذات سے محبت، حضور ﷺ کی صفات سے محبت، حضور ﷺ کی سنتوں سے محبت، حضور ﷺ کی اداؤں سے محبت، حضور ﷺ کے کھانے سے محبت، حضور ﷺ کی چاہتوں سے محبت، حضور ﷺ کے خاندان سے محبت، ازواج سے محبت، بنات سے محبت، بنین سے محبت، صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت، مدینہ سے محبت، مدینہ کے گلی کوچوں سے محبت، حضور ﷺ کے لباس سے محبت، حضور ﷺ کی سواری سے محبت، حضور ﷺ کے بالوں سے محبت، حضور ﷺ کے لعاب دِہن سے محبت، حضور ﷺ کی ہر چیز سے محبت یہ محبت کر کے دکھائی ہے۔

دنیا سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام

محبت کی بات آئی ہے تو میں آپ کو متوجہ کروں کہ آپ صرف اپنے آقا

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی نام محمد ﷺ دیکھیں۔آج کے بگڑے ہوئے دور میں بھی دنیا میں سب سے زیادہ رکھے جانے والا نام محمد ہے۔میں پاکستان کی نہیں، بنگلہ دیش اور افغانستان کی نہیں، سعودیہ اور عرب امارات کی بات نہیں کر رہا۔آپ واشنگٹن کو لیجئے ،آپ ڈنمارک کو لے لیجئے ،آپ سوئیزر لینڈ کو لے لیجئے،آپ لندن کو لے لیجئے ،آپ نیو یارک کو لے لیجئے آپ دنیا کے کسی بھی ملک کو لے لیجئے۔دنیا میں سب سے زیادہ رکھے جانے والا نام نامِ محمد ہے۔

عیسائیوں کو یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے محبت ہوگی اور ہے اور یہودیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام سے محبت ہے لیکن آپ کو عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور یہودیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اتنا نظر نہیں آئے گا، جتنا کہ محمد نام نظر آئے گا۔

اوران کی اکثریت والے علاقوں کے اندر محمد نام زیادہ رکھا جاتا ہے باوجودیکہ امریکی اور مغربی حکومتیں محمد نام والوں سے تعصب کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

نامِ محمد سے محبت کرنے کی انتہاء

اور ایسی مثالیں بھی ہیں کہ ایسے طلبہ کو اور ایسے شہریوں اور تاجروں کو ویزے نہیں دیئے گئے۔جن کے نام کیساتھ محمد تھا لیکن میں سلام کرتا ہوں ایسے مسلمان عاشقوں کو کہ جنہوں نے امریکہ کے گرین کارڈ اور مغربی ملکوں

کی نیشنلٹی اور ان کے ویزوں سے محرومی کو تو گوارا کرلیا لیکن نام محمد سے جدائی کو گوارا نہیں کیا۔ اور یہ نام محمد سے محبت حضور اقدس ﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے آج سے نہیں۔ بعض مؤلفین نے اپنی کتابوں میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ الگ لکھا ہے جن صحابہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی محمد تھا۔

اَلْمُحَمَّدُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ

ایسے شاعروں کا قصہ الگ لکھا ہے، جن کا نام ہی محمد تھا۔

اَلْمُحَمَّدُوْنَ مِنَ الشُّعَرَاءِ

اللہ اکبر! سمرقند اور بخارا جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئے اور پتا نہیں کہ کتنے ملک اور کتنے شہر اور کتنے خطے ہماری اپنی بداعمالیوں اور ہماری اپنی قیادت کی نااہلی کی وجہ سے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ جہاں کسی زمانے میں توحید کا پرچم لہراتا تھا۔ اور جہاں سے قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتی تھیں۔

محمد نامی چارسو مفسّر اور محدّث

اس سمرقند میں ایک قبرستان ایسا تھا کہ جس قبرستان میں دفن ہونے کیلئے دو شرطیں لگائی گئی تھیں۔ پہلی یہ کہ یہاں پر صرف اس کو دفن کیا جائے گا جو محدث یا مفسر ہوگا اور دوسرا اس کا نام محمد ہوگا۔ کسی اور کو نہیں محدث ہو، مفسر ہو دین کا خادم اور مبلغ ہو اور اس کا نام محمد ہو تو صرف اس قبرستان میں ۴۰۰ ایسی محترم شخصیات مدفون تھیں جو محدث اور مفسر بھی تھیں اور ان میں

سے ہر ایک کا نام محمد تھا۔

بعض ایسی شخصیات بھی تھیں جو علم اور عمل کے اعتبار سے بہت اونچے مقام پر فائز تھیں لیکن ان کا نام محمد نہیں تھا وہاں ان کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تو انہوں نے اس کا التزام کیا ان کا اپنا ایک ذوق تھا کہ یہ قبرستان صرف محمد نام والوں کے لئے مخصوص تھا۔

آپ اندازہ کیجئے! کہ کتنی کثرت سے یہ نام ہوگا کہ ایک علاقہ میں صرف ایک قبرستان جن میں ۴۰۰ عظیم شخصیات اور جن میں سے ہر ایک محدث اور مفسر اور جن میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے کتنی کثرت سے یہ نام رکھا جاتا تھا۔

چودہ پشتوں تک نام محمد تھا

آپ اندازہ کیجئے! اعیان الحجاج میں ایک خاندان کے بارے میں لکھا کہ اس خاندان کے چودہ پشتوں تک ہر ایک کا نام محمد تھا آپ یوں سمجھئے۔

پڑپوتے کا نام محمد، پوتے کا نام محمد، بیٹے کا نام محمد، باپ کا نام محمد، دادا کا نام محمد، پردادا کا نام محمد اور اوپر تک چلتے جائیں۔

سب کا نام محمد

ہارون الرشید نے اپنے ۹ بیٹوں کا نام محمد رکھا۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی کو اللہ پاک نے چار بیٹے دیئے چاروں کا نام محمد۔

محمد اول، محمد ثانی، محمد ثالث، محمد رابع کوئی اور نام جچا ہی نہیں۔

انہوں نے نام بھی اِسی طرح رکھے تھے پہلا محمد، دوسرا محمد، تیسرا محمد ہر بچہ کا نام ہی محمد۔ تو مسلمانوں نے الحمدللہ حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اور اسم گرامی کیساتھ مثالی محبت کر کے دکھائی۔

نام محمد کو مٹانے والے خود مٹ گئے

اور یہاں یہ بھی عرض کرنے کو دل چاہتا ہے کہ پہلے بھی بہت سے لوگوں نے کوشش کی چاند پر تھوکنے کی لیکن ان کا اپنا ہی چہرہ بگڑا چاند کا کچھ بھی نہیں بگڑا پہلے بھی کوشش کی لوگوں نے اس نام کو مٹانے کی لیکن خود مٹ گئے اور نام محمد نہ مٹا سکے اور آج بھی ایسا ہی ہوگا یہ نام نہیں مٹایا جا سکے گا۔

اللہ اکبر! اس نام کو مٹایا بھی کیسے جا سکتا ہے؟ آپ نے ایسے واقعات سنے ہوں گے۔ میں نے سنے بھی ہیں دیکھے بھی ہیں اور انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے کہ آسمان پر لکھا ہوا لوگوں نے دیکھا نام محمد، بادل پر لکھا ہوا لوگوں نے دیکھا نام محمد، سنگترے پر لکھا ہوا لوگوں نے دیکھا نام محمد، انگور کے دانے پر لکھا ہوا دیکھا نام محمد، بکری کے ماتھے پر لکھا ہوا دیکھا نام محمد۔

عجیب بات

آپ کو ایک عجیب بات بتاؤں کہ احد پہاڑ جس کے بارے میں ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا تھا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے

محبت کرتے ہیں۔ جب فضا میں ہیلی کاپٹر سے جائزہ لیا گیا اور تصویریں کھینچی گئیں اور ان کا تجزیہ کیا گیا تو پتا چلا کہ سات کلومیٹر پر جو احد پہاڑ پھیلا ہوا ہے تو اللہ نے اس پہاڑ کو ایسا بنایا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسم محمد ﷺ لکھا ہوا ہے۔

عربی ویب سائٹ میں موجود ہے میں نے خود دیکھا ہوائی بات نہیں کرتا اور انہوں نے لکھا ہے ثبوت کے ساتھ کہ احد پہاڑ کا اتنا حصہ لکیر کھینچ کر بتایا گیا کہ یہ پہلی میم ہے۔ اس کے بعد پھر ح ہے اور پھر دوسری میم ہے اور پھر دال ہے۔

تو وہ نام جسے اللہ نے ستاروں پر لکھ دیا، اور چاند پر لکھ دیا اور بادلوں پر لکھ دیا اور پھلوں پر لکھ دیا اور لوح محفوظ پر لکھ دیا اور قرآن میں لکھ دیا اور پہاڑوں پر لکھ دیا ادر جس نام کو اللہ نے دلوں میں لکھ دیا۔ اس نام کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔

حضور اکرم ﷺ سے محبت مسلمانوں نے ہر دور میں کی اور میں تو کبھی کبھی یہ عرض کرتا ہوں کہ دلوں میں جو محبت ہے یہ محبت بھی حقیقت میں الہامی ہے غیر اختیاری ہے۔ اللہ نے یہ محبت دلوں میں ڈال دی ہے کسی انسان سے محبت اس طریقے سے دلوں میں ڈالنا ممکن ہی نہیں جس طریقے سے اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کو دلوں میں ڈال دیا۔

عشق رسول پر کسی کی اجارہ داری نہیں

تو بھائیو! میں بہت ہی کمزور انسان ہوں۔ اللہ نے یہاں بٹھا دیا یہ تقدیر میں ہے آپ کا حسن ظن ہے اور اللہ پاک ذرے سے بھی کام لینا چاہے تو لے سکتے ہیں لیکن میں علم و عمل بلکہ ہر اعتبار سے بہت کمزور ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں ۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے عشق و محبت پر میری یا کسی دوسرے مولوی کی اجارہ داری نہیں ہے بہت سے ایسے لوگ جو ہمیں بظاہر دنیا دار نظر آتے ہیں بعض اوقات جب عشق و محبت کے اظہار کا موقعہ آتا ہے، قربانی اور ایثار کا موقعہ آتا ہے تو لگتا ہے کہ وہ تو مولوی سے زیادہ حضور ﷺ سے محبت کرنے والا ہے۔

تو گناہ گاروں کے دل میں، فاسقوں فاجروں کے دل میں، زانیوں اور بدکاروں کے دل میں ، بے نمازیوں کے دل میں ،شرابیوں کے دل میں بظاہر دنیا داروں کے دل میں جو محمد ﷺ کی محبت پیدا کی گئی ہے تو میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ اختیاری چیز نہیں ہے بلکہ یہ غیر اختیاری چیز ہے۔ یہ اللہ کی عطا ہے اللہ نے دلوں میں یہ محبت رکھ دی۔ اگر قربانی کے اعتبار سے آپ دیکھیں تو جہاں تک میں نے دیکھا ہے اور میں نے پڑھا ہے حضور ﷺ کی ناموس پر قربانی دینے والوں میں وہ لوگ پیش پیش رہے جن کے بارے میں بدگمانی کی جاتی تھی کہ یہ لوگ عشق و محبت سے خالی لوگ ہیں غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ کا نام تو آپ نے بار بار سنا ہوگا بہت سے لوگ علم دین بھی

کہتے ہیں عَلَمُ الدِّین یعنی "دین کا جھنڈا" بار بار آپ نے سنا بھی اور پڑھا بھی ہوگا کہ یہ ایک عام انسان تھا ایک ترکھان، ایک نجار یعنی لکڑی کا کام کرنے والا لیکن جب اس نے سنا کہ ایک ہندو بد بخت نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اور رنگیلا رسول کے نام سے انتہائی گھٹیا قسم کی کتاب چھاپ کر مارکیٹ میں پھیلائی ہے۔ تو تقریریں بھی ہوئیں، جلسے بھی ہوئے، جلوس بھی ہوئے۔

علامہ اقبال کا تاریخی تبصرہ

لیکن غازی علم الدین، خاموشی سے اٹھا اور جا کر اس بد بخت کا قلعہ قمع کر دیا تو علامہ اقبال نے جب سنا تو انہوں نے پنجابی میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا بڑے عجیب الفاظ کہے تھے۔ جس کا اردو میں مفہوم کچھ یوں بنتا ہے کہ ہم تو باتیں ہی بناتے رہ گئے اور ایک ترکھان ہم سے آگے نکل گیا۔ چنانچہ یہ سعادت اللہ نے اس کے مقدر میں لکھی تھی۔ آپ عامر چیمہ شہید کو دیکھئے بظاہر ایک لاابالی قسم کا نوجوان اور اپنا دنیاوی مستقبل بنانے کے لئے گیا تھا۔ پتا نہیں کتنی چاہتوں کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہوگا۔ لیکن اپنے سارے مستقبل کو اور اپنی جوانی کو قربان کر دیا آقا ﷺ کی ناموس اور آپ کی عظمت و حرمت پر۔

میں عرض کر رہا تھا کہ عشق رسول اور محبت رسول ﷺ پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اللہ نے ہر صاحب ایمان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت

رکھی ہے۔

اختر شیرانی اور عشق رسول ﷺ

میں اس موقعہ پر آپ کو اختر شیرانی کا واقعہ سنانا چاہوں گا۔ ہماری ادبی تاریخ میں مشہور شاعر گزرے ہیں۔

اختر شیرانی شرابی تھا اور خود پرست یعنی اپنی پوجا کرنے والا اور اپنے مقابلے میں دوسروں کو چھوٹا سمجھنے والا یہ اس کے اندر کمزوری تھی۔

اس کی نظر میں کوئی جچتا نہیں تھا۔ ایک محفل میں جب چند لاابالی قسم اور کمیونسٹ قسم کے نوجوان جمع تھے اور اختر شیرانی شراب کے دو جام چڑھا چکا تھا اور بہکی باتیں کر رہا تھا۔ تو شاگردوں نے مختلف ادیبوں، فلسفیوں، شاعروں اور لیڈروں کے بارے میں پوچھنا چاہا فلاں کیسا ہے؟ فلاں کیسا ہے؟ تو سب کو رد کرتا گیا کہ ہمارے مقابلہ میں کیا ہے؟ کل کا بچہ ہے اس طرح کے تبصرے کرتا گیا تو ان شاگردوں میں سے ایک بے دین قسم کا شاگرد جو کہ معاذ اللہ! حضور ﷺ سے بغض رکھتا تھا۔ اس نے کہا کہ حضور ﷺ کے بارے میں بھی اختر شیرانی کی زبان سے کوئی گندگی نکلوادوں۔ اس نے کہا محمد کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ﷺ۔ وہ اختر شیرانی جس کی نظر میں نہ افلاطون جچتا تھا، نہ ارسطو جچتا تھا نہ کوئی شاعر جچتا تھا۔

حضور کا نام سن کر تڑپ اٹھا اور شراب کا جام اٹھا کر سوال کرنے والے کے منہ پر دے مارا اور نشہ کی حالت میں تھا کہنے لگا میں گناہ گار تو ہوں لیکن

اب تم مجھے ایمان سے اور قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم کرنا چاہتے ہو یہ منہ شرابی کا اور تبصرہ کرے محمد رسول اللہ ﷺ پر تم نے جرأت کیسے کی حضور ﷺ کے نامِ نامی کے بارے میں تبصرہ کروانے کی؟ اس کی جان کے لالے پڑ گئے۔ کیسے میرے حضور ﷺ کا نام لیا۔ اور پھر اٹھا اور جام کو توڑا اور ساری رات روتے ہوئے گزار دی اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میں گناہ گار تو بہت ہوں لیکن یہ ظالم مجھ سے آپ کی گستاخی کا سوال کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ بظاہر وہ لا ابالی سے ہیں، بدمست سے ہیں میں ان کی بدمستی کو اور ان کے گناہوں کو بطور جواز پیش نہیں کرتا۔ لیکن میرے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ کسی کلمہ پڑھنے والے کو یہ کہہ دوں کہ اس کے اندر ایمان نہیں ہے، یہ حضور اکرم ﷺ کی محبت سے خالی ہے کم از کم میرے اندر یہ جرأت نہیں کہ میں اس گستاخی کا ارتکاب کردں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ایک موقعہ پر جگر مراد آبادی کے لئے بڑے عجیب الفاظ استعمال کیے تھے، یہ بھی شراب و شباب کا عادی تھا کہتے ہیں کہ ظالم کا ترنم ایسا تھا کہ محفل لوٹ لیتا تھا۔

آخر میں اللہ پاک نے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے توبہ کی شراب سے بھی توبہ کی،

بدکاری سے بھی توبہ کی، نماز کے چھوڑنے سے بھی توبہ کی اور کوشش کرتا رہا کہ توبہ پر قائم رہوں۔ لیکن کچھ وقت گزرا تو اس کے دوستوں نے اسے بہکا کر پھر شراب پلادی شراب تو پی لی برے دوستوں کے بہکاوے میں آکر یہ بری دوستی بھی بڑی خطرناک چیز ہے۔اس لئے آقا ﷺ نے برے دوستوں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔اب شراب تو پی لی مگر جب احساس ہوا تو ساری رات روتا رہا کہ کتنا بڑا گناہ کر بیٹھا۔ساری زندگی شراب پیتے ہوئے گذری تھی کبھی ایک آنسو بھی نہیں نکلا اور آج غلطی سے چند گھونٹ پی لئے تو ساری رات روتے ہوئے گزاردی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عجیب جملہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بتادیا کہ حضرت! جگر مرادآبادی آج پھر بہکاوے میں آگیا اور شراب پی بیٹھا مگر ساری رات آنسو بہاتا رہا۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے حاضر جواب انسان تھے عجیب الفاظ کہے، فرمایا! کہ لگتا ہے کہ دل صحیح ہے جگر خراب ہے۔

تو میں ان جیسے دوستوں کے بارے میں کہتا ہوں کہ ان کا دل صحیح ہے جگر خراب ہے۔اللہ کرے کہ ان کے جگر بھی صحیح ہوجائیں اور میں تو سچ کہتا ہوں کہ ان میں سے بعض کے اندر جو عشق ومحبت کی تڑپ نظر آتی ہے اور قربانی کا جو جذبہ دکھائی دیتا ہے اسے دیکھ کر کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ اے اللہ! جیسے اس کا باطن ہے ویسا باطن ہمارا کردے اور جیسا ظاہر ہمارا ہے ان کا

ظاہر ویسا کردے۔

میرے بھائیو! حضور ﷺ کی محبت ہمارے ایمان کا جز ہے۔ ایمان مکمل نہیں ہوسکتا حضور ﷺ کی محبت کے بغیر اور میں کہتا ہوں حضور ﷺ کی محبت انسانیت کا بھی تقاضا ہے اور ایمان کا بھی تقاضا ہے۔

انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے زیادہ حضور ﷺ سے محبت کی جائے اور ایمان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ سب سے زیادہ حضور ﷺ سے محبت ہو۔

محبت کے تین اسباب

دنیا میں عام طور پر کسی سے محبت کی جاتی ہے تو تین اسباب کی وجہ سے یا جمال کی وجہ سے یا مال کی وجہ سے یا احسان کی وجہ سے۔ عام طور پر یہ تین اسباب ہیں، حسن و جمال بھی کوئی پائیدار سبب نہیں ہے۔ لیکن سبب ہے چنانچہ دنیا میں حسن و جمال کی وجہ سے محبت کرنے والے بھی ہیں اگر اس سبب کو تسلیم کیا جائے اور معیار بنایا جائے تو بھی ہمارے آقا ﷺ اس قابل ہیں کہ آپ ﷺ کیساتھ ہر شخصیت سے زیادہ محبت کی جائے۔

آقا ﷺ کا حسن و جمال

حسن و جمال کا یہ حال تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

مَارَاَيْتُ شَيْئاً اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ

میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین چیز، حسین شخص نہیں کہا بلکہ حسین چیز کہا حضور ﷺ سے زیادہ کوئی حسین چیز نہیں دیکھی ایسا لگتا تھا کہ حضور ﷺ کے چہرہ انور میں سورج چل رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہنے لگے۔

مَنْ رَّاٰہُ بَدَاھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ

جو حضور ﷺ کو اچانک دیکھ لیتا تو مرعوب ہو جاتا اور جو گھل مل جاتا وہ محبت کرنے لگتا

یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ

جو حضو ﷺ کی تعریف بیان کرنا چاہتا تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ میں نے حضور ﷺ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا سَرَّ اسْتَنَارَ وَجْھُہٗ کَاَنَّہٗ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْقَمَرِ

رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کا ٹکڑا ہے۔

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار تو آپ نے بارہا سنے ہونگے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر قلم توڑ دیا؛

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنٌ

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اے میرے حبیب !اے میرے آقا !میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اور دیکھ ہی کیسے سکتی تھیں ،آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں ۔ یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے ایسا لگتا ہے کہ اللہ نے آپ کو آپ سے پوچھ پوچھ کر پیدا کیا ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کا علمی کمال

تو آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم اور حضور ﷺ کے علمی کمال کو دیکھیں ،عملی کمال کو دیکھیں ،اخلاقی کمال کو دیکھیں ہر اعتبار سے حضور ﷺ بے مثال ہیں ۔

آقا ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اولین وآخرین کا علم عطا کیا گیا۔علم کا حال یہ کہ نبی اُمّی نے جنہوں نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔نفسیات کے بارے میں،اخلاق کے بارے میں، جنگ کے بارے میں ،تجارت کے بارے میں ،سیاست کے بارے میں،طب اور حکمت کے بارے میں جو کچھ فرمادیا۔جو کچھ حضور ﷺ کی زبان سے نکلا چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر گیا بڑے بڑے حکماء،فلاسفر اور علماء آپ کے فرمائے ہوئے کو تجربات کی کسوٹی پر،تاریخ کی کسوٹی پر اور مشاہدات کی کسوٹی پر اور آج کے لوگ سائنس کی کسوٹی پر پرکھ رہے ہیں اور تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اس نبی امی نے

جو کچھ فرمایا تھا واقعی حق اور سچ فرمایا تھا۔

حضور ﷺ نے طب نہیں سیکھی، ڈاکٹری کا علم نہیں سیکھا، حکمت نہیں سیکھی اور باقاعدہ طور پر سکھائی بھی نہیں اس کو اپنا مشغلہ بھی نہیں بنایا۔لیکن آپ کی مبارک زبان سے علاج کے بارے میں، بیماریوں کے بارے میں اور پھر دواؤں کے بارے میں جو کچھ نکلا۔آج بڑی بڑی کتابیں لوگ لکھ رہے ہیں، بڑے بڑے حکیم اور سائنسدان، اور ڈاکٹر اپنے تجربات کی روشنی میں مشاہدات پر پرکھ رہے ہیں اور تسلیم کر رہے ہیں کہ آقا ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ فرمایا تھا۔

غلامی کی زندگی

میرے بھائیو! آپ اور ہم ذہنی طور پر اب تک غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں ہم غلام ہیں غلام، ذہنی طور پر غلام، سیاسی اعتبار سے غلام، معاشی اعتبار سے غلام، ہماری پالیسیاں کہیں اور بنتی ہیں۔ہم تو جدید میڈیکل سائنس کے غلام بنے ہوئے۔لیکن آج دنیا بتدریج محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کر رہی ہے اور حضور ﷺ نے جو علاج بتائے تھے آج انہیں کو دوبارہ آزمانے کی کوشش کی جارہی ہے تو علمی کمالات کو دیکھیں تو آپ بے مثال۔

پیغمبر ﷺ کا عملی کمال

آپ ﷺ کی عملی زندگی کو دیکھیں تو آپ بے مثال ہیں۔موقعہ نہیں ہے

میں تفصیل میں جاؤں دنیا میں بڑے بڑے لیڈر بھی ہیں اور تھے اکثر وبیشتر کے قول وعمل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔

میرے آقا ﷺ کی زندگی کا بہت نمایاں پہلو یہی ہے کہ آپ ﷺ کے قول وعمل میں مطابقت پائی جاتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کو کہا کم اور خود کیا زیادہ۔ دوسروں کو بھی سخاوت کی ترغیب دی لیکن خود دوسروں سے زیادہ سخاوت، دوسروں کو بھی شجاعت کی ترغیب دی لیکن خود دوسروں سے زیادہ بہادر، دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دی لیکن خود دوسروں سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔ بہت سی مثالیں ذہن میں آرہی ہیں لیکن میں موضوع کو سمیٹنا چاہ رہا ہوں تو علمی اعتبار سے بے مثال، عملی اعتبار سے بے مثال۔

پیغمبر ﷺ کا اخلاقی کمال

اخلاقی اعتبار سے دیکھیں تو آپ اخلاق کی ایک فہرست بنالیجئے۔ اللہ مجھے معاف فرمائے، صرف جذباتی امتی ہونے کے اعتبار سے آپ کو دعوت نہیں دے رہا۔ بلکہ تحقیق کے ساتھ دلچسپی رکھنے والے ایک انسان کی حیثیت سے آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ آپ اچھے اخلاق کی ایک فہرست بنالیجئے اور پھر حضور اکرم ﷺ کی زندگی کو اس فہرست پر پرکھیئے۔ کوئی اچھا خلق ایسا نہیں ہوگا جسکی جھلک آپ کو حضور ﷺ کی زندگی میں نمایاں طور پر دکھائی نہیں دے گی۔

پھر آپ اخلاق قبیحہ، اخلاق ذمیمہ کی فہرست بنایئے، برے اخلاق کی فہرست بنایئے ان میں سے کوئی برا خلق، آپ کو حضور ﷺ کی زندگی میں نظر نہیں آئے گا اور میں حقیقت میں کہتا ہوں جسے میرے حضور ﷺ سے محبت نہیں اسے علم سے محبت نہیں، اسے عمل سے محبت نہیں، اسے دیانت سے محبت نہیں، اسے امانت سے محبت نہیں، اسے سچائی سے محبت نہیں، اسے عفو و درگزر سے محبت نہیں، اسے انسانیت سے محبت نہیں جسے حضور ﷺ سے محبت نہیں۔

اللہ کے بعد سب سے بڑے محسن

اور محبت کا تیسرا سبب جو عام طور پر مانا جاتا ہے وہ احسان ہے انسان تو انسان حیوان بھی اپنے محسن سے محبت کرتا ہے آپ کتے کو دو وقت روٹی ڈال دیجئے وہ تیسرے وقت خود آپ کے دروازے پر کھڑا ہوگا آپ کے قدموں میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہوگا۔ احسان کیا کیا؟ دو وقت کی روٹی کھلا دی۔

میرے بھائیو! ویسے تو پتا نہیں ہم پر کس کس کے احسانات ہونگے، والدین کے احسانات، اور اساتذہ کے احسانات اور رشتہ داروں کے احسانات اور کسی پر سیٹھ کے احسانات، کسی پر مالک کے احسانات لیکن رب کعبہ کی قسم! اللہ کے بعد ہم پر جو سب سے زیادہ احسانات ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہیں اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہر کسی کے احسانات کا بدلہ چکایا جاسکتا ہے لیکن حضور ﷺ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جاسکتا۔

اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو آج ہم مسجد میں نہ ہوتے، حضور ﷺ نہ ہوتے تو ہماری پیشانیاں اللہ کے سامنے نہ جھک رہی ہوتیں، حضور ﷺ نہ ہوتے تو ہمارے اندر انسانیت نہ ہوتی، حضور ﷺ نہ ہوتے تو ہمارے سینوں میں قرآن نہ ہوتا یہ حضور ﷺ کے صدقہ ہمیں تمام نعمتیں ملی ہیں۔

آقا مدنی ﷺ کی اپنی امت کے لیے والہانہ دُعا

ہائے میرے اللہ! حضور ﷺ کے احسانات تو بہت سارے، میرے بھائیو! بار بار جو چیز خاص طور پر دل میں ایک چُبھن سی پیدا کرتی رہی اللہ نے ہمیں بھی دعاؤں کی توفیق عطا فرمائی محض اس مالک کا کرم ہے۔ اسی کے کرم ہی سے ہاتھ اٹھتے ہیں، اس کے کرم کے بغیر ہاتھ نہیں اٹھتے، کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

یہ طلب بھی انہیں کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

یہ ہاتھ اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں، عرفات کے میدان میں بڑے بڑے سنگدلوں کے دل بھی موم ہو جاتے ہیں اور بہت سے بے طلب بھی مانگنے لگتے ہیں ہمارے جیسے کمزور کو بھی اللہ نے مانگنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن بڑے بڑے مانگنے والوں کو دیکھا چند منٹ کی دعا کرتے ہیں اور تھک جاتے ہیں۔

میں قربان جاؤں اپنے آقا ﷺ کے قدموں کی خاک پر کہ اونٹنی کی پشت پر چلچلاتی دھوپ میں کسی قالین پر بیٹھ کر نہیں، کسی صوفہ اور چارپائی پر بیٹھ کر

نہیں بلکہ اونٹنی کی پشت پر چلچلاتی دھوپ میں جو دعا کی ہے۔علماء کا اندازہ یہ ہے کہ کم وبیش وہ پانچ گھنٹے کی دعا تھی آقا ﷺ اللہ سے مانگتے رہے مانگتے رہے اللہ اکبر اور یہ تو میں جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ آقا ﷺ نے اللہ سے نہ اقتدار مانگا، نہ دولت مانگی، نہ عزت مانگی، نہ شہرت مانگی آقا ﷺ نے اللہ سے جو کچھ مانگا وہ اپنی امت کیلئے مانگا۔خود بھی اگر کوئی چیز مانگی ہے تو اپنی امت کو بتانے کیلئے کہ تم بھی مانگو، اللہ سے مانگو دیکھو جیسے میں مانگ رہا ہوں تم بھی مانگو، امت کو سکھانے کیلئے مانگا ہے۔

آقا ﷺ نے فقر کو پسند فرمایا

اب حضور ﷺ مانگتے ہیں اے اللہ! میں فقر سے پناہ مانگتا ہوں حالانکہ خود حضور ﷺ نے فقر کو پسند کیا، میرا اور آپ کا فقر یہ غیر اختیاری ہے ،اضطراری ہے، ہماری مجبوری ہے۔

میرے حضور ﷺ کا فقر اختیاری تھا، حضور ﷺ نے فقر کو پسند کیا ہے بعض روایات میں تو یہ بھی نقل کیا گیا ہے۔اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ ارے! فقر میرا فخر ہے

اور حضور ﷺ اللہ سے دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ

اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھنا، جب تک زندہ رہوں تو مسکین رہوں

اور اے اللہ! مروں تو مسکینی کی حالت میں مروں اور اے اللہ! قیامت کے دن مجھے بڑے بڑے لوگوں میں اور متکبروں میں نہیں اٹھانا میرے اللہ! قیامت کے دن بھی مجھے مسکینوں میں اٹھانا۔

اللہ اکبر! تو حضور ﷺ نے فقر کو پسند کیا ہے، فقر کو اختیار فرمایا ہے، دولت کا دجود گھر میں ہونا برداشت بھی نہیں تھا۔ ہائے اللہ! گھر میں تشریف لے گئے پتا چلا کہ چند دینار ہیں فرمایا اے عائشہ! یہ دینار گھر میں رکھے ہیں اگر اسی حالت میں موت آ گئی تو اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ گھر میں چند دینار پڑے ہوئے تھے جب تک وہ صدقہ نہیں کیے چین نہیں آیا۔

میرے بھائیو! اگر کسی سے احسان کی وجہ سے محبت کی جاسکتی ہے تو بھی ہماری محبت کے سب سے زیادہ مستحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور اس تفصیل میں جانے کا تو موقعہ نہیں کہ بتاؤں کس کس جنس پر، اور کس کس نوع پر حضور ﷺ نے کیا کیا احسانات کئے، بیواؤں پر کیا اور یتیموں پر کیا اور غلاموں پر کیا اور مزدوروں پر کیا اور انسانوں پر کیا اور حیوانوں پر کیا بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کافروں پر کیا۔ حضور ﷺ نے کافروں پر بھی احسانات کئے۔ کافروں کے بھی حقوق بتائے۔

کافر پر بھی ظلم کی اجازت نہیں

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کسی پر ظلم نہ کرو مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اگر چہ مظلوم فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہو اور

دوسری روایت میں فرمایا اگرچہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر بھی تم کو ظلم کرنے کی اجازت نہیں ہے اللہ کو ظلم پسند نہیں۔

اگرچہ شرابی پر ہو، اگرچہ چور اور ڈاکو پر ہو، اگرچہ کافر اور مشرک پر ہو۔ اللہ کو ظلم پسند نہیں ہے۔ اپنے ذہن سے نکال دیجئے کہ یہ تو ظالم ہے، یہ تو بدکار ہے اس پر جو چاہیں ظلم کر دیں، ہمارے لیے قطعاً جائز نہیں۔ کسی کافر ،مشرک، بت پرست پر بھی ظلم کرنا جائز نہیں ہے ظالمانہ طور پر ہاتھ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ آقا ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ کا کافروں پر احسان

آقا ﷺ نے کافروں کے بھی حقوق بیان فرمائے ہیں۔ قربان جاؤں آقا ﷺ! آپ کے مبارک قدموں کی خاک پر! فرمایا اسلامی مملکت میں رہنے والے کسی ذمی کافر کی عزت و آبرو اور مال و جان سے بھی اگر کوئی کھیلا تو قیامت کے دن اس ذمی کی طرف سے وکیل بن کر میں محمد آؤں گا۔ میں مقدمہ لڑوں گا، اس پر کیوں ظلم کیا تھا؟ کیوں ظلم کیا تھا ایک ذمی پر، ایک کافر پر تو ہر نوع پر احسانات، ہر جنس پر احسانات، ہر طبقہ پر احسانات، ہر شعبہ کے افراد پر احسانات، پوری کائنات پر حضور اکرم ﷺ کے احسانات ہیں۔ تو ان احسانات کو بھی اگر معیار بنا دیا جائے تو سب سے زیادہ ہماری اور صحیح الفطرت انسان کی محبت کے حق دار حضور اکرم ﷺ ہیں۔

عشق ومحبت کی علامات

اختصار کے ساتھ میں محبت کی بعض علامات بتانا چاہتا ہوں۔لیکن سننے سے پہلے دل میں یہ نیت کر لیجئے! کہ ان شاء اللہ یہ ساتوں علامات ہم اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے،کوشش کریں گے ناں ان شاء اللہ؟ یہ محبت کی علامات ہیں اگر کوئی محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے اندر یہ سات علامات ہونی چاہئیں۔ بہت اختصار کے ساتھ عرض کروں گا۔

محبت کی پہلی علامت

سب سے پہلی علامت محبت کی وہ اتباع ہے۔ میں نے پہلے کہہ دیا کہ جو شخص اتباع نہیں کرتا اس کے دل میں سچی محبت نہیں ہے۔لیکن ظاہری طور پر علامت کو دیکھا جائے تو اتباع علامت ہے محبت کی، جو سچا محب ہوگا وہ اتباع بھی کرے گا، وہ نقش قدم پر چلے گا۔ارے جھوٹے،نقلی اور کھوٹے معشوقوں کے نقش قدم پر چلنے والو! حقیقی معشوق اور حقیقی محبوب کے نقش قدم پر چلو تو اللہ کہتا ہے کہ میں راضی ہوں گا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱

(سورۃ آل عمران آیت ۳۱،پ ۳)

اللہ سے محبت کے دعوے کرتے ہو۔ اللہ کہتا ہے میرے محبوب کی اتباع کرو۔اگر اتباع کرو گے تو پھر تم صرف محب نہیں رہو گے بلکہ میرے محبوب

بن جاؤ گے۔

حضور ﷺ کی اتباع کیجئے اور میں کہوں گا کہ صورت میں اتباع، سیرت میں اتباع، شادی میں اتباع، بازار میں اتباع، مسجد میں اتباع، مارکیٹ میں اتباع، ہر جگہ حضور ﷺ کی اتباع۔ اور میرے ان الفاظ کو یاد کر لیجئے آپ کو سکون نہیں مل سکتا، حقیقی سکون نہیں مل سکتا حضور ﷺ کی اتباع کے بغیر، حضور ﷺ کی حقیقی اتباع کرو گے اور ہر شعبہ میں اتباع کرو گے یقیناً تمہیں سکون ملے گا زندگی گزارنے کا حقیقی مزہ آجائے گا۔

محبت کی دوسری علامت

محبت کی دوسری علامت کثرت ذکر ہے۔ جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہوگی وہ حضور اکرم ﷺ کا ذکر بھی بہت کرے گا۔ بار بار حضور ﷺ کا ذکر زبان پر آجائے گا۔ میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کوشش کریں کہ احادیث کا اتنا مطالعہ ہو کہ آپ بات بات پر حضور ﷺ کا حوالہ دیا کریں۔ میرے حضور ﷺ نے یوں فرمایا، میرے آقا ﷺ نے یوں فرمایا، قدم قدم پر، مرحلے مرحلے پر، بات بات پر حضور ﷺ کا ذکر ہو، میرے آقا ﷺ نے یوں فرمایا، میرے آقا ﷺ یہ کرتے تھے، میرے آقا ﷺ یوں کھاتے تھے، میرے آقا ﷺ کو یہ پسند تھا، میرے آقا ﷺ یوں مسکراتے تھے، میرے آقا ﷺ یوں چلتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا بار بار ذکر ہو۔

محبت کی تیسری علامت

جسے حضور اکرم ﷺ سے محبت ہوگی اسے حضور ﷺ کے لائے ہوئے سارے دین سے محبت، حضور اکرم ﷺ کی ساری زندگی دین کی دعوت کے لئے، دین کی حفاظت کے لئے وقف تھی۔ اور مجھے حج کے موقع پر اللہ پاک نے اپنے گروپ میں درس کی توفیق عطا فرمائی۔تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ذرا کان کھول کر سنو۔ مکہ کے بازاروں سے، مدینہ کی گلی کوچوں سے اور منیٰ وعرفات سے ایک بڑی خوبصورت آواز آرہی ہے، بڑی درد بھری آواز آرہی ہے اور وہ درد بھری آواز ہمارے آقا حضور اکرم ﷺ کی آواز ہے اور وہ آواز کیا ہے؟

كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللهِ: مسلمانو!اللہ کے مددگار بن جاؤ

یعنی اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ، اللہ کے مددگار بن جاؤ۔میرے بھائیو! یہ حضور ﷺ کی زندگی کا حاصل ہے۔

كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللهِ: اے مسلمانو! اللہ کے مددگار بن جاؤ

اور اللہ کی مدد کیا ہے؟ اللہ کے دین سے محبت اور اس کی مدد کرنا۔

محبت کی چوتھی علامت

چوتھی علامت یہ ہے کہ جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہوگی اس کے دل میں محبت کا احساس ہوگا۔محبت ہوگی تو عظمت بھی، ادب بھی، احترام بھی

ہوگا ارے عظمت کا حال یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راستے سے گزر رہے تھے تو دور سے حضور ﷺ کو دیکھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چھپ گئے۔ حضور ﷺ کو بڑا تعجب ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے دیکھنے کیلئے تڑپتا ہے اور بہانے بہانے سے میری مجلس میں آتا ہے۔آج مجھے دیکھا تو چھپ گیا بڑا تعجب ہوا بعد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ارے ابو ہریرہ! آج کیا کیا؟ کیوں چھپ رہے تھے؟ ہائے محبت آدابِ محبت خود سکھا دیتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ! میں اس وقت ناپاکی کی حالت میں تھا میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا کہ میں ناپاکی کی حالت میں آپ کے سامنے آؤں، آپ سے گفتگو کروں، آپ کو سلام کروں۔ناپاکی کی حالت میں میرے دل نے گوارا نہیں کیا، میں گیا اور غسل کر کے آیا اور پھر آپ کے سامنے آیا۔

حالانکہ یہ شریعت کا حکم نہیں ہے کہ ناپاکی کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کے پاس نہ آؤ اور حضور ﷺ سے بات نہ کرو۔لیکن محبت نے ان کو اس پر آمادہ کیا۔چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا یہ مطلب نہیں تھا کہ جسم ناپاک نہیں ہوتا۔مومن کی زبان، مومن کا دل ناپاک نہیں ہوتا۔چنانچہ یاد رکھیئے! ناپاکی کی حالت میں اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے۔ناپاکی کی حالت میں اللہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے، تلاوت نہیں کر سکتے لیکن اللہ کا ذکر کر سکتے ہیں اور ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو ناپاکی

کے دنوں میں بھی اللہ کے ذکر سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

اللہ اکبر! کیسی سہولت پیدا کر دی وگرنہ ناپاکی کے ایام میں مائیں، بیٹیاں بہنیں اللہ کا ذکر نہ کر سکتیں اور اس حالت میں موت آجاتی تو گویا کہ اللہ کے ذکر کے بغیر موت آگئی۔ تو ناپاکی میں اللہ کے ذکر کی اجازت ہے۔

محبت کی پانچویں علامت

پانچویں علامت یہ ہے کہ جس دل میں محبت ہوگی اس دل میں روضہ رسول ﷺ کی زیارت کا شوق ہوگا۔ اے اللہ! مجھے حضور ﷺ کا روضہ دکھادے۔ سچی تڑپ ہو اول تو اللہ دکھا ہی دے گا اور اگر اللہ نے دکھایا نہیں لیکن میں قرآن وحدیث کے مطالعے کی بنیاد پر دعویٰ کر رہا ہوں کہ اللہ بن دیکھے دیکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ تقریباً ایک سو دس ملکوں کے حاجی ہوتے ہیں حج کے موقعہ پر مجھے سب زیادہ جو تعجب ہوتا ہے اور ایمان تازہ ہوتا ہے وہ چینی حاجیوں کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ ساٹھ، ستر سال کمیونسٹوں کا اقتدار رہا، قرآن کی تعلیم پر پابندی، حدیث کی تعلیم پر پابندی، مدرسہ بند، مسجدیں بند لیکن ان کے دلوں سے نہ اللہ کی محبت کو نکالا جا سکا، نہ حضور ﷺ کی محبت کو نکالا جا سکا۔ ہمارے کئی ساتھی دعوت وتبلیغ کیلئے گئے ہوئے تھے۔ ان ساتھیوں نے بتایا کہ ہم مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ ہمارے تبلیغ والے تو ہر وقت شکار کی تلاش میں ہوتے ہیں تو ایک دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ چینی حاجیوں کا ایک گروپ آیا۔ اللہ اکبر!

تو کہنے لگے داخل ہوتے ہی ہم سے یہ سوال نہیں کیا کہ حضور ﷺ کا روضہ کہاں ہے؟ کہنے لگے حضور ﷺ کہاں ہیں؟ اللہ اکبر۔ پتہ نہیں کیا بے تابی ہوگی ان کے دل میں، کیا پیاس ہوگی، کتنی اداسی ہوگی، کتنی محبت ہوگی کہ عجیب وابستگی کیساتھ پوچھنے لگے کہ حضور ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے کہا آؤ میں تمھیں حضور ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں۔ میں اس گروپ کو حضور ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوگیا۔ صلوۃ وسلام پیش کیا خود بھی روتے رہے سننے والوں کو بھی رلاتے رہے۔ محبت ہو تو حضور ﷺ کے روضہ کا شوق بھی ہو۔

محبت کی چھٹی علامت

جس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت ہوگی اس کو ہر اس چیز سے محبت ہوگی جس کا حضور ﷺ سے تعلق ہے یہ بھی علامات محبت میں سے ہے کہ ہر اس چیز سے محبت جس کی نسبت حضور ﷺ کیساتھ ہے۔ حضور ﷺ کے اہل بیت سے محبت، چونکہ اہل بیت کا حضور ﷺ سے تعلق ہے بھائیو! اہل بیت پر کسی مخصوص گمراہ فرقہ کی اجارہ داری نہیں ہے۔ اہلسنت والجماعت اہل بیت سے محبت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

الحمدللہ! ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت، حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت، ان کی اولادوں سے محبت ہم سارے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کے نواسے ہیں، حضور ﷺ کے پیارے ہیں جن کو حضور ﷺ کے پیاروں سے محبت

نہیں وہ مومن کیسے؟

حضور اکرم ﷺ نے اپنے نواسوں کے بارے میں فرمایا۔ یہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، یہ جنت کے پھول ہیں۔

آقا ﷺ نے فرمایا؛

اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

یہ آقا ﷺ نے فرمایا؛

اہل بیت سے محبت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت، ایک ایک صحابی سے محبت، جس کے دل میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا بغض ہے اس کے دل میں ایمان ہرگز نہیں آسکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بغض اور ایمان ایک سینے میں جمع ہو جائیں ایسا ہی ہے جیسے آگ اور پانی جمع ہو جائیں۔

حضور ﷺ کی محبت ہے تو اہل بیت کی محبت، صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت، مدینہ کی محبت، مدینہ کی گلی کوچوں کی محبت، حضور ﷺ کی اداؤں سے محبت، سنتوں سے محبت، حضور ﷺ کی غذاؤں سے محبت، حضور ﷺ کو کیا پسند تھا مجھے بھی پسند ہے محبت یہاں تک پہنچا دے۔

محبت کی ساتویں علامت

جیسے حضور اکرم ﷺ سے محبت ہو تو محبت کی ساتوں علامت یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں اور حضور ﷺ کے درد کو اپنا درد سمجھنے والوں سے بھی محبت کرے گا۔ یعنی علماء حق سے محبت، دین کے داعیوں سے

محبت، مبلغین سے محبت، مجاہدین سے محبت، شہداء سے محبت، حفاظ قراء اور مدرسین قرآن سے محبت اس لئے کہ یہ حضور ﷺ کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں اور یہ حضور ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں اللہ مجھے اور آپ سب کو یہ محبت نصیب فرمائے۔

میرے بھائیو! موضوع کا حق تو نہ ادا ہوسکا اور بات کچھ لمبی ہوگئی اور ہمت بھی نہیں کہ بات کو چلاؤں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اللہ پاک نے کرم فرمایا اور اللہ نے توفیق دی تو اسی موضوع پر مفصل بیان ہوگا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

فتنۂ انکارِ حدیث

ازافادات

داعیٔ قرآن، مُفسرِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب

مولانا اشفاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۞ ......درسِ قرآن کا اصل مقصد۔

۞ ......قرآن فہمی کے لیے حدیث پاک کی احتیاج۔

۞ ......اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت۔

۞ ......قرآن وحدیث کا تلازم۔

۞ ......منکرینِ حدیث کے اعتراضات اور اُن کے تفصیلی جوابات۔

۞ ......اختلافِ روایات کی وجوہات۔

نوٹ:......نشست اول کوشش کے باوجود دستیاب نہ ہوسکی۔(از مرتب)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ :
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ﴿۸۰﴾

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درسِ قرآن کا اصل مقصد

میرے محترم دوستو، عزیزو، بھائیو، ماؤں، بہنو اور بیٹیو!

اس درس کا اصل مقصد اللہ کی رضا کے مطابق اور اپنی طاقت کے مطابق دین کی تبلیغ و دعوت قرآن و حدیث کے دیئے ہوئے اسلوب کے مطابق ذہنی فکر، علمی، عملی اور اخلاقی تربیت اور افہام و تفہیم ہے۔ اگر کسی گمراہ فرقے

کا بھی ذکر کیا جاتا ہے تو حتی الامکان اس میں کوشش کی جاتی ہے کہ سنجیدگی وقار، حکمت اور ادب کے پہلو کو ملحوظ رکھا جائے۔ نہ کفر کا فتویٰ لگایا جائے، نہ کیچڑ اچھالا جائے، نہ گالی گلوچ کو اپنا وطیرہ بنایا جائے۔ اور یہ بھی جان لیں کہ الحمد للہ! درس دیتے وقت، دین کی کوئی بات سمجھاتے وقت یا کسی گمراہ فرقے کا ذکر کرتے وقت مجھے اپنے علم، اپنے عمل، اپنی ذہانت یا اپنے مطالعے پر کسی قسم کا گھمنڈ یا غرور اور فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے آپ کو قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کا ایک ادنیٰ اور ناقص سا طالب علم سمجھ کر (جسے اللہ نے اس کی حیثیت اور اس کے مقام سے زیادہ عزت عطا فرما دی)۔ بات کرنے کی کوشش کی جاتی ہے سب سے پہلے اپنی اصلاح کے لئے اور پھر اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی اصلاح کے لئے حق تو یہ تھا کہ جس مسند پر اور جس اسٹیج پر بیٹھ کر میں بات کر رہا ہوں یہاں کوئی بہت بڑی علمی شخصیت بیٹھ کر بات کرتی۔ وہ مختلف مصروفیات کی وجہ سے یہاں وقت نہیں دے سکتے۔

گذشتہ درس کے چند اہم نکات

سب سے پہلے گزشتہ درس میں جو کچھ کہا گیا تھا اسے تازہ کرنے کے لئے اس کے چند اہم نکات دہرائے دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ میرے بھائیو! اسلامی شریعت پر عمل کرنے کے لئے، نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے مطابق چلنے کے لئے اور ایک مسلمان کے لیے اپنی پوری

اسلامی زندگی اسلامی تقاضوں کے مطابق گزارنے کے لئے جیسے قرآن کریم کوسامنے رکھنا ضروری ہے۔ایسے ہی حدیث رسول ﷺ کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے، قرآن کریم اگر متن ہے تو حدیث اس کی شرح ہے اور اس شرح کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا ممکن نہیں۔

قرآن فہمی کے لیے حدیث کی احتیاج

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی مادری زبان عربی تھی اور جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی شاگردی کی صورت میں حاصل ہو چکی تھی۔جن کے نفوس کا، جن کے دلوں کا، جن کے دماغوں کا تزکیہ اور صفائی ہو چکی تھی اور جو اپنے جسم کے ہر ہر ذرے میں گوشت اور خون میں اور رگوں میں، دل میں اور دماغ میں ایمان کے اثرات قبول کر چکے تھے اور جو بڑے ذہین لوگ تھے وہ بھی قرآن کو اس وقت تک نہ سمجھ سکے تھے جب تک کے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہ کئے، آپ کی شاگردی اختیار نہ فرمائی، آپ سے سوالات نہ کئے، آپ سے استفادہ نہ کر سکے اس وقت تک وہ نہ سمجھ سکے۔تو ہمارے جیسے لوگ جن کی مادری زبان عربی نہیں، جن کے نفوس کا، جن کے دلوں کا تزکیہ نہیں ہوا جن پر مادیت کی محبت چھائی ہوئی ہے، جن کے اندر ایمان پوری طرح سرائیت کئے ہوئے نہیں، جو فتنوں کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور جن میں سے اکثر کسی صاحب دل، کسی صاحب درد، کسی

صاحب علم کی صحبت میں نہیں ہیں تو ہم تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں کہیں زیادہ قرآن کو سمجھنے کے لیے حدیث رسول اللہ ﷺ کے محتاج ہیں۔

اطاعتِ رسول ﷺ کی اہمیت

یہ بھی عرض کروں کہ خود قرآن نے نبی کریم ﷺ کی اطاعت، آپ کی محبت، آپ کو مقتداء اور رہنما بنانے پر آپ کو اسوہ اور نمونہ بنانے پر بڑا زور دیا ہے کہیں پر فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(سورۃ الاحزاب آیت ۲۱، پ ۲۱)

تمہارے لئے اللہ کے رسول سب سے اچھا نمونہ ہیں

کہیں پر فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ

(سورۃ الحشر آیت ۷، پ ۲۸)

جو اللہ کا رسول تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔

کہیں پر فرمایا کہ:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

(سورۃ النساء آیت ۸۰، پ ۵)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

کہیں فرمایا کہ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ

غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ

(سورۃ النساء آیت ۱۱۵، پ۵)

جو رسول کا راستہ چھوڑتا ہے ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد اور ایمان والوں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلتا ہے تو ہم اسے چلنے دیں گے۔ جس طرف وہ چل رہا ہے لیکن بالآخر اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔

کامل مومن ہونے کی شرط

کہیں پر قسم کھا کر فرمایا؛

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

(سورۃ النساء آیت ۶۵، پ۵)

تیرے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے اے میرے نبی! جب تک یہ اپنے اختلافات میں آپ کے حکم اور فیصلے نہ مانیں، تسلیم نہ کریں اور آپ کے فیصلوں کے سامنے دل و جان سے سر کو نہ جھکا دیں۔ تو تیرے رب کی قسم! یہ مومن ہو ہی نہیں سکتے۔ اس لئے عرض کیا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی عملی زندگی کے مسائل کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیا کرتے تھے۔

قرآن وحدیث کا تلازم

یہ بھی عرض کر دوں کہ حدیث کو قرآن سے الگ نہ کیا جائے۔ اور قرآن کو حدیث سے الگ کیا گیا تو معاذ اللہ! جس کا جو دل چاہے گا وہ قرآن کی تفسیر کر دے گا۔ اور جس کا جو دل چاہے گا وہ شریعت میں تحریف کر دے گا۔

قرآن میں تبدیلی کرنا آسان، شریعت کا چہرہ مسخ کرنا آسان ہوجائے گا، جس کا دل چاہے وہ نماز کا مفہوم، زکوٰۃ کا مفہوم، روزے کا مفہوم، حج و عمرے کا مفہوم، جہاد کا مفہوم اپنی مرضی کے مطابق بیان کر دے گا۔ یوں گمراہی کا بہت بڑا دروازہ کھل جائے گا۔

منکرین حدیث کا پہلا اعتراض

آج کی نشست میں منکرینِ حدیث کے چند اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔ ان میں سے سب سے پہلا اعتراض یہ کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث کے لکھنے سے منع فرما دیا تھا۔ قرآن کی کتابت کا آپ اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ لیکن احادیث لکھنے کا نہ صرف یہ کہ اہتمام نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس اللہ کے نبی ﷺ نے احادیث کے لکھنے سے منع فرما دیا۔ احادیث لکھی نہیں گئیں اس لیے یہ قابل اعتماد اور لائق استدلال نہیں ہیں۔ ہمارے لئے حجت اور دلیل نہیں ہیں اور اس سلسلے میں منکرینِ حدیث کی طرف سے صحیح مسلم کی حدیث پیش کی جاتی ہے جسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَاتَكْتُبُوْا عَنِّيْ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ

مجھ سے کچھ نہ لکھو یعنی میری کوئی بات نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ کچھ اور لکھا ہے اس کو مٹا دے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے فرمایا مجھ سے کوئی بات نہ

لکھواور اگر کسی نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ اور سن کرلکھا ہے تو وہ اس کو مٹادے۔ثابت ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے حدیث کے لکھنے سے منع فرمایا۔

پہلے اعتراض کے مدلل جوابات

پہلی بات یہ کہوں گا عجیب اتفاق دیکھئے کہ منکرینِ حدیث نے اعتراض کرنے کے لئے خود حدیث پیش کی، گویا اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے جس چیز پر بھروسہ کیا وہ حدیث ہے یعنی قرآن سے وہ کوئی ایسی آیت، ایسی دلیل پیش نہیں کرسکتے کہ قرآن نے حدیث کے لکھنے سے منع کیا ہو۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جب آپ حدیث کو حجت اور دلیل مانتے تو اپنے دعوے، نظریہ اور موقف پر بطور دلیل حدیث پیش کرتے، تو حجیت حدیث کا انکار کرکے بطور دلیل یہ مسلمہ اصول کے خلاف ہے۔تو کہا کہ احادیث کو لکھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمادیا تھا دلیل کیا ہے؟ حدیث۔تو بھئی! حدیث کوتو آپ حجت مانتے نہیں تو اپنے اس دعوے کے لئے خود حدیث کو پیش کرنا یہ غلط ہے۔

حفاظتِ علم صرف کتابت پر موقوف نہیں

دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ جس چیز کو لکھا نہیں گیا وہ قابل اعتماد نہیں اور جس چیز کو لکھا نہ جائے اس کی حفاظت ہو بھی نہیں سکتی، یہ بھی غلط ہے۔صرف لکھنا ہی کسی علم کی حفاظت کا واحد طریقہ راستہ نہیں ہے بلکہ علم کی حفاظت کے اور راستے بھی ہیں۔ اس علم کی، اس فن کی، ان الفاظ کی حفاظت کے لئے قرآن کو دیکھیں کہ اس میں شک نہیں قرآن کو لکھا

بھی گیا لیکن قرآن کریم کی حفاظت کا مدار صرف کتابت پر نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم کے محفوظ ہونے کا سب سے موثر ذریعہ کتابت کے بجائے یہ سینہ ہے ، یہ دماغ ہے کہ قرآن کریم کو سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ احادیث مسلمانوں کی عملی، اخلاقی، معاشرتی ، معاشی ، سیاسی ، ازدواجی ، تجارتی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں۔لہذا مسلمان قدم قدم پر حدیث کی طرف دیکھنے کے محتاج تھے۔نماز کیسے پڑھی جائے؟ دیکھتے تھے، حدیث کو، روزے کیسے رکھے جائیں؟ دیکھتے تھے حدیث کو۔ حج وعمرہ کیسے کیا جائے؟ دیکھتے تھے حدیث کو، نکاح شادی کیسے کی جائے؟ دیکھتے تھے حدیث کو، بیوی بچوں کے ساتھ سلوک کیسا کیا جائے؟ دیکھتے تھے حدیث کو، خرید وفروخت کیسے کی جائے؟ دیکھتے تھے حدیث کو، قرض امانت اعارہ واستعارہ، ودیعت وہبہ یہ سب کیسے کیا جائے؟ دیکھتے تھے حدیث کو۔ چونکہ حدیث مسلمانوں کی عملی ،اخلاقی ، معاشرتی ، معاشی، ازدواجی، تجارتی ،سیاسی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے مسلمان قدم قدم پر محتاج تھے۔ حدیث کو دیکھنے کے اور یوں حدیث عمل میں آ گئی۔اور جو چیز عمل میں آ جائے تو خود بخود محفوظ ہو جاتی ہے۔

علماء کا بیان کردہ اہم نکتہ

اور تیسری بات اس اعتراض کے جواب میں یہ کہوں گا کہ یہ جو حدیث ہے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے علاوہ جو کچھ لکھا اس کو مٹا دو۔صرف قرآن کے لکھنے کی اجازت ،تو اس حدیث کی توجیہ اور جواب

کے بارے میں مختلف باتیں علماء نے ارشاد فرمائی ہیں۔ میں صرف ایک نکتہ بیان کررہا ہوں کہ ابتداء میں اندیشہ تھا کہ اگر مسلمان قرآن و حدیث دونوں کو لکھنے کا اہتمام کریں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ دونوں میں اختلاط اور اشتباہ ہوجائے۔ حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھی اس کو لکھ لیا گیا پھر حدیث کے ذریعے آپ نے اس آیت کی تشریح اور تفسیر بیان فرمائی۔ اب اگر اسے بھی آیت کے ساتھ لکھ لیا جاتا تو ممکن تھا کہ کوئی شخص تفسیر اور متن قرآن یعنی قرآن وحدیث دونوں کو ایک ہی درجہ دے دیتا اور دونوں میں امتیاز اور فرق کو ملحوظ نہ رکھا جاتا۔ نئے نئے لوگ مسلمان ہورہے تھے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی فرد بلکہ بعد میں تو پھر آئے دن کوئی نہ کوئی جماعت، کوئی نہ کوئی قبیلہ، ایک ایک نہیں کئی کئی جماعتیں اسلام قبول کرتی تھیں۔ تو اگر دونوں میں یہ فرق ملحوظ نہ رکھا جاتا تو بعد والے لوگوں کے اشتباہ میں مبتلا کا خطرہ تھا کہ کہیں وہ دونوں کو ایک ہی نہ سمجھنے لگیں۔ لیکن جب ذہنوں میں بیٹھ گیا قرآن کیا ہے اور حدیث کیا ہے۔ دونوں میں فرق پہنچاننے لگے۔ تو اب اللہ کے نبی ﷺ نے بسا اوقات خود حدیثیں لکھنے کا حکم دیا چنانچہ بعض لوگ دور دراز کا سفر کرکے آئے اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا ان کو میری فلاں فلاں حدیثیں لکھ کر دو۔ تو ابتداء میں ممانعت تھی۔ لیکن بعد میں خود رسول اللہ ﷺ نے لکھنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ خود حضور ﷺ کی زندگی ہی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسالے اور مجموعۂ احادیث کتابی شکل میں تیار کرلئے تھے۔ اور ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے

پاس احادیث زیادہ محفوظ ہوگئیں جو لکھنا جانتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جن کا شمار کثیر الروایات صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو بھی مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد نہیں تھیں۔ وجہ کیا تھی فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ وہ لکھ لیتے تھے میں لکھنا جانتا نہیں تھا۔

اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ سے مختلف باتیں سنتا ہوں کیا میں ساری باتیں لکھ لیا کرو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ ہاں میں نے عرض کیا چاہے آپ غصے میں ہوں اور چاہے آپ خوشی کی حالت میں ہوں، ہر کیفیت کی باتیں لکھ لیا کروں؟ آپ کبھی غصے میں ہوتے ہیں کبھی خوشی کی حالت میں ہوتے ہیں، انسان غصے میں ہوتو اعتدال سے ہٹ جاتا ہے اور بہت زیادہ خوشی کا غلبہ ہوتو بھی انسان اعتدال سے ہٹ جاتا ہے اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ غصے کی حالت میں قاضی کو، جج کو فیصلہ نہیں کرنا چاہے۔ بعض لوگوں کے بارے میں لگتا ہے کہ بڑے میاں گھر سے لڑ کر آئے ہیں۔ غصے کی حالت میں انسان اعتدال پر نہیں رہتا اس لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کا غلبہ ہوتا ہے تو کیا ہر کیفیت کی باتیں لکھ لیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اگر غصے میں ہوں تو جب بھی حق کہتا ہوں اور خوشی میں ہوں تو بھی حق کہتا ہوں۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ غصہ یا خوشی کا غلبہ ہوتو میں راہ اعتدال، راہِ حق اور انصاف کے

راستے سے ہٹ جاؤں۔ آپ ﷺ کو غصہ بھی آتا تھا، خوشی کی کیفیت بھی ہوتی تھی لیکن کسی حالت میں بھی عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے تھے۔ یہ پہلا اعتراض تھا جس کے جواب میں چند باتیں عرض کیں۔

منکرینِ حدیث کا دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض وہ یہ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک موقعے پر فرمایا کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس کا مطلب منکرین نے یہ نکالا کہ اللہ کی کتاب کافی ہے حدیث کی ضرورت نہیں۔ اگر میں منکرین کی بات کو ذرا بڑھاتے ہوئے یہ کہوں تو آپ سوچیے! حدیث کا کوئی منکر بھی میرے موقف کی تائید کرے گا؟ میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے عقل کی کوئی ضرورت نہیں ،ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے لہذا تاریخ کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے عرف و عادت کو دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کوئی بھی سلیم الفطرت اور صحیح العقل مجھے یہ مفہوم بیان کرنے کی اجازت نہیں دے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ بس اللہ کی کتاب کافی ہے نہ عقل کی ضرورت، نہ فہم وتدبر کی ضرورت، نہ عرف و عادت کو دیکھنے کی ضرورت۔ یقیناً یہ مفہوم ان کی بات کا ہرگز نہیں تھا۔

تفصیلی واقعہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا صحیح مطلب

ہوا یہ کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوگئے، بیماری کے دنوں میں آپ ﷺ نے

ایک موقعہ پر فرمایا قلم اور کاغذ لے آؤ میں کچھ باتیں لکھ دوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور صورت یہ تھی کہ بیماری کا شدید غلبہ اور آپ ﷺ سخت تکلیف میں تھے۔ جو لوگ موجود تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ ہاں ہاں قلم اور کاغذ پیش کیا جائے تا کہ آپ لکھ دیں، بعض نے آپ کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے یہ رائے دی کہ نہیں اس وقت مناسب نہیں۔ اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ پر تکلیف غالب ہے

وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللهِ

تمہارے پاس قرآن موجود ہے تمہارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے

اس وقت حضور ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو فرما رہے ہیں کہ اللہ کی کتاب تمہارے لئے کافی ہے۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا اس کا کوئی بھی شخص یہ مفہوم نہیں بیان کر سکتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی ضرورت نہیں۔ اللہ کی کتاب موجود ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو صرف حضور علیہ السلام کی بیماری کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے یہ عرض کر رہے تھے کہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے پھر آپ لکھ دیجئے گا۔ اس وقت آپ تکلیف نہ فرمائیں۔

ایک عجیب بہتان

اور آپ کو عجیب بات بتاؤں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو فرمایا تمہارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے اس وقت حضور ﷺ کو تکلیف دینا

مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جو مخالف تھے انہوں نے معاذ اللہ! اس سے گستاخی کا مطلب نکال لیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گستاخی کے مرتکب ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ لکھ دوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ تو یہ ان کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک جسارت تھی، ایک توہین تھی، بے ادبی تھی اور دوسری طرف جن لوگوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت تھی انہوں نے یہ مطلب نکال لیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہمیں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ کی کتاب کافی ہے۔ نہ یہ مطلب صحیح ہے نہ وہ مطلب صحیح ہے۔ معاذ اللہ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہیں ہوئے سارے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے اگر اس بات کا لکھنا اتنا ہی ضروری ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتے تھے اور یہ بھی یاد رکھیں! کہ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد کئی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اگر آپ چاہتے تو بعد میں وہ بات لکھوا دیتے اور اس کا یہ مفہوم بیان کرنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معاذ اللہ! مقصد حدیث سے استغناء اور بے نیازی تھی تو یہ سراسر زیادتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات لکھ کر دینا چاہتے تھے یہ وہ کھلی بات اُصولی بات سمجھانا چاہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اصول کی کتاب، کلیات کی کتاب قرآن کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا آپ اس وقت تکلیف نہ فرمائیں۔

تیسرا اعتراض منکرینِ حدیث کا

ایک تیسرا اعتراض منکرین حدیث کی طرف سے جو کیا جاتا ہے اور انتہائی ظلم ڈھاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حدیث قرآن کے خلاف ایک عجیب سازش ہے۔ بلکہ بعض نے تو واضح طور پر کہہ دیا کہ حدیث قرآن کے خلاف مجوسی کی سازش ہے مجوس سازش یا عجمی سازش حدیث کو کیوں کہا گیا؟ محض اسلئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا نے اسلام قبول کیا، مجوسیت سے اسلام کی طرف آئے، معاذ اللہ اگر کوئی شخص مجوسیت سے اسلام کی طرف آتا ہے اور اسکے دادا پردادا سے بھی اوپر کے بھی لوگ اور ان کی وجہ سے دینی خدمت کو مجوسی سازش کہتے ہیں۔تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں بہت سارے ایسے بزرگ ہیں ہے جو ہندو تھے، سکھ تھے، بدھ مذہب پر تھے، مجوسیت پر تھے، یہودیت اور عیسائیت پر تھے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور قرآن کی تفسیر لکھی تو کل کلاں ہم ان کے پرانے نسب نامے کو دیکھ کر یہ بھی کہنے لگیں گے کہ یہ تفسیر، یہ قرآن کی خدمت ہندوؤں کی سازش ہے اور یہودیوں اور عیسائیوں کی سازش ہے۔ یہ تو اللہ کا دین ہے اللہ جسے چاہے اپنی کتاب مقدس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام کی خدمت کیلئے قبول فرمالے۔تو محض اسلئے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر کے سلسلے میں کچھ لوگ مجوسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرنے کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا اس کارنامے کو

مجوسی سازش کہہ دینا غضب ڈھانے کے مترادف ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ ہے ایک حدیث آتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے تھے اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا

لو کان الایمان عند الثُّرَیَّا لنا لہٗ رِجَالٌ مِنْ ھٰؤُلَآءِ

اگر ایمان کسی زمانے میں ثریا تک بھی پہنچ گیا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نسل سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ وہ ہوں گے جو ثریا سے بھی ایمان کو لے آئیں گے۔

بہت سے علماء نے کہا اس حدیث کا مصداق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسلئے کہ اتفاق سے یہ دونوں فارس سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی احادیث جمع کرنے کیلئے مکہ، بصرہ، مدینہ، مصر اور شام کا سفر کیا اور ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) مشائخِ عظام اور اساتذۂ کرام سے حدیث سنی اور پھر سولہ سال میں احادیث کو بخاری شریف کی شکل میں جمع کیا۔ ہر حدیث لکھنے سے پہلے استخارہ کیا، دو نفل پڑھے اور بخاری شریف کے عنوانات جو لکھے وہ ریاض الجنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اور ممبر کے درمیان بیٹھ کر لکھے، تو حدیث کو عجمی سازش کہا گیا اس لئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رہنے والے تھے بخارا کے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور کے، امام ابو داؤد سیستان کے اور

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ترمذ کے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے رہنے والے اس بنا پر معاذ اللہ حدیث کو عجمی سازش قرار دیا گیا۔

علم کسی کی جاگیر نہیں

علم کسی کی میراث نہیں بلکہ جو چاہئے اسے حاصل کرے بعض اوقات مدارس میں دیکھتا ہوں شیخ الحدیث کا بیٹا ہے اور علم سے محروم، موچی کا بیٹا ہے، مزدور کا بیٹا ہے، لوہار کا بیٹا ہے، کمہار کا بیٹا ہے، ایک حجام کا بیٹا ہے، کاشت کار کا بیٹا ہے اور اللہ پاک نے اس کو علمی کمالات سے نوازا ہوا ہے میں تو آج بھی کہتا ہوں اللہ نے قرآن میں کہا

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُم ﴿٣٨﴾ (سورۃ المحمد آیت ۳۸، پ ۲۶)

اے مسلمانو! تم میرے دین کی خدمت سے، قرآن اور حدیث کی سنت سے اعراض کرو گے تو اللہ تمہارے بدلے میں کچھ اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہیں ہوں گے۔

ہوسکتا ہے ہم جو نسلی، جدی پشتی صلبی مسلمان ہیں اگر ہم نے دین کی خدمت نہ کی تو اللہ پاک غیر مسلموں کی اولاد کو دین کی خدمت کیلئے کھڑا کردے گا۔

منکرین حدیث کا چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

چوتھا اعتراض جو منکرینِ حدیث کی طرف سے کیا گیا وہ یہ کہ احادیث کی

وجہ سے امت میں اختلاف آیا روایات بہت مختلف ہیں تو روایات کی اختلاف کی وجہ سے امت میں اختلاف پیدا ہوا سب سے پہلے تو میں اس بات کو لیتا ہوں کہ روایات میں اختلاف کیوں ہے؟ چند اسباب جو ہر کسی کی سمجھ میں آ جائیں میں بیان کر رہا ہوں۔

پہلا سبب روایات میں اختلاف کا یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے مختلف وقتوں میں دو شخصوں کو ایک ہی سوال کا الگ الگ جواب دیا سوال ایک لیکن جواب دونوں مختلف تھے اب جو حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کو ان دونوں احادیث میں یا ان دونوں جوابوں میں تضاد محسوس ہوا حالانکہ ان میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں تھا۔

سوال ایک، جواب دو مختلف

اس کی ایک مثال ایک روزے دار نے دریافت کیا کہ روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ بوس و کنار کر سکتا ہوں آپ نے اجازت دی دوسرے نے پوچھا آپ نے فرمایا تمہارے لئے جائز نہیں ہے، جو حقیقت کو نہیں سمجھتا وہ کہے گا ان دونوں حدیثوں میں تضاد ہے سوال ایک ہے جواب دو اور بالکل مختلف، حالانکہ جسے اجازت دی تھی وہ عمر کے اس دور میں تھا کہ بوس و کنار کی وجہ سے یہ خطرہ نہیں تھا کہ جماع کر بیٹھے گا اور یوں روزہ توڑ دے گا اور جسے منع کیا وہ نوجوان شخص تھا آپ نے اسے منع کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ بوس و کنار اس کو روزہ توڑنے تک، جماع تک پہنچا دے۔!

ایک اور مثال

ایک اور حدیث ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ مجھے جماعت چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اجازت ہے۔ دوسرے نے اجازت طلب کی آپ نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ سخت الفاظ میں منع فرمایا کہ تمہارے لئے بالکل جائز نہیں۔ جسے اجازت دی جماعت کے چھوڑنے کی آپ جانتے تھے کہ اس کے پاس کوئی خادم مسجد میں لانے والے نہیں تھا اور جسے منع کر دیا آپ جانتے تھے کہ یہ آنا چاہے تو آسکتا ہے سوال ایک تھا جواب دو، بظاہر سننے والوں کو ان میں تضاد محسوس ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ان میں کوئی تضاد نہیں۔

روایات میں اختلاف کی دوسری وجہ

دوسری وجہ روایات واحادیث میں اختلاف کی کہ حضور ﷺ نے کسی مخصوص واقعہ کے بارے میں ایک بات ارشاد فرمائی اور لوگ اسے عام سمجھنے لگے جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ حدیث سنائی کہ اگر کسی میت کے گھر والے روئیں گے تو ان کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوگا یہ کون سا رونا ہے؟ جو حد سے تجاوز کرتے ہوئے، ماتم کرتے ہوئے اور سینہ پیٹتے ہوئے اور ہائے واویلا کرتے ہوئے۔ فرمایا کہ اگر کسی میت کے گھر والے روئیں گے تو ان کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوگا۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اسے عذاب کیوں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی

وضاحت فرمائی کہ حضور ﷺ نے جو بات فرمائی تھی اس موقع پر جبکہ ایک کافر عورت کا انتقال ہوگیا اور اس کے گھر والے اسے یاد کر کے اور اس کی تعریفیں کر کے رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو رو رہے ہیں اسے بڑی عورت سمجھ کر کے اور اسے تو عذاب ہو رہا ہے اور شرک کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہے۔ گویا کہ یہ بات عام نہیں تھی یہ حکم خاص تھا لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو عام سمجھ لیا۔

حدیث کا دوسرا مطلب

اس کا ایک مطلب اور بیان کیا گیا ہے وہ یہ کہ عرب بعض اوقات مرنے سے پہلے وصیت کر کے جایا کرتے تھے کہ میرے مرنے کے بعد تم نے رونا ہے اور آپ کو عجیب بات بتاؤں کہ رونے والیاں کرائے پر ملتی تھیں۔ چنانچہ رونے والیاں دہاڑی پر لائی جاتی تھیں، جو جتنا بڑا آدمی ہوتا تھا اس کے لئے اتنی بڑی محفل رونے کی منعقد کی جاتی تھی۔ جو جتنا بڑا آدمی ہوتا تھا اتنے ہی زیادہ دن تک اس کا ماتم کیا جاتا تھا۔ تو حدیث کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا کہ اگر کسی مرنے والے نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے ماتم کی محفل منعقد کرنا تو ان کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اسلئے کہ ان کے ان ماتم اور رونے دھونے کا ذمہ دار وہ ہے جس نے مرنے سے پہلے اس کی وصیت کی تھی اور خرچ کا انتظام کیا تھا۔

اختلافِ روایات کی تیسری وجہ

احادیث میں اختلاف کی ایک تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک لفظ کا لغوی معنیٰ کچھ اور ہوتا ہے اصطلاحی معنیٰ کچھ اور ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک بات ارشاد فرمائی ایک سننے والے نے اس کا لغوی معنیٰ مراد لے لیا ور دوسرے نے اس کا اصطلاحی معنیٰ مراد لے لیا، اختلاف ہو گیا۔ مثال کے طور پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اگر وضو کر لیا جائے تو برکت ہوتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے وضو کا اصطلاحی معنیٰ مراد لیا اور وہ یہ فرماتے تھے کہ کھانے سے پہلے وضو کرنا چاہئے جیسے نماز سے پہلے وضو کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے کھانے میں برکت ہوگی۔ لیکن دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا نہیں، یہاں وضو کا اصطلاحی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ وضو کا لغوی معنیٰ ہے اور لغوی معنیٰ کیا ہے؟ صرف ہاتھ دھو لئے جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے برکت ہوگی۔

اختلافِ روایات کی چوتھی وجہ

ایک چوتھی وجہ احادیث میں اختلاف کی نبی کریم ﷺ کی مختلف حیثیت تھی۔ آپ ﷺ نبی بھی تھے آپ طبیب اور حاکم بھی تھے، آپ معلم اور استاذ بھی تھے، آپ امیر اور حکمران بھی تھے۔ آپ نے کوئی بات ارشاد فرمائی سننے والا یہ سمجھا کہ آپ یہ بات نبی کی حیثیت سے ارشاد فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ممکن ہے آپ نے وہ بات ایک ہمدرد کی حیثیت سے ایک طبیب

اور حکیم کی حیثیت سے، ایک فرمانروا ہونے کی حیثیت سے ارشاد فرمائی ہو۔

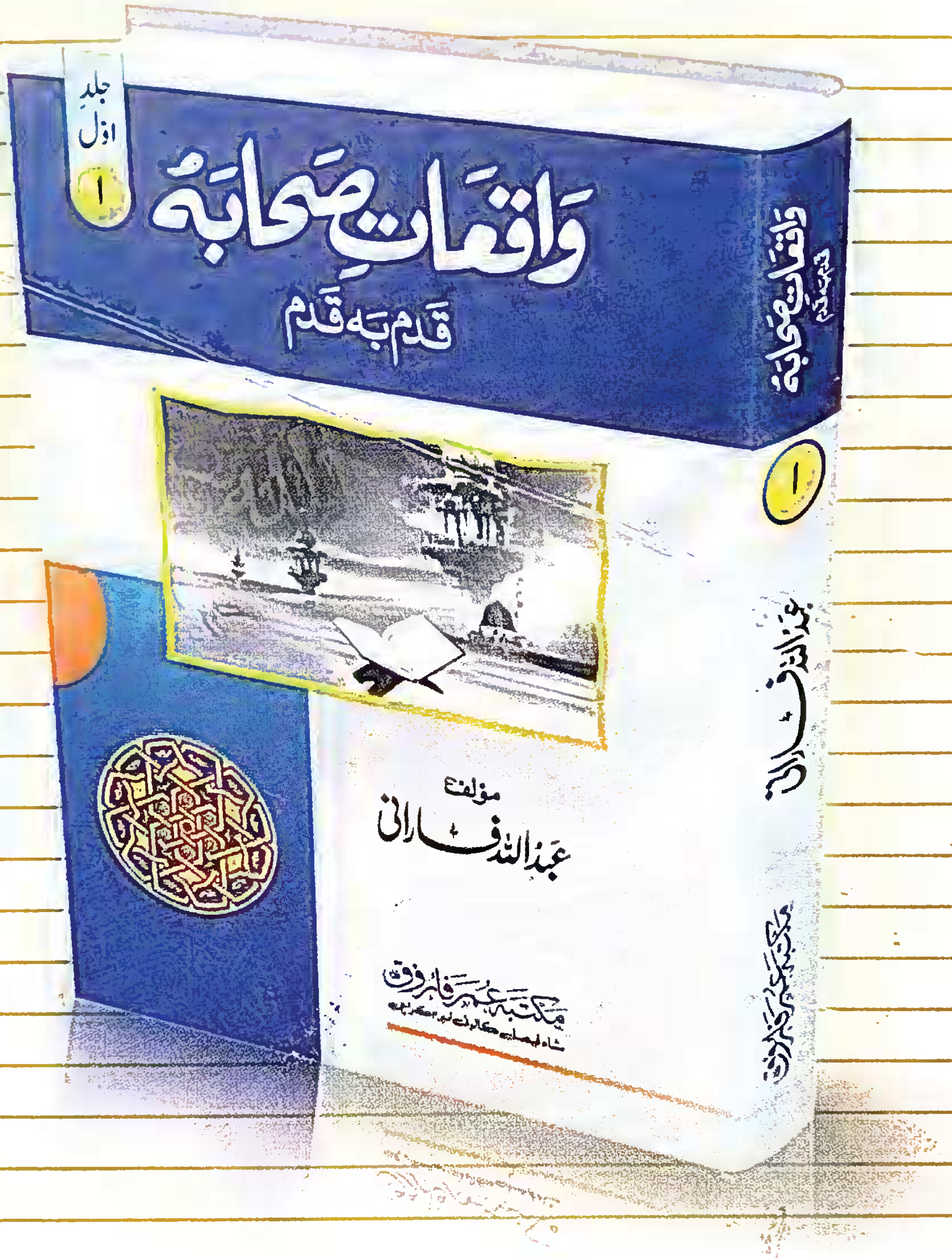
اختلافِ روایات کی پانچویں وجہ

ایک پانچویں وجہ روایات میں اختلاف کی وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ایک حکم دیا بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ جس حکم کو ختم کر دیا جائے اس کو منسوخ کہتے ہیں اور اسے ختم کرنے والا حکم ناسخ کہلاتا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو پہلے والے حکم کا تو علم تھا لیکن جو بعد والا علم ناسخ تھا اس کا علم نہیں تھا اور دوسرے کو اس کا علم تھا۔ تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں یہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا دوسرا علم نہ ہونے کی وجہ سے کہہ رہا ہے کہ ابھی تک منسوخ نہیں ہوا۔ مثلاً ایک زمانے میں حضور ﷺ نے رفع یدین فرمایا۔ بعد میں آپ نے منع فرمایا۔ مَالِیْ اَرَاکُمْ اَنْ تَرْفَعُوْ اَیْدِیَکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ اب ایک نے پہلے والے حکم کو لے لیا جو کہ رفع یدین ہے۔ اور دوسرے کہہ رہے ہیں نہیں بعد میں آپ نے منع فرما دیا تھا کہ رفع یدین اب نہیں ہے۔ اب دیکھیں یہ چند وجوہات ہیں احادیث میں اختلاف کی۔ لیکن یہ اتنے بڑے اختلافات نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے امت کو تقسیم کر دیا جائے۔ اگر احادیث میں ان چھوٹے موٹے اختلافات کی وجہ سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ امت تقسیم ہوئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی تفسیر میں بھی بڑا اختلاف ہے۔ ایک مفسر کچھ کہہ رہا ہے دوسرا کچھ کہہ رہا ہے۔ تو معاذ اللہ کل کلاں ہم یہ کہنے لگیں گے کہ امت میں اختلافات کی وجہ قرآن ہے۔ بلکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو برسرِ عام

انٹرنیشنل اسٹیج پر کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں تشدد پسندی، دہشت گردی، بنیاد پرستی کی اصل وجہ قرآن ہے۔ آج ہم نے کچھ لوگوں کے اعتراضات کی وجہ سے حدیث کو چھوڑا تو کیا کل ہم کچھ دوسرے لوگوں کے اعتراض کی وجہ سے قرآن کو بھی چھوڑ دیں گے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کی گمراہ فرقوں سے حفاظت فرمائے۔ اور ہمیں قرآن و حدیث کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



مکتبہ عمر فاروق ؓ
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345
Designed & Printed by: Luminar Graphics Ph: 021 32727728